بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو ہی مجھے مل جائے

حصّہ اوّل

مرتب

الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توہی مجھے مل جائے

حصہ اوّل

مرتب:
الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ
بلقیس اظہر
جماعت عائشہؓ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	تو ہی مجھے مل جائے	4
2	ارکان اسلام	5
3	ارکان ایمان	11
	☆ قضاء وقدر	11
	☆ صبح و شام کی لازمی چھ تسبیحات	12
4	بنی اسرائیل یا سلسلہ انبیائے کرام علیہ السلام	13
	☆ شجرہ نسب	16
5	پاکیزگی کے اسرار اور حکمتیں	17
6	بدنگاہی	18
7	خدمت خلق	20
8	تعلیمات قرآنی (حقوق اللہ اور حقوق العباد)	23
9	اذان کی ابتداء	25
10	تقویٰ	27
11	نماز باجماعت	28
12	نماز کے چند مسائل	29
	☆ وضو، تحیۃ الوضو، خشک ایڑیوں کا عذاب، موزوں پر مسح	29
	☆ فضائل وضو	30
	☆ تیمم (پانی نہ ہونے کی صورت میں)، غسل، سجدہ سہو، امام کے پیچھے مقتدی کی نماز	31
	☆ امام کی اقتدا، صفوں کی ترتیب، صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم	32
	☆ سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم، آیت الکرسی، عورت کی امامت، مسافر کی نماز (قصر نماز)	33
	☆ بیٹھ کر نماز، کرسی پر نماز	34
13	سورہ فاتحہ کی عظمت اور فضیلت	35
14	نفلی عبادات	36
	☆ سورہ والضحیٰ	40
15	زبان کی حفاظت	41
16	مسواک (ایک اہم سنت)	43
17	موسیقی کی حرمت	45
18	سود کی حرمت	48

19	شراب کی حرمت	50
20	چار زندہ نبی	53
21	خلفائے راشدین	58
22	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	62
23	فدیے اور کفارے	63
24	غیبت	65
	☆ منافقت	66
25	کلمات کفر	67
26	والدین کے حقوق (سعادت مندی)	70
27	مہلت کا اختتام	71
28	وصیت	73
	☆ ہدیہ کرنے کا طریقہ	74
29	عیادت (بیمار پرسی) بیماری میں دعائیں اور جنازے میں شرکت	75
30	میت پر نوحہ	76
31	غسلِ میت	77
32	کفن	80
	☆ مرنے کے بعد کسی کو پڑھ کر بخشنے کا طریقہ	81
33	تعزیت	82
34	کی محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو ہم تیرے ہیں	84
35	حیاء	85
36	عذاب قبر سے مراد	86

تو ہی مجھے مل جائے

میں نور کے تڑکے میں جس وقت اٹھا سو کر
اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے پائے

آتی تھی صدا پیہم جو مانگنے والا ہو
ہاتھ اپنے عقیدت سے آگے میرے پھیلائے

جو رزق کا طالب ہو میں رزق اسے دوں گا
جو طالب جنت ہو جنت کی طلب لائے

جس جس کو گناہوں سے بخشش کی تمنا ہو
وہ اپنے گناہوں کی کثرت سے نہ گھبرائے

وہ مائل توبہ ہو میں مائل بخشش ہوں
میں رحم سے بخشوں گا وہ شرم سے پچھتائے

یہ سن کے ہوئے جاری آنکھوں سے میری آنسوں
قسمت ہے محبت میں رونا جسے آجائے

آقائے گدا پرور سائل ہوں تیرے در پر
میں اور تو کیا مانگوں؟ تو ہی مجھے مل جائے

****

ارکان اسلام

ارکان اسلام پانچ ہیں :

1- کلمہ طیبہ 2-نماز 3-زکوٰۃ 4-روزہ 5-حج

کلمہ طیبہ

حدیث: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں-ان میں سب سے زیادہ **افضل** شاخ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کا کہنا ہے-اور ادنی شاخ تکلیف دینے والی چیز کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک اہم شاخ ہے''-(مسلم)

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''تمام اذکار میں سب سے **افضل** ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ ہے اور تمام دعاؤں میں سب سے **افضل** دعا **الحمدللہ** ہے''-(ترمذی)

حدیث: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''(جب) کوئی بندہ دل کے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہتا ہے تو اس کلمے کے لئے یقینی طور پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے (یعنی فوراً قبول ہوجاتا ہے) بشرطیکہ وہ کلمہ کہنے والا گناہ کبیرہ سے بچتا ہو''-(ترمذی)

حدیث: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک جو کے وزن کے برابر بھلائی ہوگی یعنی ایمان ہوگا- پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک گندم کے دانے کے برابر بھلائی ہوگی یعنی ایمان ہوگا- پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہوگی''-(بخاری)

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ جو کوئی زبان سے پڑھے اس کے معنی بھی دل سے جانے اور ایسا یقین قائم کرے کہ اس کے دل میں کلمہ طیبہ سے متعلق کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے-

کلمہ طیبہ کل نصیبوں، قسمتوں اور کل خزائن علم وحکمت کی کنجی ہے اور حقیقی کلمہ پڑھنے والا کوئی شخص بے نصیب اور بے قسمت نہیں ہوسکتا-

کلمہ طیبہ کے کل 24 حروف ہیں اور دن رات کے کل 24 گھنٹے ہیں اور دن رات میں ایک انسان 24000 بار سانس لیتا ہے-تو جو شخص اخلاص اور معنی خاص الخاص کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اس کے ہر دم اور ہر ساعت کے گناہوں کو کلمہ طیبہ اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح آگ سے لکڑی جل کر راکھ ہوجاتی ہے-

حدیث: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ:

میں نے سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! قیامت کے دن آپ خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا''؟ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے ابوہریرہ ؓ! میرا بھی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ حدیث کے لینے کے لیے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ خلوص دل سے کہا''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 6570)

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

'' تم اپنے ایمان کی تجدید کیا کرو''۔ کسی نے کہا ''اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! ہم کیسے اپنے ایمان کی تجدید کیا کریں''؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہا کرو''۔(مسند احمد، حدیث نمبر 5435)

حدیث: حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کا آخری کلام لآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا''(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 3116)

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا وہ شخص ہوگا جو اپنے دل کے خلوص کے ساتھ لآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کہے''۔(بخاری)

حدیث: حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ بھی حق سمجھ کر دل سے کہے گا اور اس حالت پر اس کو موت آئے تو اللہ عزوجل اس پر ضرور جہنم کی آگ کو حرام فرمادیں گے اور وہ کلمہ لآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ ہے''۔(مستدرک حاکم)

نماز

نماز تمام عبادات میں سے سب سے اہم عبادت ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کا ذکر 700 مرتبہ کیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَاستَعِینُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنَّھَا لَکَبِیرَۃٌ اِلَّا عَلَی الخٰشِعِینَ

ترجمہ: ''اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں''۔(سورہ البقرہ، آیت نمبر 45)

فَاِذَا اطمَانَنتُم فَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَت عَلَی المُؤمِنِینَ کِتٰبًا مَوقُوتًا

ترجمہ: ''پھر جب مطمئن ہوجاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے''۔(سورہ النساء، آیت نمبر 103)

وَاَن اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوہُ وَھُوَ الَّذِی اِلَیہِ تُحشَرُونَ

ترجمہ: ''اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو، اور وہی ہے جس کی طرف اٹھنا ہے''۔(سورہ الانعام، آیت نمبر 72)

1۔حدیث: آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''دین بغیر نماز کے نہیں۔نماز دین کے لیے ایسی ہے جیسا کہ آدمی کے بدن کے لیے سر ہوتا ہے''۔(طبرانی)

2۔حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا کہ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے'' ارشاد فرمایا کہ ''نماز''۔میں نے عرض کیا کہ ''اس کے بعد کیا ہے''؟ فرمایا ''والدین کے ساتھ حُسن سلوک''۔میں نے عرض کیا کہ ''اس کے بعد کونسا عمل ہے''؟ اِرشاد فرمایا ''جہاد''۔(صحیح بخاری ،صحیح مسلم، سنن نسائی) اِس حدیث میں علماء کے اِس قول کی دلیل ہے کہ ایمان کے بعد سب سے مقدم چیز نماز ہے۔

3۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''بدترین چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو نماز میں سے بھی چوری کرے''۔صحابہؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! نماز میں سے کِس طرح چوری کرے گا''؟ ارشاد فرمایا کہ ''اِس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح نہ کرنا''۔(طبرانی، مسند احمد)

4۔حدیث: آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے''۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1078-صحیح مسلم، حدیث نمبر 247)

5۔حدیث: ایک حدیث میں ہے کہ ''جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ پانچ طرح سے اِس کو نوازتے ہیں۔

i)۔ اِس پر سے رزق کی تنگی ہٹادی جاتی ہے۔

ii)۔ اِس پر سے عذاب قبر ہٹادیا جاتا ہے۔

iii)۔ قیامت میں اِس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

iv)۔ پل صراط سے بجلی کی طرح سے گزر جائے گا۔

v)۔ حساب سے محفوظ رہے گا''۔

جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اُس کو پندرہ طریقوں سے عذاب ہوگا۔

پانچ طرح سے دنیا میں

تین طرح سے موت کے وقت

تین طرح قبر میں اور چار طرح قبر سے نکلنے کے بعد

دنیا کے پانچ یہ ہیں:۔

i)۔ اِس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔ ii)۔ صلحاء کا نور اِس کے چہرے سے ہٹادیا جاتا ہے۔

iii)۔ اِس کے نیک کاموں کا اجر ہٹادیا جاتا ہے۔ iv)۔ اِس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

v)۔ نیک بندوں کی دعاؤں میں اِس کا استحقاق نہیں رہتا۔

موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں:۔

i)۔ ذلت سے مرتا ہے۔ ii)۔ بھوکا مرتا ہے۔

iii)۔ پیاس کی شدت میں موت آتی ہے اگر سمندر بھی پلا دیا جائے تب بھی پیاس ختم نہیں ہوگی۔

قبر کے تین عذاب یہ ہیں:۔

i)۔ اِس پر قبر اتنی تنگ ہوجاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ ii)۔ قبر میں آگ جَلا دی جاتی ہے۔

iii)۔ قبر میں ایک سانپ اِس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے کہ ایک دن پورا چل کر اِن کے ختم تک پہنچا جائے۔ اِس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں اور عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے غروب تک اور مغرب کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں، جب وہ ایک مرتبہ اُس کو ڈنگ مارتا ہے تو مردہ اس کی وجہ سے ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ اِس پر وہ گنجا سانپ اپنے لوہے کے ناخن زمین کے اندر ڈال کر مردے کو پھر زمین پر لے آتا ہے۔ پھر ڈنگا جاتا ہے۔ پھر نیچے جاتا ہے۔ پھر اوپر لایا جاتا ہے۔ اس طرح روز محشر تک ہوتا رہے گا۔

قبر سے نکلنے کے بعد کے چار عذاب یہ ہیں:۔

i)۔ حساب کتاب سختی سے لیا جائے گا۔ ii)۔ حق تعالی اِس پر غصّہ ہوگا۔

iii)۔ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ iv)۔ ایک روایت میں ہے کہ اِس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی

پہلی سطر! اواللہ کے حق کو ضائع کرنے والے۔

دوسری سطر! اواللہ کے غصّہ کے ساتھ مخصوص۔

تیسری سطر! جیسا کہ تونے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (فضائل اعمال، مولانا محمد زکریا- غنية الطالبين)

آداب نماز اور معرفت نماز

آداب نماز:

1۔ ثواب کی امید پر وضو کر کے مسجد کو چلیں- 2۔ پھر نیت کر کے عظمت کے ساتھ تکبیر کہیں

3۔ ترتیل کے ساتھ قرآن پاک کو پڑھیں 4۔ خشوع کے ساتھ رکوع کریں

5۔ اخلاص کے ساتھ تشہد پڑھیں 6۔ رحمت کی امید کرتے ہوئے سلام پھیر دیں۔

معرفت نماز:

جنت کو اپنی دائیں جانب اور دوزخ کو اپنے بائیں جانب، پل صراط کو اپنے پیروں تلے اور میزان کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں اور یقین رکھیں کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو سمجھ لیں کہ اللہ تو ہمیں دیکھ ہی رہا ہے۔

نماز میں خشوع اور خضوع

خشوع اور خضوع سے مراد ظاہری اور باطنی عاجزی اور انکساری ہے-

خشوع کا تعلق اعضائے ظاہری یعنی بدن سے ہے اور خضوع کا تعلق اعضائے باطنی یعنی دل سے ہے۔ نماز میں خشوع اور خضوع کا مطلب یہ ہے کہ جسم کعبہ کی طرف اور دل رب کعبہ کی طرف متوجہ رہے۔

قرآن پاک سورہ البقرہ، آیت نمبر 238 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِينَ ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو "۔

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے: ''آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لئے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔ اس طرح بعض کے لئے نواں حصہ بعض کے لئے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے''۔ (ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان)

یعنی جس درجے کا خشوع نماز میں ہوگا جس درجہ کا اخلاص ہوگا اس کے مطابق اجروثواب ملے گا۔

حدیث: اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے اپنے والد (سعید بن عمرو) سے اور انہوں نے اپنے والد (عمرو بن سعید) سے روایت کی، انہوں نے کہا: "میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، انہوں نے وضو کا پانی منگایا اور کہا: میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی مسلمان نہیں جس کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، مگر وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگی جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ بات ہمیشہ کے لیے کی۔'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر 543)

زکوٰۃ

ارکان اسلام میں نماز کے بعد دوسرا اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے۔ قرآن حکیم میں بیاسی (82) مقامات وہ ہیں جہاں نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم یکجا وارد ہوا ہے۔ نماز ایک جانی عبادت اور زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے۔

قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے: وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو''۔ (سورہ البقرہ، آیت نمبر 110، 83، 43)

وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ

ترجمہ: ''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو''۔ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 33)

زکوٰۃ کے مستحقین:

1۔ فقیر: وہ فقیر ہے یعنی ایسا شخص جو نہ تو صاحب نصاب ہو اور نہ ہی اِس مقدار کی رقم رکھتا ہو چاہے کسی بھی حال سے ہو۔ اگر چہ وہ تندرست کمانے والا ہو۔

2۔ مسکین: یعنی محتاج جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

3۔ مکاتب: یعنی وہ غلام جس کے مالک نے کہا کہ اتنی رقم ادا کر کے تم آزاد ہو سکتے ہو۔

4۔ فی سبیل اللہ: جن لوگوں کا مال یا سواری ہلاک ہو جائے یا مجاہدین یا حاجیوں کی جماعت سے بچھڑ جائے۔ اس طرح طالب علم بھی زکوٰۃ کا مستحق ہے۔

5۔ ابن سبیل: جن کے لیے اُن کے اپنے وطن میں مال ہو لیکن اَب غیر وطن میں اُن کے پاس مال نہیں یعنی کوئی شخص سفر پر گیا اور مال کھو گیا۔ تو اَیسے شخص کی مدد زکوٰۃ میں سے کی جا سکتی ہے۔ وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے۔

6۔ زکوٰۃ کی وصولی کرنے والا: وہ لوگ جو زکوٰۃ کی وصولی پر یا زکوٰۃ کی تقسیم پر معمور ہیں۔ ان کو حسب ضرورت آنے جانے، اور کھانے پینے کے لیے زکوٰۃ میں سے ادائیگی کر سکتے ہیں۔ زکوٰۃ تقسیم کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ مندرجہ بالا تمام قسموں کے افراد کو زکوٰۃ دے یا کسی ایک قسم کے فقیر کو زکوٰۃ دے دے۔

زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے؟

ہر آزاد مسلمان مکلف اور صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔

زکوٰۃ کتنے مال پر دی جائے؟

ساڑھے سات تولے سونا اور 52 تولے چاندی پر زکوٰۃ ہے (یا اتنا مال) اتنی مالیت کا مال ہو۔ اتنا مال رکھنے والا صاحب نصاب کہلاتا ہے۔

اگر یہ مال پورے سال رکھا۔(یعنی سونا، چاندی یا اتنی رقم) تو صاحب نصاب پر ہر 100 روپے میں سے 2.5 روپے زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔

زکوٰۃ کن لوگوں کو نہیں دی جاسکتی؟

(1) سید کو (2) بدمذہب کو (3) مرتد کو (4) ان لوگوں کو جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے یعنی جن کے مسلک میں زکوٰۃ ادا کرنے پر اتفاق نہیں ہے مثلاً شیعہ حضرات، یہود و نصاریٰ۔

زکوٰۃ کس قسم کے مال پر ہے؟

(1) ثمن: یعنی سونا چاندی (اس میں ہر ملک کی کرنسی اور پرائز بونڈ وغیرہ بھی داخل ہیں۔

(2) مال تجارت پر

(3) سائمہ: یعنی چرنے والے جانور پر (فتاویٰ عالم گیری، جلد 1، صفحہ 174)

(4) زمین کی پیداوار: زمین کی پیداوار سے زکوٰۃ نکالنے کو عشر کہتے ہیں۔

عشر سے مراد دسواں حصہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا نہری پانی سے بلا معاوضہ سیراب کیا جاتا ہے اس میں عشر ہے (دسواں حصہ زکوٰۃ دیا جائے گا) اور جس زمین کو جانور پر لاد کر پانی دیا جائے اس میں نصف عشر ہے''۔ (مسلم)

زکوٰۃ ایک اہم اسلامی عبادت ہے۔ اِس میں ایک طرف زکوٰۃ دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور دوسری جانب غرباء اور مساکین کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔

روزہ

اللہ جل شانہ کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے پیٹ کو کھانے پینے اور جسم کو خواہش نفس سے پورا دن روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔

روزے کی اقسام:- روزے کی چھ اقسام ہیں۔

(1) فرض (2) واجب (3) سنت (4) مستحب (5) نفل (6) مکروہ

(1) فرض روزے : i) رمضان المبارک کے روزے خواہ وہ ادا ہوں یا قضاء ii) کفارات کے روزے iii) نذر کے روزے (منت کے)

(2) واجب روزے :

i) واجب روزے رکھ کر توڑ دیا اس کی قضاء کرنا ii) اعتکاف کی نیت کی اور روزے کی بھی اور روزہ نہ رکھا اس کی قضاء کرنا

(3) سنت روزے :

i) یوم عاشورہ کا روزہ ii) پیر کے دن کا روزہ

(4) مستحب روزے :

i) ہر مہینے کی چاند کی 13، 14، 15 کا روزہ ii) ہر جمعرات اور پیر کا روزہ

iii) ماہ شوال کا روزہ iv) ہر وہ روزہ رکھنا مستحب ہے جس کو رکھنے کی ترغیب اور اس کا ثواب حدیث سے ملتا ہے۔

مثال کے طور پر حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ (آپ علیہ السلام ایک دن کا روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے اور یہ طریقہ اللہ کو بہت پسند تھا۔)

(5) نفلی روزے :

ثواب کی نیت سے جب بھی موقع ملے روزہ رکھنا۔

(6) مکروہ روزے : پانچ روزے مکروہ ہیں۔

i) عیدالفطر کا روزہ ii) عیدالاضحیٰ کا روزہ iii) عرفہ کے دن حاجی کا روزہ

iv) شعبان کے آخیری دو دنوں کے روزے- اس لئے کہ شعبان کے بعد رمضان ہے- رمضان کے استقبال کے لئے ضروری ہے کہ اس سے پہلے روزہ نہ رکھا جائے-

قرآن پاک، سورہ البقرہ آیت نمبر 183 میں فرمان خداوندی ہے:

ترجمہ: ''اے اایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم متقی بنو''-

روزے کا مقصد ہمیں متقی بنانا ہے-

علماء کرام کا کہنا ہے کہ آدمی کے ہر جزو کا روزہ ہے- پس زبان کا روزہ جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے بچنا، کان کا روزہ ناجائز چیزوں کے سننے سے احتراز کرنا، آنکھوں کا روزہ لہو ولعب کی چیزوں سے احتراز، نفس کا روزہ حرص اور شہوت سے بچنا، دل کا روزہ حب دنیا سے خالی ہونا اور روح کا روزہ آخرت کی لذتوں سے احتراز (یعنی رب سے رب کو چاہنا) ہے-

حج

حج ارکان اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے- اللہ تعالیٰ نے صاحب استطاعت، عاقل بالغ اور تندرست مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض قرار دیا ہے-

حج کی تعریف:- حج ایک جامع عبادت ہے۔ یہ ایک جانی اور مالی عبادت ہے- حج مقرر مہینوں میں، مقررایام کے اندر، مقرر عبادات کرنے کا نام ہے- نبی کریم نے فرمایا "حج وقوف عرفہ کا نام ہے" - (سنن نسائی، جامع ترمذی) اسلئے وقوف عرفات کو حج کا رکن اعظم کہتے ہیں جس کے بغیر حج نہیں-

تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے حج کیا ہے- قرآن مجید میں ہر صاحب استطاعت پر حج فرض کیا گیا ہے- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر'' - (ترمذی، مشکوۃ)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''حج کے راستے میں خرچ کرنا اور تکلیف اٹھانا جہاد میں تکلیف اٹھانے کے ثواب کے برابر ہے'' - (مسند احمد)

8 ذی الحجہ سے 12 ذی الحجہ کے دنوں کو ایام حج کہا جاتا ہے- مکہ میں حاضری کے بعد کثرت سے تیسرے کلمہ کا ورد کرتے رہیں-

فرائض حج:- حج کے تین فرض ہیں۔ 1) احرام باندھنا 2) وقوف عرفات 3) طواف زیارت

ان تینوں میں سے کوئی چھوٹ جائے تو حج نہ ہو گا اور دم (یعنی صدقہ) دینے سے بھی ان کی تلافی نہ ہوگی۔ (یعنی اِس کا کوئی کفارہ نہیں ہے)

واجبات حج:-

حج کے چھ واجبات ہیں۔

1) مزدلفہ میں وقوف (صبح فجر کی نماز سے لے کر طلوع آفتاب تک ٹھہرنا) 2) رمی جمار یعنی تینوں شیطانوں پر کنکریاں مارنا

3) قربانی کرنا۔ ایام حج رات میں منیٰ میں قیام کرنا 4) حلق یا قصر کروانا (بال کٹوانا)

5) صفا و مروہ کی سعی کرنا۔ (طواف زیارت کے بعد) 6) طواف وداع کرنا (اپنے ملک آنے سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرنا)

مندرجہ بالا تمام چیزوں میں سے اگر کوئی بات رہ جائے تو حج ہو جائے گا مگر اسکا کفارہ لازم ہوگا۔ (دم دیا جائے گا۔ جو کے ایک بکرا مکہ میں ہی صدقہ کرنا ہو گا)

حج کی سنتیں:

1) حج افراد اور حج قران کرنے والوں کو طواف قدوم کرنا 2) 8 ذی الحج کی صبح کو منیٰ کے لئے روانہ ہونا اور وہاں پانچ نمازیں پڑھنا

3) طلوع آفتاب کے بعد 9 ذی الحج کو منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہونا 4) عرفات سے غروب آفتاب کے بعد روانہ ہونا

5) عرفات میں غسل کرنا 6) عرفات سے واپس آکر رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا

7) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ میں رہنا واجب اور دن کو رہنا سنت ہے

ارکان ایمان

ارکان ایمان چھ ہیں:

1-	اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا	2-	اس کے فرشتوں پر ایمان لانا
3-	اس کی کتابوں پر ایمان لانا	4-	اس کے رسولوں پر ایمان لانا
5-	قیامت کے دن پر ایمان لانا	6-	اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا

اچھی اور بری تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہے جسے ہم قضاء وقدر کہتے ہیں- یہ ایمان کا چھٹا رکن ہے-

قضاء وقدر

قضاء : اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کو قضاء کہتے ہیں۔

قدر : اللہ تعالیٰ کے ازلی علم میں جو کچھ متعین ہوا اس کو قدر کہتے ہیں تقدیر پر ایمان لانا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ

ترجمہ:۔''ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا''　　(سورۃ القمر، آیت نمبر-49)

تقدیر کے عقیدے کا حاصل یہ ہے کہ:

دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا ہے۔اور آئندہ جو کچھ ہوگا۔وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ ازل کے مطابق ہوا ہے۔ ہوتا ہے اور ہوگا۔یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جیسا ہم کرنے والے تھے وہ اس نے اپنے علم ازلی کے موافق جانا اور لکھ دیا۔تو یہ نہیں کہ جیسا کہ اس نے لکھ دیا ویسا ہم کرنے پر مجبور ہیں۔ بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔یعنی اس نے ازل میں قلم سے کہا کہ لکھ قلم نے کہا کہ کیا لکھوں اس نے کہا کہ لکھ کہ آج سے ہزاروں سال کے بعد ایک شخص پیدا ہوگا اس کو صحت کے اچھے مواقع میسر ہوں گے۔اس کے پاس انبیاء اولیاء کی تعلیمات ہوں گی اس کے پاس تمام آسمانی کتابوں کا مواد ہوگا۔وہ اپنے اچھے اور برے کو سمجھنے کی خوب صلاحیت رکھتا ہوگا۔اس کے سامنے اچھے اور برے راستے ہوں گے پھر اسے ارادہ اور اختیار دیا ہوا ہوگا۔اب وہ شخص اپنی مرضی اپنے ارادے اور اپنے اختیار سے جو راہ اپنے لئے چنے گا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے ادراک سے یا اپنے ازلی علم سے اسے جان کر وہ بات قلم سے لکھوادی کہ یہ شخص اپنی مرضی، اپنے ارادے اور اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے فلاں راستہ اختیار کر کے جنت کا مستحق ہوگا۔ یا یہ اپنی مرضی، اپنے ارادے اور اپنے اختیار کو استعمال کر کے اپنے لئے دوزخ کا دروازہ کھول لے گا۔

مثلاً زید کے لئے برائی لکھی اس لئے کہ وہ ایسا کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھلائی لکھتا۔تو اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے لکھ دینے نے انسان کو مجبور نہیں کیا۔انسان نے اپنے ارادے سے جو کچھ کرنا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے جانا اور پھر لکھ دیا تقدیر کا مسئلہ عام عقلوں میں آنہیں سکتا۔اس پر زیادہ غور فکر نہیں کرنا چاہیے۔

تقدیر کے منکر کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مجوسی قرار دیا **تو اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کو قضاء کہتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے ازلی علم میں جو کچھ متعین ہوا سے قدر کہتے ہیں۔**

قضاء کی قسمیں:۔

قضاء کی تین قسمیں ہیں۔

1۔قضاء مبرم:

وہ علم جو علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں اس میں تبدیلی ناممکن ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس حکم اور فیصلہ میں تبدیلی ممکن نہیں ہے۔

2۔قضاء معلق:

وہ علم جو علم الٰہی میں معلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس حکم اور فیصلہ میں تبدیلی ممکن ہے۔

3۔قضاء معلق محض:

وہ علم جو صحف ملائکہ میں کسی شئے پر معلق ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے اس حکم اور فیصلہ میں تبدیلی ممکن ہے پس قضائے معلّق اور قضائے معلّق محض میں انبیاءؑ، غوثؒ، اولیاءؒ اور نیک وصالح مسلمانوں کی دعاؤں، صدقہ خیرات، دوا اور علاج سے تبدیلی ممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ بیمار ہوتا ہے یہ سب قضاء کے موافق ہوتا ہے۔ (یعنی اللہ کے حکم اور فیصلے سے) مگر کسی دوا، کسی دعا وصدقہ خیرات اور علاج سے شفا ہو جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قضا (حکم یا فیصلہ) معلق تھی۔

قضاء مبرم آدمی بیمار ہوتا ہے۔ علاج معالجہ کرواتا ہے۔ صدقہ خیرات کرتا ہے۔ ہزار کوشش کرتا ہے لیکن پھر بھی مر جاتا ہے۔ اور کوئی چیز موت کو ٹال نہیں سکتی تو یہ مثال قضاء مبرم کی ہے۔

سورۃ تغابن، آیت نمبر 11 میں ارشاد ہے۔ ترجمہ: ''تمہیں کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے''۔

سورۃ یٰسین میں فرمایا: (یسین خلاصہ مفہوم آیت نمبر 38، 39، 40)

''سورج اپنے ٹھہراؤ پر چل رہا ہے چاند اپنی متعین منزلیں طے کرتا ہے۔ اور پرانی ٹہنی کی طرح خمیدہ ہو کر لوٹتا ہے نہ تو سورج کو یہ قدرت ہے کہ چاند کو پالے اور نہ رات دن سے آگے بڑھے ہر ایک اپنے اپنے انداز میں تیر رہا ہے یہ ہے غالب علم والے کی تقدیر''۔

سورۃ فاطر میں فرمایا! (سورہ فاطر خلاصہ مفہوم آیت نمبر 11)

ترجمہ: ''کوئی عورت حمل نہیں رکھ سکتی ہے اور نہ جنتی اور نہ کسی کی عمر دراز کر سکتی یعنی نہ کسی کم عمر کو عمر میں درازی ملتی ہے نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے''۔

تقدیر کے عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ جو کامیابی ہمیں حاصل ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ سب کچھ ہماری کوشش عقل وفکر کا نتیجہ ہے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے اس لئے کسی کامیابی پر فخر وغرور بے جا ہے۔

عاجزی ہی انسان کی عظمت ہے اس طرح اگر ہمیں کوئی ناکامی پیش آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کا نتیجہ ہے اور انسان کا اسی میں فائدہ ہے۔ ہمارے کاموں کے نتیجے اس علام الغیوب کے علم میں مقرر ہو چکے ہیں اس لئے ہم کو دل شکستہ اور مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ خوشی خوشی، جوش وخروش اور سرگرمی سے از سر نو جدوجہد کرنی چاہئے اور نیکیوں کی طرف خلوص قلب سے متوجہ ہونا چاہیے۔

مختصر یہ کہ انسان کو اپنی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔ تقدیر میں تقابلی جائزہ! ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ جن میں سر کھپانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ جتنا رب نے چاہا اتنا ہمیں بتا دیا۔

****

صبح وشام کی لازمی چھ تسبیحات

1۔ **تیسرا کلمہ** : اللہ تعالیٰ کی ثناء اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کلمہ

2۔ **پہلا کلمہ** : افضل الذکر

3۔ **چوتھا کلمہ** : نبیوں کی دعا

4۔ **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم** : فرشتوں کی دعا

5۔ **درود شریف** : رحمتوں کا دروازہ

6۔ **استغفر اللہ** : مغفرت کا دروازہ

****

بنی اسرائیل یا سلسلہ انبیائے کرام علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جو پیغمبر دُنیا میں آئے جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے وہ حضرت نوح ؑ تھے۔ حضرت نوح ؑ نے 900 برس تک تبلیغ کی لیکن ان کی قوم نے دینِ حق کو نہ مانا سوائے چند افراد کے اور کسی نے دینِ حق کو قبول نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور جب وہ اور اُن کے ساتھی کشتی پر سوار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا اور زمین نے پانی اگلا اور تمام لوگ اس پانی میں ڈوب کر مر گئے، کشتی نوح علیہ السلام جودی پہاڑ پر جا کر رُکی جو عراق میں ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے بعد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں پیدا ہوئے، ان لوگوں نے جب ان کا کہنا نہ مانا تو وہ اپنے وطن عرق کو چھوڑ کر ملک شام میں آباد ہو گئے، ان کے دو بیٹے دو بیویوں میں سے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ علیہ السلام سے تھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت حاجرہ علیہ السلام سے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جو حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ''اسرائیل'' تھا۔ (''اسرائیل'' عبرانی زبان کا لفظ ہے جو' اِسرا' یعنی عبد اور ''اِیل'' یعنی اللہ کے الفاظ کا مرکّب ہے۔ عربی میں اس کے معنی ''عبداللہ'' یعنی ''اللہ کا بندہ'' ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو مسلمان، یہودی اور مسیحی نبی مانتے ہیں۔) اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے 12 بیٹے ہوئے۔ اِس طرح بنی اسرائیل 12 بیٹوں کی اولاد تھی۔ یہ بارہ خاندان بعد میں 12 بڑے بڑے قبیلے بن گئے تھے کیونکہ ہر بیٹا ایک قبیلہ کا مالک تھا، ان تمام بھائیوں کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ بعد میں ان کے بھائیوں میں سے ایک بھائی حضرت یوسف علیہ السلام مصر پہنچ گئے۔ شام سے مصر جانے کی یہ تمام روداد قرآن پاک میں سورۃ یوسف (علیہ السلام) میں موجود ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہت مل گئی اور اُنہوں نے اپنے بھائیوں کو بھی اپنے پاس بُلا لیا، حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں اُن کے بھائیوں نے مصر میں شاہانہ زندگی گزاری، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد وہاں کے اصل باشندوں نے بنی اسرائیل پر بے حد ظلم ڈھائے اور اُن کو نوکر اور غلام بنا لیا۔ اور اُن کو کمزور کرنے کے لیے اُن کی اولادوں میں سے اُن کے لڑکوں کو قتل کرنے اور عورتوں کو زندہ چھوڑنے لگے ظالم اور جابر ہونے کی وجہ سے فرعون کہلائے۔ دس سال تک یہ لوگ لڑکوں کو قتل کرتے رہے کچھ عرصے کے بعد اُن لوگوں نے خیال کیا کہ اگر تمام لڑکوں کو مارتے رہیں گے تو غلاموں کی کمی ہو جائے گی۔ اس لیے ان لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک سال پیدا ہونے والے لڑکے مارے اور ایک سال زندہ چھوڑے جائیں، تو جو سال زندہ چھوڑنے کا تھا اس میں بنی اسرئیل میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جو سال لڑکوں کو مارنے کا تھا اِس سال میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُنھیں بھی بچا لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑے ہو کر اپنی قوم کا جو حشر دیکھا تو اُنھیں بے حد رنج ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ مصر سے تمام بنی اسرائیل کو نکال کر فلسطین میں بسا دیں۔ کیونکہ بنی اسرئیل پر فرعون اور اُس کی قوم نے بے حد ظلم توڑ رکھے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بھی فرعون سے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر نکل جانے کو کہا تو فرعون نہ مانا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک رات کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر دریائے قلزم پر پہنچے تو دریا نے درمیان سے گزرنے کا راستہ اُن کی عصا کی ضرب سے بنا دیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سمیت دریا عبور کر کے کنارے پر پہنچ گئے تھے تو فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کا پیچھا کرتے ہوئے دریا میں اُتر آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دوسرے کنارے پر پہنچتے ہی دریا برابر ہو گیا اور فرعون اپنے تمام لشکر سمیت غرق ہو گیا۔

دریا عبور کرتے ہی بنی اسرائیل نے ایک قوم کو دیکھا جو بُت کے سامنے بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھی اور اُسی وقت ان کے دل میں یہ بات آئی کہ ایسا معبود ہمارا بھی ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس بات کا اظہار بھی کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بات پر اُنہیں کہا کہ "تُم لوگ نہایت ہی ظالم ہو، اللہ کی عنایات دیکھو کہ کس طرح تمہیں بچایا اور فرعونیوں کو تمہارے سامنے غرق کیا اور تم اب بھی بُت کو معبود بنانا چاہتے ہو"۔ اس وقت تو یہ لوگ چُپ ہو گئے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بُلانے پر تورات اور لوحِ قرآنی لینے کے لیے کوہِ طور پر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر نگران چھوڑ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل نے تمام زیورات جو اُن کے پاس تھے اکٹھے کیے اور ایک سامری سے ڈھلوائے اور اُن سے سونے کا بچھڑا بنایا جس کی نالیاں اس طرح رکھی گئیں کہ جب بچھڑا منہ کھولتا تو اس میں گائے کے بولنے کی آواز نکلتی تھی۔ بنی اسرائیل اس کی پوجا کرنے لگے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو

بے حد غضبناک ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے اِن لوگوں کے لیے توبہ کی درخواست کی، تو اُن کی توبہ اسطرح قبول ہوئی کہ جنھوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی ہے وہ اُن لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیں جنہوں نے پوجا کی تھی۔ اس طرح تمام وہ لوگ جنھوں نے پوجا کی تھی مار دیئے گئے اور اُنہوں نے خوشی خوشی قتل ہونا قبول کیا اور باقی لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر شام لے آئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا موروثی ملک ہے، اس پر قبضہ کرو اور چین سے رہو۔ اُنہوں نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام وہاں تو بڑے بڑے زبردست لوگ ہیں "اُن سے تُو اور تیرا رَب ہی نمٹے" ہم تو بس یہاں بیٹھے ہیں اس نافرمانی کی وجہ سے 40 سال تک جنگلوں کی خاک چھانی۔ وہاں پر جو انعامات اللہ نے کیئے وہ یہ ہیں۔

ایک مرتبہ جب جنگل میں سب پیاسے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے پتھر پر عصا مارا تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور بنی اسرائیل کے ہر قبیلے نے ایک چشمے پر قبضہ کرلیا۔ دھوپ کی تیزی سے بچنے کے لیے ابر بھیج دیا گیا جو دن بھر اُن پر سایہ کیے رہتا۔ کھانے کے لیے من وسلویٰ بھیج دیا، سلویٰ جو بُھنے ہوئے بیڑ تھے اور من موتی چور کے لڈو کی طرح میٹھی چیز تھی جو رات کو اوس کیساتھ برستی تھی۔ اور صبح کو یہ اکٹھا کرلیا کرتے تھے۔

یہ لوگ چالیس سال تک صحرائے سینا کی وادی میں خانہ بدوش رہے، بنی اسرائیل بہت جلد ان تمام باتوں کھانے، پینے اور آرام سے گھبرا گئے اور اُنہوں نے اس بیابان جنگل میں پیاز، لہسن، دالیں اور گیہوں وغیرہ کی فرمائش کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں "ناشُکرے اور بے صبرے" کہا اور اُنھیں اپنی ہی طبیعت کی کوفت میں مبتلا کر دیا چالیس سال تک بھٹکتے رہے (صحرائے سینا میں) اور جب آوارہ گردی کی مدت ختم ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا تھا۔ پھر اُن کی درخواست پر انہیں شہر میں بسنے کا حکم ہوا۔ اس شہر کا نام آریحا تھا۔ جو بیت المقدس کے قریب آباد تھا۔ حضرت یوشع علیہ السلام کی قیادت میں اُنہوں نے آریحا شہر کو آباد کیا پھر شہر میں داخل ہونے کے آداب بتائے گئے حکم ہوا کہ شہر میں عاجزی سے داخل ہونا" دروازے میں سے سجدے کرتے ہوئے اور بخشش کی دُعا کرتے ہوئے جانا اس شہر میں جہاں سے چاہو کھانا پینا، رہنا سہنا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف کر دے گا۔ کیونکہ اللہ نیکوکاروں کیساتھ ہے۔ اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دے گا" یعنی ابھی تو اس شہر میں داخل ہو جاؤ چال چلن اور عادات ٹھیک رکھو گے تو اور ملک ملیں گے۔ اور چال چلن ٹھیک رکھنے والوں کو آخرت میں بھی جزا ہے لیکن اُنہوں نے بجائے تواضع اور انکساری اختیار کرنے کے، تکبر اور گستاخی کو اپنا شعار بنایا اور جو کچھ کہنے کو کہا گیا تھا اس کی بجائے منہ سے واہی تباہی بکتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ آخر ان کو سزا ملی اور ان میں سخت طاعون پھیل گیا، آدھے ہی دن میں 70 ہزار افراد مر گئے اور باقی لوگ یہیں پر آباد ہو گئے۔

پھر اُنہی یہود کے ایک فرقے کی بے باکی، ہٹ دھرمی دیکھیں کہ اللہ نے یہود کو ہفتے کے دن عبادت کرنے کو کہا تھا اور شکار وغیرہ اس دن منع کیا تھا۔ چونکہ آزمائش تھی اس لیے ہفتے کے دن دریا میں مچھلیاں زیادہ آیا کرتیں تھیں۔ اُن لوگوں نے دریا سے نالیاں نکال کر جوہڑ بنائے، ہفتے کو یہ مچھلیاں نالیوں سے جوہڑ میں آجاتیں اور اتوار کو یہ لوگ ان کو پکڑ لیتے اور کہتے کہ ہفتے کو نہیں بلکہ اتوار کو شکار کیا ہے۔ باقی لوگ یعنی باقی فرقے اُنہیں منع کرتے تھے۔ لیکن یہ باز نہ آئے، آخرا کار اللہ تعالیٰ نے اس سرکشی پر اُن سب کو بندر بنا دیا۔ اس نافرمانی میں اُن کے گروہ بن گئے تھے، ایک گروہ نافرمان تھا اور باقی گروہ اُن کو منع کرنے والے تھے۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان نافرمانی کرنے والوں کو باقی لوگوں نے بہت منع کیا لیکن یہ باز نہ آئے۔ کچھ لوگ تو سمجھا سمجھا کر مایوس ہو گئے اور کچھ لوگ سمجھاتے رہے۔ لیکن یہ سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ نے ان کو بندر بنا دیا، بندر بننے کے بعد بہت چیخے، لیکن 7 دن اور 8 راتوں میں رو رو کر مر گئے۔

بنی اسرائیل اللہ کی لاڈلی قوم تھی۔ بنی اسرائیل پر ذلت اور مسکنت اور غضب ولعنت الٰہی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ اس وقت صادر ہوا جب انہوں نے بدی، ظلم اور حرام خوری کی طرف لپکنا شروع کر دیا۔ ان کی قوم کے لیڈر مصلحت پرستی کے مرض میں گرفتار ہو گئے۔ ان میں گناہوں کو نظر انداز کرنے کی عادت پیدا ہو گئی اور ان میں کوئی گروہ بھی ایسا نہ رہا جو عیب کو عیب کہنے والا ہوتا اور عیب سے روکنے والا ہوتا۔ سورہ مائدہ آیت نمبر 62,63 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "تو ان میں سے اکثر کو دیکھتا ہے کہ گناہ اور حدودِ الٰہی سے تجاوز اور حرام خوری کی طرف لپکتے ہیں یہ کئی بری حرکتیں کرتے ہیں کیوں نہ ان کے مشائخ اور علماء نے ان کو بری باتیں کرنے اور حرام کے مال کھانے سے منع کیا یہ بہت برا تھا جو وہ کرتے تھے۔"

سورہ المائدہ آیت نمبر 79-78 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤدؑ اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زبان سے لعنت کروائی گئی۔ اس لیے کہ انہوں نے سرکشی کی اور وہ حد سے گزر جاتے تھے اور ایک دوسرے کو برے افعال سے نہ روکتے تھے"

اس آخری آیت کی تفسیر میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''بنی اسرائیل میں جب بدکاری پھیلنی شروع ہوئی تو یہ حال تھا کہ ایک شخص اپنے بھائی یا دوست یا ہمسایہ کو برا کام کرتے دیکھتا تو اس کو منع کرتا اور کہتا کہ ''اے شخص اللہ سے ڈر اور اس کا خوف کر'' مگر اس کے بعد وہ شخص اس کے ساتھ گھل مل کر بیٹھتا اور یہ بدی کا مشاہدہ اس کو اس بدکار شخص کے ساتھ میل جول اور کھانے پینے میں شرکت کرنے سے نہ روکتا جب ان کا یہ حال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سب کو ایک رنگ میں رنگ دیا اور ان پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کروائی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ جب تقریر کے اس مقام پر پہنچے تو جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو جس کسی کا برا فعل دیکھو تو اس کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے راہ راست کی طرف موڑ دو اور اس کے ساتھ ہرگز رعایت نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر بھی ایک دوسرے کے اثر کو ڈال دے گا اور تم پر بھی اس طرح لعنت کرے گا جس طرح بنی اسرائیل پر کی تھی''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل پر عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا مگر جب وہ اپنے سامنے بدی کو دیکھیں اور قدرت رکھنے کے باوجود بدی کو نہ روکیں تو پھر اللہ تعالیٰ خاص اور عام سب کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے'' (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کے انعامات کیے، فرعون سے نجات دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ان کا نبی بنا کر ہمیشہ ساتھ رکھا، بارہ خاندانوں کے لیے بارہ چشمے پانی کے نکالے صحرائے سینا پر ان کے اوپر ابر (بادل کا سایہ) رکھا تاکہ گرمی کی شدت سے محفوظ رہیں۔ من وسلویٰ اتارا، لیکن یہ نافرمان اور خودسر تھے۔ ان میں سے کچھ فرمانبردار تھے لیکن زیادہ تر نافرمان اور فاسق و فاجر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں مصر سے نکال کر ارض مقدس میں لا کر آباد کیا لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کا کہنا نہ مانا اور پھر طرح طرح کے عذاب اور مصیبتوں میں مبتلا ہوئے جو ان کی شامت اعمال کا نتیجہ تھیں۔

ان میں کچھ فرمانبردار بھی تھے لیکن زیادہ سرکش، ہٹ دھرم اور ضدی تھے۔ ان کی سرکشی کی وجہ سے کبھی ان میں طاعون پھیلا۔ کبھی مینڈکوں کی بارش ہوئی، کبھی چڑیاں ان کو چمٹی ایک فرقہ کے لوگوں کو بندر بھی بنا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ہی طبیعت کی کوفت میں مبتلا کر کے اپنا غضب نازل فرمایا اور پھر اس دنیا میں ذلیل و خوار ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ آمین)

****

شجرہ نسب

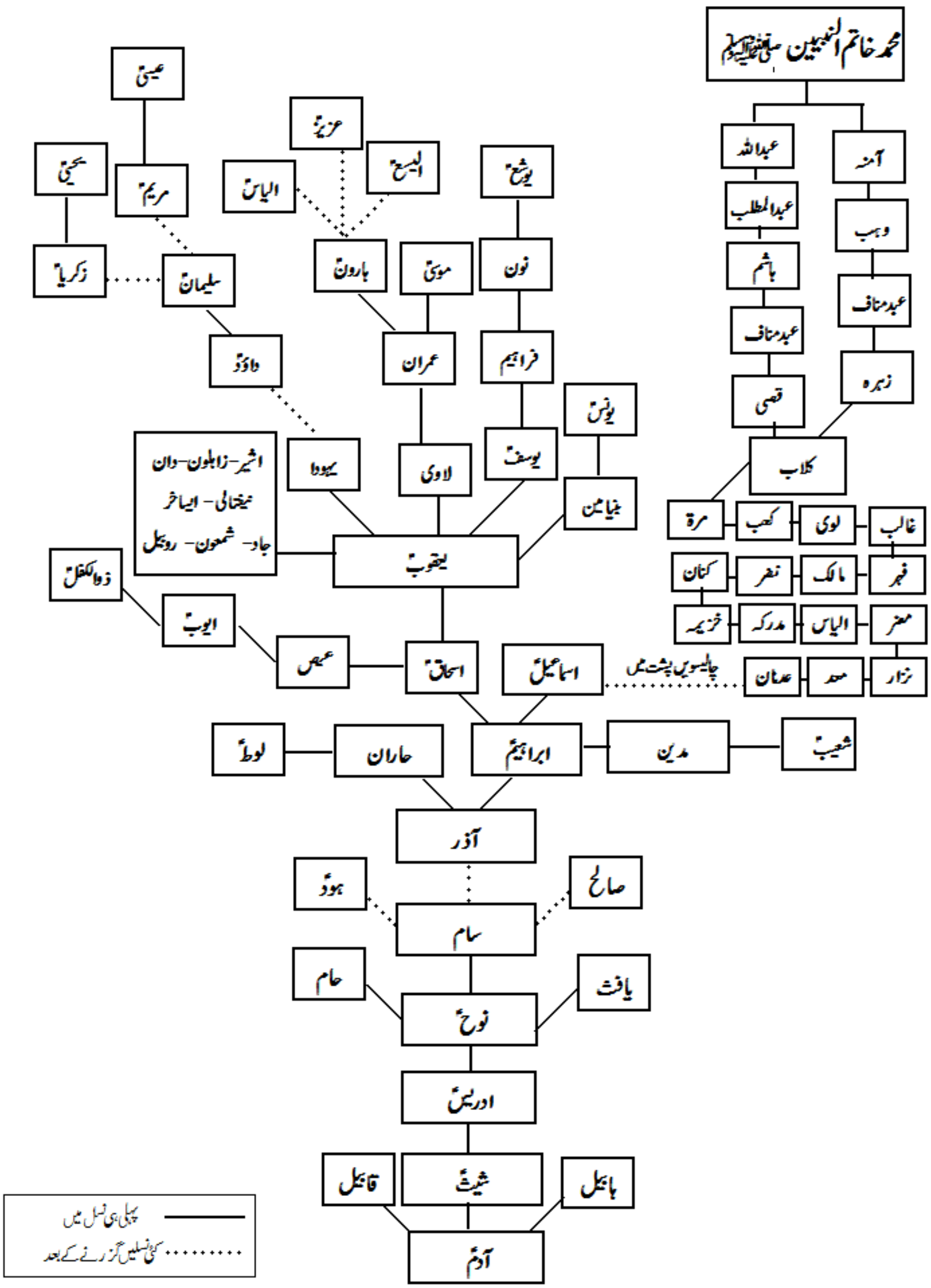
محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ
آمنہ
عبدالمطلب
وہب
ہاشم
عبدمناف
عبدمناف
زہرہ
قصی
کلاب
مرۃ
کعب
لوی
غالب
کنانہ
نضر
مالک
فہر
خزیمہ
مدرکہ
الیاس
مضر
عدنان
معد
نزار
چالیسویں پشت میں
عیسیٰ
یحییٰ
مریم
زکریا
سلیمان
داؤد
عزیرؑ
الیسعؑ
الیاسؑ
ہارونؑ
موسیٰ
یوشعؑ
نون
عمران
افرائیم
یونسؑ
یہودا
لاوی
یوسفؑ
بنیامین
اشیر – زابلون – دان
نفتالی – ایساخر
جاد – شمعون – روبیل
یعقوبؑ
ذوالکفل
ایوبؑ
عیص
اسحاقؑ
اسماعیلؑ
لوطؑ
حاران
ابراہیمؑ
مدین
شعیبؑ
آذر
ہودؑ
صالحؑ
سام
حام
یافث
نوحؑ
ادریسؑ
قابیل
شیثؑ
ہابیل
آدمؑ
پہلی ہی نسل میں
کئی نسلیں گزرنے کے بعد

پاکیزگی کے اسرار اور حکمتیں

طہارت کی چار قسمیں ہیں

1۔ ظاہر بدن کو نجاستوں سے پاک کرنا

2۔ اعضاء کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنا

3۔ دل کو اخلاق بد اور خصائل ناپسندیدہ سے پاک کرنا

4۔ باطن کو خدائے تعالیٰ کے ماسوا چیزوں سے پاک کرنا

1۔ ظاہر بدن کی نجاستوں پر آج کل خاص توجہ دی جاتی ہے اور اس قول پر کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''صفائی نصف ایمان ہے'' عام لوگوں نے صرف ظاہری صفائی ہی کو نصف ایمان سمجھ لیا ہے۔ اپنے اسلام پر نظر کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے عہد مبارک میں ہم اشنان کو نہیں جانتے تھے۔ ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب کوئی چکنائی کھاتے تو تلووں سے ہاتھ پونچھ لیتے۔

حضرت ابوہریرہؓ اور دوسرے اہل صفہ کا قول ہے کہ ''ہم بھنا ہوا گوشت کھاتے اور نماز کے لیے تکبیر ہو جاتی تو ہم اپنی انگلیوں کو مٹی سے مل کر جھاڑ لیتے اور نماز میں شامل ہو جاتے'' یعنی یہ لوگ کھانے پینے کے بعد چربی وغیرہ کو دور کرنے کے لیے ہاتھ نہیں دھوتے تھے اور صابن اور بیسن وغیرہ سے صفائی کو بدعت نو (ایجاد) میں سے جانتے تھے۔ مسجدوں میں نماز زمین پر بغیر کسی فرش، چٹائی یا جائے نماز کے پڑھتے تھے، راستوں میں پیدل چلتے اور جو شخص سوتے وقت یا لیٹتے وقت اپنے نیچے کچھ نہ بچھاتا یعنی صرف فرش پر سوتا وہ اکابر میں سے شمار کیا جاتا تھا اور استنجا میں ڈھیلوں پر اکتفا کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد تین چیزیں ایجاد ہوئیں، چھلنی، صابن (یعنی ہر روز نہانا)، دسترخوان یعنی پیٹ بھر کر کھانا۔ غرض کہ امور ظاہری میں یہ لوگ تساہل کرتے تھے۔ زمین پر نماز پڑھتے تھے، روٹی جو اور گیہوں کی کھاتے، جو اور گیہوں کو جانور پاؤں سے کھوندا کرتے، اونٹ اور گھوڑوں کے پسینے سے احتراز نہیں کرتے تھے اور کوئی بھی نجاست کی باریکیوں پر سوال نہیں کرتا تھا اور اب یہ نوبت آ گئی ہے کہ رعونت کا نام ستھرائی رکھ لیا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ دین کی بنیاد ہے، اپنا اکثر وقت ظاہری صفائی میں خرچ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے باطن کبر و عجب، جہالت، ریا اور نفاق کی آلودگیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان باتوں کو برا نہیں کہتے اور نہ ہی ان میں تعجب کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص استنجا کرنے میں ڈھیلوں کا استعمال کرے یا مسجد میں یا زمین پر ننگے پاؤں چلے یا کسی بے تکلف آدمی کے برتن سے وضو کرے تو اس پر قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ سخت برا بھلا اس کو کہیں اور اپنے تئیں اس کو ناپاک جانیں، اپنے پاس اس کا بیٹھنا پسند نہ کریں اور اس کے ساتھ کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیں۔ سبحان اللہ انکساری اور شکستہ حالی کو جو جز ایمان ہے ناپاکی کہتے ہیں اور رعونت کو ستھرائی۔ اب دیکھیں کہ اس وقت میں کیسے بری باتوں کو اچھا کہا جاتا ہے اور اچھی باتوں کو برا جانا جاتا ہے اور دین کی رسم ایسی ختم ہوتی جا رہی ہے جیسے دین کی ماہیت اور اس کا علم ختم ہوتا جا رہا ہے۔

ہمارے سلف کا یہ دستور تھا کہ نجاست کو جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے تو اس سے اجتناب کرتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ باریک، شبہوں کی باتیں نجاست کے بارے میں نکالا کرتے۔ ہاں غور و فکر اور باریکیاں ریا اور ظلم کے بارے میں کیا کرتے تھے۔ پہلے لوگوں میں جو استنجا میں جلدی کرتا تھا وہ زیادہ فقیہہ ہوتا تھا تو جو شخص اس میں وسوسہ کرے معلوم ہوا کہ اس کو سمجھ کم ہے۔ طہارت میں آدمی کا پانی پر حریص ہونا علم کی سستی کی علامت ہے۔ جو شخص صرف ظاہر کے پاک ہونے پر اکتفا کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی بادشاہ کو اپنے گھر بلائے اور گھر کو خس و خاشاک سے آلودہ چھوڑ کر صرف باہر کے دروازے پر چونا پھیر دے تو ظاہر ہے کہ ایسا شخص مستحق غضب سلطان ہوگا۔ ہاتھ، پیر اور زبان و دل سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے کام اور ذکر کرتے رہنا اعضاء کی صفائی ہے، بندوں سے محبت، ان کی خیر خواہی اچھے اخلاق کا ہونا، صلہ رحمی، نیکی، جھوٹ سے اجتناب کرنا بہترین اخلاق میں شامل ہیں۔ ہمیں ہر وقت جلن، حسد، کینہ، بغض، ہوس و حرص و لالچ سے پرہیز کر کے اپنے دل کو بری خصلتوں سے پاک کرنا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے کہ وہ ہم میں سے بری خصلتوں کو ختم کر دے، عاجزی، انکساری، خوش خلقی، بردباری، حلیمی، عفو و درگزر، تواضع، توکل، صبر اور شکر کرنے کی عادات ڈال دے اور ہمارے اعضاء اور دل کو ہر وقت اپنا مطیع اور فرمانبردار بنائے رکھے۔ یہی اصل طہارت ہے جس سے حکمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ ظاہر کی صفائی بھی ضروری ہے لیکن اصل صفائی تو طہارت باطن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنی میں طہارت کے مفہوم سے آگاہی نصیب فرمائے۔ آمین

****

بدنگاہی

قرآن پاک میں مرد اور عورت دونوں کو بدنگاہی سے بچنے کے لیئے اپنی نظریں نیچی رکھنے کا حکم آیا ہے۔

سورہ نور آیت نمبر 30 رکوع 4 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: "(اے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمان مردوں سے کہہ دیجیئے کہ اپنی نگائیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیئے زیادہ صفائی کی بات ہے"۔

سورہ نور آیت نمبر 31 میں عورتوں کو خطاب کیا گیا ہے:

ترجمہ: "(اے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں۔مگر جو اُن میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کو ہر وقت چھپانے میں حرج نہیں)۔اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال رکھیں اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ) کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے (محرموں پر) باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے حقیقی یا علامتی بھائیوں پر یا پھر اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا اُن مردوں پر جو کفیلی کے طور پر رہتے ہیں (شہوت والے نہ ہوں اور انہیں ذرا توجہ نہ ہو)۔ یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کی پردوں والی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں اور اپنے پاؤں زمین پر نہ رکھیں کہ اُن کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور (مسلمانوں تم سے جو احکام میں کوتاہی ہو گی) تو اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ"۔

نظر اور شرم گاہوں کی حفاظت کا جو حکم مردوں کو ہے وہ وہی عورتوں کو بھی ہے۔ نگاہیں نیچی رکھیں یعنی بدنظری سے بچیں۔ کیونکہ بدکاری کی پہلی سیڑھی بدنظری ہے۔ پہلے نظریں ملتی ہیں۔ پھر دونوں ہم کلام ہوتے ہیں (یہ زبان کا زنا ہوا) اور پھر بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔شاید اسی وجہ سے مندرجہ بالا دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں دونوں کو پہلے نگاہ کی حفاظت اور پھر شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے۔مسلمان عورتوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے دوپٹوں سے سر کو بھی ڈھانپیں اور اپنے گلوں اور سینوں کو بھی ڈوپٹوں سے ڈھانپیں۔ اِس حکم پر صحابی عورتوں نے موٹے کپڑے کی چادریں بنالیں۔

آج کل کی عورتیں سر کو چھپانے کو عیب سمجھنے لگی ہیں ڈوپٹہ اول تو سروں پر لیا ہی نہیں جاتا اگر لیں بھی تو اِس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور "مواقع حسن و جمال" اِس سے چھپ نہیں سکتے اور پردے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔مفسرین نے لکھا ہے کہ زینت کے مواقع سے مراد گردن، سینہ، کان، سر، ہاتھ اور پنڈلی ہیں۔ اِن مواقع پر چونکہ ہار، بالیاں یا جھمکے، جھومر یا ٹیکہ بازوبند یا چوڑیاں اور پازیب پہنی جاتی ہیں اِس لیئے اِن کو چھپانا لازمی ہے۔

بدنگاہی کے مضرات اس قدر ہیں کہ بسا اوقات ان سے دین و دنیا دونوں تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر لوگ یہ کہتے ہیں کہ پردہ دل کا ہوتا ہے یا اکثر عورتیں یہ کہا کرتیں ہیں اپنا دل صاف ہونا چاہیے بس یہی پردہ ہے۔اَب دیکھیے جس امت کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بہترین امت کہا ہے۔وہ ہی جب احکامات الٰہی کی پیروی نہ کرے گی تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے؟ جو لوگ دل صاف اور نظر پاک کا بہانہ کرتے ہیں اُن سے پوچھنا چاہے کہ کیا صحابہ کرام؄ اور صحابیہ کرام؄ کے دل پاک اور نظریں صاف نہ تھیں؟ کیا نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے لیئے پردے کے احکامات آئے تھے؟

اگر ایسا ہی تھا تو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا تھا کہ "اے علی؄ پہلی اور اچانک نظر معاف ہے مگر خبردار دوسری نظر مت ڈالنا"۔ (جامع ترمذی، جلد 2 حدیث نمبر 2777)

کیا ہم لوگوں کی نظریں اور ہم لوگوں کے دل حضرت علی؄ کے دل اور نظر سے زیادہ پاک صاف ہیں؟ یاد رکھیں بدنگاہی کی ظلمت سے قلب کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔اور یہ ظلمت بہت دیر میں دور ہوتی ہے۔حتیٰ کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے باوجود تقاضے کے۔اُس وقت تک دل صاف نہیں ہوتا۔اگر نگاہ کسی پر پڑ جائے تو فوراً

نیچے کر کے استغفار پڑھا جائے۔ بدنگاہی سے طاعات، ذکر وعبادت سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہوتی جاتی ہے۔ حتٰی کہ ترک کی نوبت آ جاتی ہے۔ عبادت و ذکر وغیرہ میں دل ہی نہیں لگتا۔ عورتیں خاص طور پر پردے کا اہتمام کریں۔ اِس لیئے کہ مردوں کی بدنگاہی کا سبب بھی بنتی ہیں اور خود بھی گناہ گار ہوتی ہیں۔

ایک عورت اگر بے پردہ یا باریک کپڑوں کے ساتھ گھر سے نکلتی ہے اُسے ایک آدمی نے دیکھا۔ اَب فرض کیا ایک گناہ اُس آدمی کا ہوا اور ایک اُس عورت کا آدمی آگے بڑھ گیا اَب دوسرے آدمی کی نگاہ پڑی۔ ایک گناہ اِس دوسرے آدمی کا ہوا اور ایک اِس عورت کا۔ یہ آدمی بھی ایک گناہ کے ساتھ آگے بڑھ گیا عورت کے گناہ اَب دو ہو گئے۔ اِسی طرح بے پردہ عورت جتنی دیر تک بازار میں رہے گی مردوں کی بدنگاہی کا شکار رہے گی لیکن ہر مرد ایک گناہ کے ساتھ چلا جائے گا اور عورت کے گناہ بڑھ بڑھ کر پچاس، ساٹھ تک پہنچ جائیں گے۔ عورت کو یہ اندازہ ہی نہیں ہوگا کہ وہ بازار سے واپسی پر گناہوں کا انبار بھی ساتھ لے کر آئی ہے۔ اور یہ سب کچھ دین سے ناواقفیت اور قرآن وحدیث کے احکامات اور تعلیمات کو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

☆ **گالی کیا ہے؟** اسلام نے جگہ جگہ گالی سے منع فرمایا ہے۔ گالی تلوار یا توپ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے لیکن یہ منہ سے نکلتے ہی مخاطب کے تن بدن میں آگ لگا دیتی ہے۔ یہ آگ کہاں سے آتی ہے؟ ''الفاظ کے مجموعے سے'' یہ الفاظ کی آگ اس کے سینے اور دل میں ہوتی ہے جس سے گالی نکلتی ہے اور یہی آگ گالی کے ذریعے دوسرے کے اندر منتقل ہو جاتی ہے۔ آج سے ہزاروں سال پہلے آپ خاتم النبیین ﷺ نے جس چیز سے منع فرمایا تھا آج ماڈرن زمانے میں یہ دنیا اس چیز کو تجربے کے بعد منع کرتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ گالی سے نفرت پھیلتی ہے۔ دراصل گالی منفی شعاعوں کی طاقت ہے تو ظاہر ہے کہ یہ منفی اثرات ہی پیدا کرے گی لیکن یاد رہے کہ جس طرح گالی کی منفی قوت آگ لگا دیتی ہے۔ اسی طرح خلوص اور محبت ایک روشنی ہے جو سینے میں ہوتی ہے۔ مسکراہٹ اس روشنی اور لہروں کا حصہ ہے۔ مسکراہٹ سے مثبت لہریں پیدا ہوتی ہیں اور یہ لہریں دوسرے کے دل میں ٹھنڈک کا باعث بن کر خوشی اور مسرت پیدا کرتی ہیں۔

☆ **چھینک اور جمائی :** سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جمائی ناپسند ہے۔ چھینک رحمان کی طرف سے اور جمائی شیطان کی طرف سے آتی ہے۔ جب جمائی آئے تو اوپر کے دانتوں سے نچلے دانتوں کو دبائیں۔ یا الٹے ہاتھ کی پشت دانتوں پر رکھیں۔ کیونکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے جمائی کو روکنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لیے کہ جمائی کے آتے وقت جبڑے نکل آتے ہیں یہ اگر زیادہ کھل جائیں تو جوڑ جدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، پھر جمائی میں انسان گہری سانس لیتا ہے۔ اگر منہ بند نہ کیا جائے تو ہوا میں موجود گرد وغبار اور جراثیم اندر چلے جاتے ہیں اور شیطان کے لیے بھی اندر جانے کا راستہ کھل جاتا ہے، جمائی روکنے اور ہاتھ منہ پر رکھنے سے یہ دونوں خطرات ٹل جاتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ چھینک آنے پر **الحمد للہ** کہو اور جو کوئی چھینک سنے اور **الحمد للہ** کہنا سنے تو اسے چاہیے کہ فوراً یرحمک اللہ کہے۔ جدید سائنس نے یہ بات بتائی ہے کہ دماغ کی رگوں میں ہوا رک جاتی ہے اور قدرت نے اس کو نکالنے کے لیے ایک پریشر کا انتظام کیا ہے۔ اس طرح چھینک کے پریشر سے دماغ کی رگوں میں رکی ہوئی ہوا ناک کے ذریعے خارج ہو جاتی ہے۔ اس پر شکر ادا کرنا لازم ہے۔ اس کے بعد دماغ ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے۔ موت سے چالیس دن پہلے چھینک نہیں آتی۔

☆ **اسلام اور سادگی :** اسلام سادگی اور آسانی کا مذہب ہے۔ اس کے ہر پہلو میں انسانیت کے لیے آسانی اور راحت ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زندگی کو سادہ بنا کر ایک نمونہ چھوڑا اور ہمیں سادگی کی تعلیم دی ہے، پانچ وقت وضو کرنے سے چہرے پر ایک خاص قسم کی سادگی اور نور آ جاتا ہے۔

☆ **تکبر اور فخر :** حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے تکبر اور فخر کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ چاہے وہ کسی قسم کا بھی ہو۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبرانہ کپڑوں کو لٹکائے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خدمتِ خلق (محبت الٰہی کی عملی راہ)

''خدمتِ خلق'' کے لغوی معنی مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا ہے۔

''خلق'' اللہ کا کنبہ ہے جس سے حسن سلوک دنیا و آخرت میں فلاح کی ضمانت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں حقوق العباد پورا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

صرف مالی مدد کرنا ہی خدمت خلق نہیں ہے، بلکہ کسی کی عیادت کرنا، کسی کو ہنر سکھانا، کسی کو تعلیم دینا، کسی کو مفید مشورہ دینا، کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا، کسی کے لئے دعا کرنا، چرند پرند کے لیے خوراک کا، پانی کا، سائے کا انتظام کر دینا بھی خدمت خلق میں شمار ہوتا ہے اور خدمتِ خلق کے لئے مال خرچ کرنے والوں کو تو اللہ تعالیٰ بے حد پسند فرماتا ہے، ان کے خرچ کو اپنے ذمے قرض حسنہ قرار دیتا ہے اور خرچ کرنے والے کے مال کو کئی گنا بڑھا کر واپس کرتا ہے، اس سے رب تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ انسان کو ذہنی اور قلبی سکون بھی نصیب ہوتا ہے۔

''خدمتِ خلق'' قرآن پاک کی روشنی میں:-

1- سورۃ البقرہ، آیت نمبر 177 میں فرمان الٰہی ہے:- ترجمہ: ''نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کر لو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں، مال رشتے داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور دست سوال دراز کرنے والوں کو دیں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کریں، نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اسے پورا کریں، سختی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت میں ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں''۔

2- سورۃ البقرہ، آیت نمبر 215 میں فرمان الٰہی ہے:- ترجمہ: ''اے نبی لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کس طرح کا مال خرچ کریں، کہہ دو کہ جو چاہو خرچ کرو، لیکن جو مال خرچ کرنا چاہو، وہ (درجہ بہ درجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کے لئے ہے، رشتے داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے اور جو بھلائی تم کرو گے اللہ اسے جانتا ہے''۔

3- سورۃ النسا، آیت نمبر 36 میں فرمان الٰہی ہے:- ترجمہ: ''اور اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ، قرابت داروں، یتیموں، ناداروں، رشتے داروں، ہمسایوں، اجنبی ہمسایوں، پاس بیٹھنے والوں، مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں، سب کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ بے شک اللہ تکبر کرنے والے، بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا''۔

4- سورہ الیل، آیت نمبر 20-18 میں فرمان الٰہی ہے:- ترجمہ: ''جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیتا ہے کہ (اپنے جان و مال کی) پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے۔ اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو۔ مگر (وہ) صرف اپنے ربِ عظیم کی رضا جوئی کے لیے (مال خرچ کر رہا ہے)''۔

''خدمتِ خلق'' احادیث مبارکہ کی روشنی میں:-

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ دوسرے پر ظلم کرتا ہے نہ اسے (دشمن کے) سپرد کرتا ہے جو مسلمان بھائی کی ضرورت میں کام آئے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت میں کام آئے گا اور جو کسی مسلمان کے رنج اور غم کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبت کو دور کر دے گا اور جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کو چھپائے گا "۔ (بخاری و مسلم)

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان سے کہے گا: "اے ابن آدم! میں بیمار پڑا رہا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی "۔ انسان کہے گا: " تو سارے جہاں کا پروردگار ہے تو کب بیمار تھا اور میں تیری عیادت کیسے کرتا"؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: " کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے لیکن اس کے باوجود تو اس کی مزاج پرسی کے لیے نہیں گیا۔ اگر تو اس کے پاس جاتا تو مجھے وہاں پاتا"۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے کھانا نہیں دیا"۔ انسان عرض کرے گا: "اے رب العالمین! تو کب بھوکا تھا اور میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا"؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: " کیا تجھے یاد نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا لیکن تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو نے اس کا سوال پورا کیا ہوتا تو آج اس کا ثواب یہاں پاتا"۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا"۔ انسان عرض کرے گا: "اے دونوں جہاں کے پروردگار! تو کب پیاسا تھا اور میں تجھے کیسے پانی پلاتا"؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا لیکن تو نے اس کی پیاس بجھانے سے انکار کر دیا تھا اگر تو نے اس کی پیاس بجھائی ہوتی تو آج اس کا ثواب یہاں پاتا"۔(صحیح مسلم)

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ (بھلائی) نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے''۔(صحیح بخاری، سنن ترمذی)

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن رتبے کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہوگا جس کے شر کے ڈر سے لوگ اسے چھوڑ یں''۔(صحیح بخاری)

خدمتِ خلق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما:-

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلافت سے پہلے مدینہ کے ایک گھر میں بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے۔آپؓ جب خلیفہ بنے تو اس گھر کی ایک کم سن لڑکی کہنے لگی" اب ہماری بکریوں کو کون دوہے گا"؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا" میں ہی تمہاری بکریاں دوہوں گا"۔

☆ مدینہ کے اطراف میں ایک کمزور نابینا عورت رہتی تھی۔حضرت عمرؓ اس کے گھر اس کی خدمت گزاری کے لئے جاتے۔ایک بار انہوں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص ان سے بھی پہلے یہ خدمت سرانجام دے دیتا ہے۔انہوں نے سوچا کہ "یہ کون شخص ہے جو مجھ سے بھی پہلے کارِثواب سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے"؟؟ کئی دنوں کی جدوجہد کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ یہ حضرت ابوبکرؓ ہیں جو اس ضعیفہ وکمزور کی خدمت کرتے ہیں۔بے اختیار کہنے لگے" یا خلیفۃ رسول اللہ! قسم ہے، روز آپ ہی سبقت لے جاتے ہیں"۔

☆ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلاموں کے نگران سے پوچھا:" کیا غلاموں کو کھانا کھلا دیا ہے"؟ اُس نے کہا:"ابھی نہیں"۔فرمانے لگے:" جاؤ انہیں کھانا کھلاؤ۔کیونکہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اُن سے اُن کی خوراک روک لے جن پر وہ اختیار رکھتا ہے"۔

☆ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مدینہ میں قحط پڑ گیا۔حضرت عثمانؓ کا تجارتی قافلہ سب سے پہلے مدینہ پہنچا۔اونٹوں کی قطاریں غلّہ سے لدی ہوئی تھیں۔مدینہ کے کئی تاجر ڈیڑھ گنا سے زیادہ قیمت ادا کر کے بھی وہ مال خریدنے کے خواہشمند تھے۔لیکن حضرت عثمانؓ نے کہا کہ " مجھے اس سے زیادہ نفع ملتا ہے کیونکہ میرا خدا مجھے ایک درہم کے مقابلہ پر دس درہم کی نوید سناتا ہے"۔پھر آپؓ نے ان تمام اونٹوں پر لدا ہوا مال مدینہ کے غرباء کے لئے وقف کر دیا۔

☆ ایک دن حضرت حسنؓ طواف کر رہے تھے۔اسی حالت میں ایک شخص نے آپؓ کو اپنی کسی ضرورت کے لئے ساتھ لے جانا چاہا۔آپؓ طواف چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو گئے اور جب اس کی ضرورت پوری کر کے واپس آئے تو کسی نے اعتراض کیا کہ " آپ طواف چھوڑ کر اس کے ساتھ کیوں چلے گئے"؟ فرمایا" رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے کہ "جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو جانے والے کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔اگر پوری نہ بھی ہو تو بھی ایک عمرہ کا ثواب مل جاتا ہے۔اس لئے میں نے طواف کے بجائے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب حاصل کیا ہے اور پھر واپس آ کر طواف بھی پورا کر لیا ہے"۔

خدمتِ خلق اور صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ:-

☆ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے خواب میں ایک کتاب دی گئی جس میں لکھا ہوا تھا کہ جہاں تک ہو سکے، دلوں کو راحت پہنچاؤ، کیونکہ مومن کا دل اسرارِ ربوبیت کا محل ہے''۔اور فرمایا کہ "قیامت کے بازار میں کوئی اسباب اتنا مروج اور قیمتی نہ ہوگا، جتنا دلوں کا راحت پہنچانا''۔

☆ خواجہ معین الدین چشتی کا آستانہ بھی لوگوں کے لیے ہمیشہ پناہ گاہ بنا رہتا تھا اور اس لیے آپ فرماتے ہیں:" عاجزوں کی فریادرسی، حاجت مندوں کی حاجت روائی، بھوکوں کو کھانا کھلانے سے بڑھ کر کوئی نیک کام نہیں"۔(دلیل العارفین)

خدمتِ خلق کس طرح کریں؟ خدمتِ خلق کے کئی انداز ہیں:

1- ایک تو مالی خدمت، یعنی اپنا مال دوسرے ضرورت مند انسانوں پر خرچ کرنا

2- دوسرا انداز بدنی خدمت کا ہے یعنی اپنے جسم سے ایسے کام انجام دینا جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہو جیسے کمزور اور بیمار لوگوں کے ایسے کام کرنا جو وہ خود نہیں کر سکتے۔

3- خدمت خلق کا تیسرا انداز اخلاقی اور روحانی خدمت یعنی دوسروں کو برائی سے بچانا اور نیک راستے پر چلانا جہالت کی تاریکی دور کر کے علم کی روشنی سے منور کرنا۔

جسم، ذہن، روح:- ہم جسم کو تندرست رکھنے کے لیے اچھی غذا استعمال کرتے ہیں۔ ورزش کرتے ہیں۔ اپنے ذہن کو تندرست رکھنے کے لیے ہم تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مطالعہ کرتے ہیں لیکن ہم کیسے مسلمان ہیں کہ ہم اپنی روح کو تندرست رکھنے کے لیے کچھ بھی نہیں کرتے۔ ہم اپنی روح کو ہمیشہ بھولے رہتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہمارے جسم اور ہمارے ذہن کی تمام جڑیں ہماری روح میں پیوست ہوتی ہیں اور روحانی عبادت ''خدمت خلق'' ہے اس لئے جہاں ہم اچھی خوراک اور ورزش کو جسمانی عبادت، تعلیم اور مطالعہ کو ذہنی عبادت خیال کرتے ہیں وہاں ہمیں فلاح عامہ کو روحانی عبادت بنانا چاہیے۔ کیونکہ بہترین عبادت انسانوں کی خدمت ہے۔
کوئی ابدال اپنی ابدالی پر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے نہیں پہنچا۔ خدمت خلق، عاجزی، اخلاق، صلہ رحمی، عفو درگزر، حلیمی، اخلاص اور توکل وقناعت ہی وہ عادتیں ہیں جو ان کو ولایت کے درجے پر لے جاتی ہیں۔ اس لئے صوفیاء کرام کی دو بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ زمین کی طرح عاجز اور ہوا کی طرح دستیاب ہوتے ہیں۔

کسی شخص نے ایک غریب شخص کو انتہائی مہلک بیماری میں مبتلا دیکھ کر ایک بزرگ سے سوال کیا ''بابا جی! یہ غریب مسکین اور نادار لوگ بیمار کیوں ہوتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ان بے بس لوگوں کا امتحان کیوں لیتا ہے؟'' بزرگ نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا ''برخوردار! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا امتحان نہیں لیتا۔ وہ تو ان لوگوں کے ذریعہ معاشرے کے صحتمند، صاحب ثروت، بااختیار اور باوسیلہ لوگوں کا امتحان لیتا ہے۔ اگر کسی محلے میں کوئی بیمار شخص دوا کو ترستا ہوا مر جاتا ہے۔ تو اس کی موت اس محلہ کے تمام باوسیلہ، بااختیار اور دولت مند لوگوں کا امتحان ثابت ہوتی ہے اور حشر کے دن ان تمام لوگوں کو اس غفلت اس بےحسی اور اس بخیلی کا جواب دینا ہوگا''۔

اس حقیقت کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہما خوب جانتے تھے کہ ان کی سلطنت کے تمام مساکین، غریب، نادار اور بیمار انسانوں کے ساتھ ساتھ جانور تک ان کی ذمہ داری اور ان کے اقتدار کا امتحان ہیں۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ ''اگر دریائے دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی پیاسا مر گیا۔ تو قیامت کے دن اس کا ذمہ دار عمر کو ٹھہرایا جائے گا''۔ حضرت عمر رضی اللہ کی طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ بھی اس حقیقت سے آگاہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ حضرات اپنے پاس ضرورت کے مطابق رقم رکھتے تھے اور اپنی آمدنی کا باقی حصہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ **وہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ اگر مرنے کے بعد ان کے گھر میں دولت پائی گئی تو یہ دولت انکی تمام نیکیاں کھا جائے گی۔**

اگر ہم مومن کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو مومن سمجھتے ہیں تو ہمیں اپنے آگے پیچھے نظر رکھنی چاہیے۔ اپنی ضروریات کے ساتھ اپنے ساتھ والوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ اطراف کے لوگوں کی حاجات پوری کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

دین سے اگر انسانیت اور خدمت نکال دیں تو صرف عبادت رہ جاتی ہے- اور عبادت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس فرشتوں کی پوری فوج موجود ہے-

یاد رکھیں! عبادت ضائع ہو سکتی ہے لیکن---خدمت خلق نہیں-

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعلیماتِ قرآنی (حقوق اللہ اور حقوق العباد)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جو تعلیم دی ہے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں اتنا اعتدال و توازن رکھتی ہے کہ کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی، حتیٰ کہ قرآنی تعلیم ایک انسان سے لے کر ایک چیونٹی تک کا حق ادا کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ قرآن اگر ذریعہ نجات ہے تو سُنتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ ذریعہ ہدایت ہے۔ **ایمان اپنی فطرت کے مطابق ایک خاص قسم کے اخلاق و عادات اور خصائل کا مطالبہ کرتا ہے اور ایک بندہِ مومن کی زندگی میں یہ اخلاق رچا بسا ہونا چاہیے۔**

ایمان گویا ایک بیج ہے جو انسان کے دل میں جڑ پکڑتا ہے، تو خُدا ترسی، خُدا پرستی کی عادات و اخلاق اس کی شاخیں، پتے اور ٹہنیاں پیدا کرتا ہے۔ اگر کلمہ گو انسان میں امانت و دیانت نہیں پائی جاتی اور اس کے ہاتھوں کسی دوسرے انسان کو نقصان پہنچ جاتا ہے، یا اُس کی زبان سے کسی دوسرے کی عزت و آبرو خراب ہوتی ہے تو وہ دو خصلتوں سے خالی نہیں ہوگا، یا تو وہ سچے دل سے ایمان نہیں لایا، یا پھر اُس کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ اُوپر ہی اُوپر رہا، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ اور رسول خاتم النبیین ﷺ پر ایمان بھی ہو اور عمل اللہ اور رسول خاتم النبیین ﷺ کے احکامات کے خلاف ہو، پھر یہ دیکھیں کہ ایسا ایمان کس کام کا ہے؟ جس نے زندگی میں کوئی تبدیلی ہی پیدا نہیں کی؟ جیسا اِخلاق کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا ویسا ہی اخلاق کلمہ پڑھنے کے بعد بھی رہے، یعنی عمل میں فرق نہیں آیا تو نتیجے میں فرق کیسے آئے گا؟ نتیجہ تو عمل کے مطابق ہی ہوگا۔ ایمان گویا ایک روح ہے اور عمل اس کا جسم۔ روح کے بغیر کوئی جسم زندہ نہیں رہ سکتا، اور روح جسم کے بغیر نظر نہیں آسکتی۔

پھر عمل کا محرک یہ جذبہ ہونا چاہیے کہ جو کام بھی کرنا ہے وہ آخرت کی کامیابی اور خُدا کو راضی کرنے کے لیے کرنا ہے، اِسی عمل میں برکت اور اِسی میں مقبولیتِ خُداوندی ہوگی۔ یہی قرآن پاک کی تعلیم ہے جس کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنے قول و فعل سے پیش کیا اور اِن اخلاق کو اپنانے کی تاکید کی۔

اِن احکامات کی ایک جھلک یہ ہے:-

(1) ہر حال میں سچ بولنا جھوٹ سے مکمل پرہیز کرنا
(2) صبر و شُکر اختیار کرنا
(3) سچ بولنا اور سچائی کی تصدیق کرنا
(4) صدقہ و خیرات کرنا
(5) عفو و درگزر سے کام لینا
(6) خُدا پر توکل اور اعتماد کرنا
(7) تحمل کرنا
(8) بُردباری اختیار کرنا
(9) چھچھورے پن سے دُور رہنا
(01) استقلال اور جرات سے اپنے موقف پر جمے رہنا
(11) عزیزوں، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، غریبوں، محتاجوں اور مسافروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا
(21) قیدیوں اور غلاموں کے ساتھ احسان کرنا
(31) قناعت پسند ہونا
(41) عہد کو پورا کرنا
(51) امانت و دیانت
(61) وعدے کا پاس رکھنا
(17) نیکی اور بھلائی کی بات کرنا
(18) آپس میں محبت کرنا
(19) نرمی سے گفتگو کرنا
(20) صلح جوئی
(21) انصاف پسندی
(22) سچائی اور سچی گواہی دینا
(23) کسی کو طعنہ نہ دینا
(24) طنز نہ کرنا
(25) کسی کا بُرا نہ چاہنا
(26) خیر خواہ ہونا
(27) ہمدرد ہونا
(28) ایثار کے لیے ہر وقت تیار رہنا
(29) کسی کو بُرا نہ کہنا
(30) زمین پر اکڑ کر نہ چلنا
(31) تکبر نہ کرنا، نہ تکبر کی چال چلنا
(32) والدین کی خدمت کرنا
(33) والدین کی اطاعت کرنا
(34) انسانی برادری کا احترام کرنا
(35) شرم و حیا اختیار کرنا

(36) نیکی کے کام کے لیے ہر وقت تیار رہنا

یہ اور ایسی ہی دوسری قرآنی تعلیمات تھیں، جن پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے عمل کرنے کی تاکید فرمائی، کیونکہ یہ ساری صفات وہ ہیں جن سے انسان کو روشنی ملتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "بے شک کامیاب ہوا وہ شخص، جس نے اپنے نفس کو پاک کیا"۔(سورہ الشّمس، آیت نمبر 9)(سورہ اعلیٰ، آیت نمبر 14)

قرآن پاک میں جن بُری عادتوں اور بُرے اخلاق سے روکا گیا ہے، وہ ایسی عادتیں ہیں کہ جن سے انسانی نفس تباہ و برباد ہوتا ہے مثلاً احسان فراموشی، جھوٹ بولنا، بخل، کنجوسی، فخر، تکبر، غرور، ڈینگیں مارنا، نیکی کر کے احسان جتانا، کینہ، بغض، ریا، منافقت، حسد، حرص و ہوس، عہد کو توڑ دینا، وعدے کا پاس نہ رکھنا، خود غرضی، لالچ، نیکی اور بھلائی کے کاموں سے جی چُرانا، خیرات و صدقہ نہ کرنا، خیانت کرنا، بد دیانت ہونا، جھوٹی گواہی دینا، دوسروں کا مال ناحق چھین لینا، یتیموں پر ظلم کرنا، بیواؤں پر ظلم یا بہتان لگانا، شرم و حیا کا دامن چھوڑنا، فحش و بدکاری اختیار کرنا، رقص و موسیقی میں دِل لگانا، کمائی میں حلال و حرام کا خیال نہ کرنا، رشوت لینا، سود کھانا، جوّا کھیلنا، سٹہ چلانا، چور بازاری کرنا، دکھاوے کے لیے خرچ کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، دوسروں کی عزت کا خیال نہ کرنا، ہمسائیوں کو ستانا، غریبوں کی مدد نہ کرنا، محتاجوں کی پرواہ نہ کرنا، رشتہ داروں کا خیال نہ رکھنا، غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، ظلم کرنا، بہتان لگانا، بدنظری کا مرتکب ہونا، گالی گلوچ کرنا، عورتوں اور مردوں کا باہم کھلم کھلا بیٹھ کر ہنسی مذاق کرنا، عورتوں کا بے پردہ ہونا، نامحرم کے جسم سے جسم ملانا، دوسروں کو حقیر جاننا اور حسد کرنا وغیرہ۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اِس قسم کے دوسرے بہت سے احکامات جو انسانیت کو تباہ کر دینے والے ہیں اِن سے لوگوں کو خبردار کیا کہ اِن بُرے خصائل سے بچیں۔ کیونکہ قرآن پاک تمام ایسے کام کرنے والوں کو گناہ گار اور مجرم ٹھہراتا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: "اور یقیناً نامراد ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو بُرائیوں میں گاڑ دیا"۔(سورہ الشّمس، آیت نمبر 10)

آج کے دَور میں اُس محسنِ عظیم کی ہستی کا تعارف اور اُس کے پیغام پہنچانے اور اُس کی اخلاقی تعلیمات کو عام کرنے کی ذمہ داری اُمتِ مسلمہ پر ہے۔ لیکن افسوس کہ اُمتِ مسلمہ، خود ہی اپنے آپ کو فراموش کر چکی ہے، قرآن پاک کو اچھے اچھے جُزدانوں میں لپیٹ کر نہایت عزت و احترام کے ساتھ طاقوں میں رکھ دیا گیا ہے، اور محسنِ انسانیت خاتم النبیین ﷺ کی سیرت کو ایک گلدستہ عقیدت بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کو کھول کر دیکھیں اور پڑھیں، اور اِس کو سمجھیں تو معلوم ہو کہ اِس میں ہمارے لیے کیا پیغام ہے؟۔ اگر قرآن پاک کو درحقیقت پڑھا ہوتا اور اُسی طرح پڑھا ہوتا جیسا کہ اُس کے پڑھنے کا حق ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن کے احکام کھلم کھلا توڑے جا رہے ہوں لیکن دلوں پر ہیبت طاری نہ ہو، اور نہ ہی بُرے انجام کا خوف ستاتا ہو، حتیٰ کہ احساسِ ندامت اور شرمندگی تک نہ ہوتی ہو۔

سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ عقیدت تو گہری ہے لیکن عملی زندگی میں اتباعِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی ذرا پرواہ نہیں، غلط سے غلط کام کرتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اُمت میں سے ہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے، کیا ہمارے لیے یہ کافی ہوگا؟

ہمیں آپ خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کرنی ہوگی، جبھی قرآنی احکامات کی سمجھ آئے گی اور پھر ہم اُن پر عمل کریں گے تو ہی ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کی سفارش اور شفاعت کے حقدار ہوں گے۔

****

اذان کی ابتداء

سیدِ دوعالم خاتم النبیین ﷺ نماز کی فرضیت (فرض ہونے کے بعد) جب تک مکہ مکرمہ میں رہے بغیر اذان کے نماز ہوتی رہی۔ ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو کچھ زمانے تک وہاں پر بھی بغیر اذان کے نماز ہوتی رہی۔ ہجرت کو ایک سال نہ ہوا تھا کہ اذان کا حکم آ گیا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ محبوبِ خُدا خاتم النبیین ﷺ نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا تو اوقاتِ نماز معلوم کرنے کے لیے ایسی چیز مقرر نہ تھی جس سے عام طور پر نماز کے اوقات معلوم ہوتے۔ عادتِ کریمہ یہ تھی کہ کبھی تعجیل (جلدی) فرما کر نماز پڑھی اور کبھی تاخیر سے بعض صحابہؓ شرفِ اقتداء حاصل کرنے کے لیے وقت سے پہلے آ جاتے جس سے ان کے کاموں میں فتور واقع ہوتا اور بعض صحابہ کرامؓ یہ خیال کرتے کہ نماز آپ خاتم النبیین ﷺ تاخیر سے پڑھائیں گے اپنے کاموں میں مصروف رہنے کے باعث دیر سے پہنچتے جس کی وجہ سے شرفِ اقتداء فوت ہو جاتا۔ اس چیز کو دیکھتے ہوئے مجلس مشاورت منعقد ہوئی اس چیز کو زیرِ بحث لایا گیا کہ ایسی نشانی تجویز کریں جس سے سیدِ عالم خاتم النبیین ﷺ کی نماز کا وقت معلوم ہو جائے تا کہ کسی کی بھی نماز فوت نہ ہو۔ بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ ناقوس بجا دیا جائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا "یہ نصاریٰ کے استعمال میں ہے۔ اس لیے یہ مناسب نہیں"۔ بعض نے یہ رائے دی کہ بوق بجا دیا جائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کو بھی ناپسند فرمایا "یہودی اس کو استعمال کرتے ہیں"۔ بعض نے یہ رائے دی کہ دف بجا دیا جائے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کو بھی ناپسند فرمایا" یہ رومیوں کا طریقہ ہے"۔ بعض نے رائے دی کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا نصب کر دیا جائے، جن لوگوں کو نظر آئے وہ دوسروں کو بھی مطلع کر دیں۔ لیکن یہ رائے بھی پسند نہ کی گئی یہاں تک کہ مجلس برخاست ہو گئی اور کسی چیز پر اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ سیدِ دوعالم خاتم النبیین ﷺ متفکرانہ حالت میں دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ صحابی فرماتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے متفکرانہ حالت میں ہونے کے باعث مجھ کو بھی فکر دامن گیر ہوئی۔ رات کو سویا تو غنودگی میں دیکھا کہ ایک آنے والا آیا جو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ ایک دیوار پر کھڑا ہو گیا، اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ مَیں نے کہا "اس کو فروخت کرتے ہو"؟ اس نے کہا" کیا کرو گے"؟ مَیں نے جواب دیا "نماز کی اطلاع کے لیے بجایا کریں گے"۔ اس نے کہا" کیا مَیں تمہیں ایسی چیز بتا دوں جو اس سے اچھی ہے"؟ مَیں نے کہا "ہاں بتایئے"۔ اس نے قبلہ رخ کھڑے ہو کر اَذان کہی پھر کچھ دیر کے بعد اقامت یعنی تکبیر پڑھی۔ مَیں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب سُنایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "خواب حق" ہے۔ بلالؓ کو بتا دو اس لیے کہ اس کی آواز تم سے اونچی ہے"۔ حضرت عمرؓ آواز سُن کر دوڑے ہوئے خدمتِ اقدس میں آئے اور کہا" قَسم ہے اس ذات کی جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ مَیں نے بھی رات کو ایسا ہی خواب دیکھا ہے مگر یہ مجھ پر سبقت لے گئے"۔ مروی ہے کہ اس شب میں سات صحابہ کرامؓ نے یہ خواب دیکھا تھا اور خواب میں آنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ (سنن ابوداؤد)

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی مرتبہ اذان دی تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" قیامت کے دن جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر آ رہے ہوں گے تو کچھ لوگ بڑی شان سے آ رہے ہوں گے۔ ان کی گردنیں اٹھی ہوئی ہوں گی، ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے۔ لوگ حیران ہوں گے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہیں بتایا جائے گا کہ "یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اذان دیا کرتے تھے"۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ایک زمانہ ایسا آئے گا جب لوگ اذان کے لیے لاٹھی ڈالیں گے۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں گے۔ ایک بھی چاہے گا کہ میں اذان دوں اور دوسرا بھی چاہے گا کہ میں اذان دوں۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ اذان کی اس فضیلت کو بیان فرما رہے تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اتنی بڑی فضیلت اور صرف حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے چلی گئی۔ ہم محروم رہ گئے۔ یہ ہمارے ساتھ حق تلفی ہے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کوئی بھی اس ثواب سے محروم نہیں رہ سکتا۔ جب موذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور سننے والا بھی دھیان سے ان الفاظ کو دہرائے اور پھر پوری اذان کو اسی طرح دہرائے جیسے موذن کہہ رہا ہے تو اس دہرانے والے کو بھی اذان دینے والے کے برابر ثواب ملے گا"۔ جب صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بات سنی تو فرمایا" اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کیا ہم اس ثواب سے محروم رہ جائیں گی"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" نہیں جو عورت گھر میں رہ کر اذان دہرائے گی تو اس کو ویسے ہی ثواب ملے گا جیسے مردوں کو ثواب ملے گا"۔

ایک روایت کے مطابق "مردوں کو ایک اذان دہرانے کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ملے گا۔ جب کہ خواتین جو گھروں میں رہ کر اس اذان کو دہرائیں گی انہیں دو لاکھ کا

ثواب ملے گا"۔(سبحان اللہ)

اس لیے اذان کو غور سے سنیں اور اور پھر اچھی طرح دہرائیں۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز تیرے نظارے کا ایک بہانہ بنی

تو ہر شخص اذان دینے کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔

اذان کن کن موقعوں پر دی جاسکتی ہے؟

(1) **آگ بجھانے کے واسطے اذان** (جامع الصغیر للسیوطی)

(2) **پریشانی دُور کرنے کے لیے** (مسند الفردوس)

(3) **میت کی وحشت دُور کرنے کیلئے**

(4) **بارش طلب کرنے اور وبا دفع کرنے کیلئے اذان**

(5) **پیدائش پر اذان:۔** جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسے ہر طرح کے مرض سے بچانے کے لیے اُس کے دونوں کانوں میں آذان کہتے ہیں۔(درالمختار)

(6) **جنگل میں راستہ معلوم کرنے کے لیے اذان:۔** جب جنگل میں راستہ بھول جائیں اور کوئی راہ بتانے والا نہ ہو تو اس وقت اذان کہیں، اللہ تعالیٰ اذان کی برکت سے ایک راہ بتانے والا ظاہر کر دے گا۔

اس کے علاوہ دیگر امور کے واسطے بھی اذان مفید ہے۔

اگر کسی مقام پر جن سرکشی کرتا ہو تو وہاں پر اذان کہی جائے تو اذان کی برکت سے جن اپنی سرکشی سے باز آجائے گا یا اس مکان ہی کو چھوڑ دے گا۔

بدمزاج جانور کی بدمزاجی دفع کرنے کے لیے بھی اذان اس کے کان میں کہی جائے، اذان کی برکت سے بدمزاجی دُور ہو جائے گی۔

آنکھیں دُکھنے کا علاج اور بینائی کی گارنٹی

1- مسجدِ مدینہ طیبہ کے امام و خطیب علامہ شمس الدین محمد بن صالح اپنی تاریخ میں حضرت مجّد دمصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا جو شخص نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سُن کر کلمے کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور اُنھیں بوسہ دے کر آنکھ سے لگائے تو اُس کی آنکھ کبھی نہیں دُکھے گی۔علامہ شمس الدین صالحؒ اور حضرت مجّد دمصریؒ نے فرمایا کہ ''جب سے مَیں نے یہ عمل شروع کیا ہے کبھی آنکھیں نہیں دُکھیں''۔

2- حضرت اِمام حسنؓ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص مؤذن سے اشھد ان محمد الرسول اللہ سُن کر انگوٹھے چُوم کر آنکھوں پر رکھے تو نہ کبھی وہ اندھا ہوگا اور نہ آنکھیں دُکھیں گی''۔(مقاصدِ حسنہ،ص 391،حدیث:1021)

آئمہ فقہاء بھی اذان میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

محبوبِ خُدا خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جب موذن کی آواز سُنو جیسے وہ کہتا ہے تُم بھی کہتے رہو۔پھر جواب سے فارغ ہو کر مجھ پر دُرود پڑھو،(جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے)۔پھر اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو بزرگانِ خُدا میں سے ایک بندے کو ملے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ مَیں ہوں گا۔جو شخص تُم میں سے میرے واسطے وسیلہ طلب کرے گا۔اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی"۔ (صحیح مسلم،جلد 2 حدیث نمبر 849)

اذان کے جواب کا اسلامی طریقہ:۔ موذن جب اذان کہے تو سُننے والا بھی ان کلمات کو پڑھتا جائے مثلاً موذن کہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر تو سُننے والا بھی یہی کہے، اِسی طرح آخیر تک اذان کہے لیکن جب موذن حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کہے تو سُننے والا ان دونوں کلمات کے بعد لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقویٰ

لغوی معنی:-تقویٰ کے معنی ہیں نفس کو اس چیز سے محفوظ رکھنا جس سے اس کو نقصان کا خوف ہو-

شرعی معنی:-شریعت میں تقویٰ کے معنی ہیں نفس کو گناہ کے کاموں سے محفوظ رکھنا-

اللہ کے نزدیک تقویٰ کا مقام بہت بلند ہے-قرآن مجید سورہ نحل، آیت نمبر 128 میں فرمان خداوندی ہے: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِینَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِینَ ھُم مُّحسِنُونَ

ترجمہ: ''بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں''-

ایک اور مقام پر سورہ الحجرات، آیت نمبر 13 میں فرمان خداوندی ہے: اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم

ترجمہ: ''بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار رہے''-

سورہ البقرہ، آیت نمبر 2 میں فرمان خداوندی ہے: ترجمہ: ''یہ قرآن متقین کے لئے ہدایت ہے''-

احادیث:

1-حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو لیکن وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے''- اور آپ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا''- (صحیح مسلم، حدیث نمبر 6542)

2-حدیث: سیدہ دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس پہنچا، جب کہ آپ خاتم النبیین ﷺ منبر پر تھے اور اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! کون سے لوگ بہتر ہیں''؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، سب سے زیادہ تقوی والے، سب سے زیادہ نیکی کا حکم دینے والے، سب سے زیادہ برائی سے منع کرنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں''- (مسند احمد، حدیث نمبر 9057)

3-حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز زیادہ تر لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ (پھر فرمایا) اللہ کا تقوی اور حسن خلق، کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز زیادہ تر لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی؟ (پھر فرمایا) دو چیزیں، منہ (زبان) اور شرم گاہ-'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 4832)

4-حدیث: سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اسلام (اعضاء سے متعلقہ) علانیہ چیز ہے اور ایمان دل سے متعلقہ مخفی چیز ہے''- پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین دفعہ اشارہ کیا اور پھر فرمایا: ''تقویٰ یہاں ہوتا ہے''- (مسند احمد، حدیث نمبر 59)

5-حدیث: ''حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کا اکثر لوگوں کو علم نہیں ہے-سو جس شخص نے مشتبہات کو ترک کر دیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر لیا اور جو شخص مشتبہات (شبہ والی چیزیں) میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو ممنوعہ چراگاہ کے گرد اپنے جانور چراتا ہے وہ اس خطرے میں ہے کہ اس کے جانور ممنوعہ چراگاہ میں منہ مار لیں-سنو! زمین پر اللہ کی ممنوعہ چراگاہ وہ کام ہیں جن کو اللہ نے حرام کر دیا ہے''-(صحیح بخاری، ج 1، ص 13)

حضرت علیؓ نے فرمایا: ''معصیت پر اصرار کو ترک کرنا اور اپنی عبادات پر اعتماد نہ کرنا تقویٰ ہے''-

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ''تقویٰ یہ ہے کہ لوگ تمہاری زبان پر، فرشتے تمہارے افعال میں اور مالک عرش تمہارے باطن میں عیب نہ دیکھے''-

تقویٰ کی قسمیں:- قاضی بیضاوی لکھتے ہیں تقویٰ کی تین قسمیں ہیں:

(1) پہلی قسم یہ ہے کہ خود کو اللہ رب العزت کے عذاب سے محفوظ رکھنا-تقویٰ کی یہ قسم شرک اور کفر کو ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے-

(2) تقویٰ کی دوسری قسم ہر گناہ سے بچنا ہے-یعنی فرض کے ترک اور حرام کے ارتکاب سے بچنا اور بعض کے نزدیک صغیرہ گناہوں سے بچنا بھی تقویٰ ہے-

(3) تقویٰ کی تیسری قسم یہ ہے کہ انسان اپنے دل و دماغ سے ہر اس بات کو نکال دے جو اس کی توجہ کو اللہ کی طرف سے ہٹائے-

مختصر یہ کہ: تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تم کو وہ کام کرتے ہوئے نہ دیکھے جس کام سے اس نے تمہیں منع فرمایا ہے-

نماز باجماعت

نماز باجماعت ادا کرنے کے فضائل:

1- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں گھر کے اندر یا بازار (دوکان وغیرہ) میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص تم میں سے وضو کرے اور اس کے آداب کا لحاظ رکھے پھر مسجد میں صرف نماز کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک درجہ اس کا بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ اس طرح وہ مسجد کے اندر آئے گا۔ مسجد میں آنے کے بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا۔ اسے نماز ہی کی حالت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اس کے لیے رحمت خداوندی کی دعائیں کرتے ہیں "اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم کر"۔ جب تک کہ ریح خارج کر کے (وہ فرشتوں کو) تکلیف نہ دے"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 477)

2- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جو شخص گھر سے وضو کر کے جماعت کے لئے نکلا۔ جب تک وضو رہے گا فرشتے سلامتی بھیجتے رہیں گے"۔ (بخاری)

3- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ''جس نے نماز کے لیے وضو کیا اور وضو کی تکمیل کی، پھر فرض نماز کے لیے چل کر گیا اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ نماز ادا کی یا مسجد میں نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔'' (صحیح مسلم حدیث نمبر 549)

4- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان ہوگا۔ سات آدمی ایسے ہونگے جو اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے۔ ان میں ایک شخص وہ ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے کہ جب باہر آئے پھر واپس مسجد میں جانے کی خواہش ہو"۔ (بخاری شریف)

5- حدیث: بہت سی احادیث میں یہ ارشاد نبوی خاتم النبیین ﷺ آیا ہے" جب امام سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 780)

نماز باجماعت کے چھوڑنے پر گناہ اور عتاب:

1۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (گھر پر یا دکان وغیرہ پر ہی پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہ ہوگی"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا" عذر سے کیا مراد ہے"؟ فرمایا" مرض ہو یا کوئی خوف ہو"۔ (ابوداؤد، ابوحاتم، ابن حبان)

2۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" سراسر ظلم ہے، کفر ہے اور نفاق ہے (اس شخص کا فعل) جو اللہ کے منادی (یعنی مؤذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے"۔ (فضائل اعمال)

3۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ" میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں"۔ (بخاری و مسلم)

4۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ" جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھ، بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے"۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 548)

5۔حدیث: حضرت عثمانؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا قول نقل کیا ہے" جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات تک نماز ادا کی اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی اس نے ساری رات نماز ادا کی"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 454- ترمذی، حدیث نمبر 221- سنن ابی داؤد حدیث نمبر 555)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے چند مسائل

☆ وضو:-

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیئے اُٹھوتو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو۔ اپنے سَروں کا مسح کرو۔ اور اپنے پاؤں کوٹخنوں سمیت دھولو"۔(سورہ المائدہ، آیت نمبر 6)

وضو کے فرائض:- بغیر وضو کے نماز نہیں اس لئے وضو کے بعد خاص طور سے دیکھیں کہنیاں اور ٹخنے خشک نہ ہوں۔ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں جن کے بغیر وضو نہیں۔

1۔ چہرے کا دھونا 2۔ ہاتھوں کا کلائیوں تک دھونا 3۔ سر کا مسح کرنا 4۔ پاؤں دھونا

مندرجہ بالا چاروں اعضاء کو دھونے یا مسح کرنے میں کوئی غلطی ہو جائے اور جسم کے اعضاء میں ایک سوئی کے برابر جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ خاص طور سے کہنیوں اور ٹخنوں کا خیال ضرور رکھا جائے۔ عام طور پر لوگ اس طرف دھیان نہیں دیتے۔ یاد رکھیں کہ کہنیوں اور ٹخنوں پر جب تک خاص طور پر گیلا ہاتھ نہ پھیرا جائے یہ دونوں جگہیں خشک ہی رہ جاتی ہیں اور اس طرح وضو مکمل نہیں ہوتا۔

وضو کی سنتیں:- 1۔ مسواک کرنا 2۔ بسم اللہ پڑھنا 3۔ ہاتھوں کا پہنچوں تک دھونا (تین بار)

4۔ کلی کرنا (تین بار) 5۔ ناک میں پانی ڈالنا (تین بار) 6۔ کان کا مسح کرنا

7۔ گردن کا مسح کرنا 8۔ داڑھی کا خلال کرنا 9۔ انگلیوں کا خَلال کرنا 10۔ ہر عضو کو تین تین بار دھونا

وضو کی قسمیں:- وضو کی تین قسمیں ہیں۔ فرض، واجب، مستحب

فرض: ہر قسم کی نماز، فرض نماز، سنت نماز، نفل نماز، نماز جنازہ ہر قسم کی نماز کے لئے وضو فرض ہے۔

واجب: خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت، قرآن کا بیان یا حدیث کا بیان کرتے وقت۔

مستحب: رات کو سوتے وقت وضو کرنا، میت کو غسل دینے کے لئے، میت کو اٹھانے کے لئے۔

تحیۃ الوضو:- مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے-" (درمختار ج ص 458)

خشک ایڑیوں کا عذاب:- 1- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "ہم رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف لوٹے۔ راستے میں ہمیں پانی ملا۔ ہم میں سے ایک جماعت نے نماز عصر کے لیے جلد بازی میں وضو کیا۔ پیچھے سے ہم بھی پہنچ گئے (دیکھا کہ) ان کی ایڑیاں خشک تھیں، انھیں پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا: "(خشک) ایڑیوں کے لیے آگ سے خرابی (آگ کا عذاب) ہے، پس وضو پورا کیا کرو"۔[صحیح مسلم، الطھارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما، حدیث: 241]

2- ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی۔ نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے اسے دیکھ کر فرمایا: "واپس جا اور اچھی طرح وضو کر"۔[صحیح مسلم، الطھارۃ، باب وجوب استیعاب جمیع اجزاء محل الطھارۃ، حدیث: 243۔]

☆ جرابوں (موزوں) پر مسح کے احکامات:-

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ:- دائیں پاؤں کا مسح دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے اور بائیں پاؤں کا مسح بائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے کیا جائے گا انگلیوں کو پاؤں کی پشت سے شروع کر کے پنڈلی تک کھینچا جائے گا۔ مسح کرتے وقت انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے۔

1- سیدنا ثوبانؓ سے مروی ہے: "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا تو اسے ٹھنڈ لگ گئی، جب وہ لوگ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آئے تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے انہیں (وضو کرتے وقت) عماموں (پگڑیوں) اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا"۔(سنن ابی داؤد، باب: مسح۔ جلد اول۔ حدیث نمبر 146) امام حاکم نے اور حافظ ذہبی نے اُسے صحیح کہا ہے۔ ہر اس جُراب پر مسح کرنا درست ہے جس میں پاؤں نظر نہ آئیں۔ اور

جراب پھٹی ہوئی نہ ہو۔

2-سیدنا صفوان بن عصالؓ کہتے ہیں: "جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک، پیشاب، پاخانہ یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہوجائے"۔(جامع ترمذی۔الطہارت باب المسح۔حدیث نمبر 96)

اکثر صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے فقہاء میں سے اکثر اہل علم مثلاً: سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ، شافعیؒ، احمدؒ اور اسحاق بن راہویہؒ کا یہی قول ہے کہ مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرے، اور مسافر تین دن اور تین رات۔

3-عبدالرزاقؒ نے کہا: ہمیں سفیان ثوریؒ نے عمرو بن قیس ملائیؒ سے حدیث سنائی، انہوں نے حکم بن عتیبہؒ سے، انہوں نے قاسم بن مخیمرہؒ سے، انہوں نے شریح بن ہانیؒ سے روایت کی، انہوں نے کہا: "میں حضرت عائشہؓ کے پاس موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوا تو انہوں نے کہا: "ابن ابی طالبؓ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیونکہ وہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے"۔ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات (کا وقت) مقرر فرمایا"۔(صحیح مسلم، باب: موزوں پر مسح، جلد اول، حدیث نمبر 639)

4-"مسح کی مدت موزے پہننے کے بعد، وضو کے ٹوٹ جانے سے نہیں بلکہ پہلا مسح کرنے سے شروع ہوتی ہے۔یعنی ایک شخص اگر نماز فجر کے لئے وضو کرتا ہے اور موزے یا جرابیں پہن لیتا ہے۔پھر نماز ظہر پڑھتے وقت اس نے موزوں یا جرابوں پر مسح کیا تو اگلے دن کی نماز ظہر تک وہ مسح کر سکتا ہے"۔(امام نوویؒ، امام احمدؒ اور اوزاعیؒ)

☆ **فضائل وضو:** -حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے وضو کر کے دکھایا اور تمام عضو کو ایک ایک بار دھویا اور فرمایا یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر نماز نہیں۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے تمام عضو کو دو، دو بار دھویا اور فرمایا کہ یہ نور علیٰ نور ہے۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے تمام عضو کو تین تین بار دھویا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرامؑ کا وضو تھا۔وضو محافظ ہے ان راستوں کا جن کے ذریعے صحت کا دشمن جسم میں داخل ہوتا ہے۔مسلمانوں کے علاوہ شاید ہی کسی کو ایسا محافظ میسر ہو۔

1۔ہاتھ : دوران وضو سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں، کیونکہ ان ہاتھوں سے بعد میں کلی کرنی ہوتی ہے۔اگر ہاتھ گندے اور جراثیم آلود ہوں گے تو یہی جراثیم منہ کے راستے جسم میں داخل ہو کر متعدد امراض کا باعث بن سکتے ہیں۔

2۔کلی: کلی سے پہلے مسواک کی جاتی ہے، جو دانتوں کی صفائی کر دیتی ہے، کلی کے ساتھ غرارے کرنے سے گلا صاف ہوجاتا ہے اور انسان بے شمار امراض سے بچ جاتا ہے۔گلے میں بار بار پانی پہنچنا انسان کو گلے کے کینسر سے بچاتا ہے۔

3۔ ناک: ناک کے راستے بے شمار گرد و غبار و جراثیم سانس کے ذریعے صبح سے شام تک انسان کے جسم میں پہنچتے رہتے ہیں اور ان کا باقاعدہ اندر داخل ہونا خطرناک امراض کا سبب بن جاتا ہے۔دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لیے ناک کا غسل بے حد مفید ہے کیونکہ ناک انسانی جسم میں نہایت اہم اور قابل توجہ عضو ہے۔ناک کے خاص فرائض میں صفائی کے کام کو دخل ہے، ناک پھیپھڑوں کے لیے ہوا کو صاف، موزوں اور مرطوب بناتی ہے۔انسان کے اندر روزانہ پانچ سو مکعب فِٹ ہوا ناک کے ذریعے داخل ہوتی ہے۔اب ناک کا صاف ہونا کتنا ضروری ہے۔دن میں پانچ مرتبہ ناک کی صفائی سے انسان بے شمار خطرناک جراثیم سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

4۔چہرہ: چہرے کا دھونا بے شمار امراض سے دور رکھتا ہے۔مثلاً جلدی امراض، الرجی، وضو کرنے سے چہرے پر دانے نہیں نکلتے۔یا پھر ان کے نکلنے کی شرح کم ہوجاتی ہے۔امریکہ کی جدید بیوٹیشن نے ایک حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ ''مسلمانوں کے لیے کسی قسم کے لوشن کی ضرورت نہیں ہوتی ان کے 5 مرتبہ دن میں چہرہ دھونے سے چہرے کا غسل ہوجاتا ہے اور انسان چہرے کے امراض سے بچ جاتا ہے''۔

5- کہنیاں: کہنی پر تین قسم کی رگیں ہوتی ہیں جن کا تعلق بالواسطہ دماغ اور جگر سے ہوتا ہے۔جب ہم ہاتھ کو کہنی تک دھوئیں گے تو مذکورہ بالا تینوں اعضاء کو تقویت پہنچے گی اور یہ امراض سے محفوظ رہیں گے۔

6۔مسح: ماہرین روحانیت نے انسانی جسم کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ایک حصہ ''حبل الورید'' ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب تر ہوں۔ ''حبل الورید'' سر اور گردن کے درمیان میں واقع ہے۔گردن کا مسح کرنے سے انسانی جسم کو ایک خاص قسم کی توانائی حاصل ہوتی ہے جس کا تعلق ریڑھ کے اندر حرام مغز اور تمام جسمانی جوڑوں سے ہے۔جب نمازی گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رو نکل کر رگ وجاں میں ذخیرہ ہوجاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی کو اپنی

گزر گاہ بناتے ہوئے جسم کے پورے اعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے۔جس کے ذریعے اعصابی نظام کو توانائی ملتی ہے۔

7۔پاؤں: پاؤں کو دھونے کی وجہ سے ڈپریشن، بے چینی، بے سکونی، دماغی خشکی اور نیند کی کمی جیسے مہلک امراض ختم ہوجاتے ہیں شرعی حکم ہے کہ جب غصہ آئے تو وضو کرلو طبی طریقہ یہ ہے کہ جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو وضو کرلو۔اب ان دونوں احکامات اور علامات کو ملائیں تو تحقیق کی نئی راہ کھلتی ہے۔غصے میں بلڈ پریشر ہائی ہوجاتا ہے۔اور دل کے مریض کا جب بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے تو ان دونوں امراض کا علاج وضو ہے۔(یعنی غصہ کا اور بلڈ پریشر کا)

☆ تَیَمُّم (پانی نہ ہونے کی صورت میں) تیمم کے فرائض

تیمم کے تین فرائض ہیں:

1-تیمم کی نیت کرنا (دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر) 2۔چہرے کا مسح کرنا۔ 3۔دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

تیمم کی سنتیں:- 1۔بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔ 2۔ترتیب اور تسلسل کو برقرار رکھنا۔

☆ غسل:- غسل کے فرائض:

غسل کے تین فرائض ہیں:

1۔کلی کرنا 2۔ناک میں پانی ڈالنا۔ 3۔سارے جسم پر پانی بہانا، جس میں بالوں کا دھونا اور پورے جسم کا دھونا شامل ہے۔

غسل کی سنتیں:- 1۔ استنجا کرنا۔ 2۔ وضو کرنا۔

3۔ تین بار پورے جسم کو دھونا، پانی ڈالنا۔ 4۔ جسم کو ملنا اور صاف کرنا۔

☆ **سجدہ سہو:-** سہو کے لغوی معنی ہیں بھول جانا۔اگر نماز میں بھولے سے کوئی واجب چھوٹ جائے یا کسی رکن کو دوبار کر لیا جائے یا کسی واجب کو بدل دیا جائے یا کسی واجب میں تاخیر ہوجائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہوجاتی ہے۔یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ صرف واجبات میں سہو ہونے سے سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہوجاتی ہے۔لیکن اگر کوئی فرض ترک ہوجائے تو سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز نہ ہوگی اور دوبارہ نماز پڑھنی پڑے گی۔

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ:- مندرجہ بالا غلطی میں سے کوئی غلطی ہوگئی، اب سجدہ سہو کا ارادہ کر لیا (دل میں)۔سجدہ سہو ان رکعت والی نماز کی آخری رکعت میں جب التحیات پڑھ لیں تو سیدھی طرف (ایک سلام) پھیریں اور کہیں اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔اس کے بعد سجدے میں جائیں۔سجدے میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ جائیں۔اسی طرح دوسرا سجدہ بھی کریں یعنی سیدھی طرف سلام کے بعد دو سجدے کریں) اور پھر دوبارہ التحیات پڑھیں، درود شریف پڑھیں اور نماز کو مکمل کریں۔اگر ہم نے سوچا تھا کہ سجدہ سہو کریں گے لیکن بھول گئے اور التحیات کے بعد درود شریف یا پھر اور آگے چلے گئے تو جہاں کہیں بھی یاد آئے فوراً سیدھی طرف سلام پھیر کر دو سجدے ادا کریں۔

اگر فرض کیا کہ سجدہ سہو کرنا تھا لیکن یاد نہ رہا اور سیدھی طرف سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو فوراً سجدے میں چلے جائیں دو سجدے ادا کریں اور پھر التحیات پڑھیں اور نماز کو مکمل کریں۔اگر فرض کیا سجدہ سہو کرنا تھا بھول گئے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا کہ سجدہ سہو کرنا تھا تو آخیر میں دو سجدے کر لیں۔لیکن اب نماز میں دوبارہ داخل نہیں ہونا۔یہ آخری دو سجدے ہی سجدہ سہو کے طور پر ادا ہوجائیں گے۔

☆ **امام کے پیچھے مقتدی کی نماز:-** امام کے پیچھے مقتدی نماز میں فاتحہ یا قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت نہ پڑھے۔یہ اللہ تعالی کا حکم ہے، رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی سنت ہے، صحابہ وائمہ کبار کا معمول ہے۔یہ قاعدہ یاد رکھ لیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اس کا فرمان سب سے بڑا ہے، جو بات قرآن سے ثابت ہو اس پر اعتراض مسلمان کا کام نہیں۔قرآن مجید کے مقابلہ میں نہ کوئی روایت پیش ہوسکتی ہے نہ کسی بزرگ کا قول۔ہم پہلے قرآن کریم سے ہدایت لیں گے، پھر حدیث پاک سے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.

ترجمہ: "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔(سورہ الاعراف، آیت نمبر 204)

یہ قرآن حکیم کا حکم ہے جس میں کوئی شک نہیں، واضح ہے کوئی ابہام نہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو **غور سے سنو اور چپ رہو۔**

ہماری پانچ نمازیں ہیں-تین جہری اور دو خفی یا سری

فجر،مغرب،عشاء جہری نمازیں ہیں ان میں امام قرات پکار کر فرماتے ہیں-

ظہر اور عصر خفی یا سری نمازیں ہیں ان میں امام خاموشی سے تلاوت فرماتے ہیں-

1۔ جہری،یعنی بلند آواز کے ساتھ،جیسے فجر،مغرب اور عشاء 2۔ خفی یا سری،یعنی آہستہ،جیسے ظہر وعصر۔

ظہر اور عصر میں نماز میں قرات آہستہ ہوتی ہے جو سنی نہیں جاتی،فجر،مغرب اور عشا کی نمازوں میں قرات با آواز بلند ہوتی ہے جو سنی جاتی ہے۔لہٰذا ایک ہی آیت میں دو حکم فرمائے گئے،ایک یہ کہ کان لگا کر سنو،یعنی جب آواز آئے،جیسے جہری نمازوں میں۔دوسرا چپ رہو،یعنی جب آواز نہ آئے،جیسے سری نمازوں میں۔

حدیث پاک کی توضیح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:"جب تم نماز کے لیے آؤ اس وقت ہم سجدے میں ہوں۔تو تم بھی سجدہ کرو اور اس کا شمار نہ کرنا،اور جس نے رکوع پا لیا اس نے (رکعت) پالی"۔(سنن ابی داؤد،136:1)

اگر فاتحہ پڑھنا فرض ہو تو رکعت کیسے مل سکتی ہے؟ حالانکہ بالاتفاق رکوع میں ملنے والا رکعت پا لیتا ہے۔پتہ چلا کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض نہیں۔

☆ امام کی اقتدا:-

1- اعرج رحمۃ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:"امام اقتدا ہی کے لیے بنایا گیا ہے،اس لیے اس کی مخالفت نہ کرو،چنانچہ جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے تو تم **ربنا لك الحمد** کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو‘‘(صحیح مسلم،حدیث نمبر 930)

2- سیدنا برہ بن آذب ؓ روایت کرتے ہیں کہ "ہم رسول پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے نماز پڑھتے تھے پس جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم آپ کے پیچھے قومے میں کھڑے ہو جاتے تھے اور پھر ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ سجدے میں جانے کے لیے نہ جھکاتا تھا یہاں تک کہ رسول پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے،پھر ہم آپ کے بعد سجدے میں جاتے تھے"۔(صحیح بخاری،باب الاذان،حدیث نمبر 690۔صحیح مسلم،حدیث نمبر 1062)

3- سیدنا ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کیا"امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح کر دے یا اس کی شکل گدھے جیسی بنا دے"-(صحیح بخاری،حدیث نمبر 691-صحیح مسلم،حدیث نمبر 963)

☆ صفوں کی ترتیب:-

1-سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ حضورر پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا" پہلے اول صف پوری کرو،پھر اسے جو پہلی کے نزدیک ہے"۔(سنن ابوداؤد،حدیث نمبر 671)

2-سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا"مردوں کی صفوں میں (ثواب کے لحاظ سے) سب سے بہتر پہلی صف ہے اور سب سے بری آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بری پہلی صف ہے،اور سب سے بہتر آخری صف ہے"-(صحیح مسلم،حدیث نمبر 985)

3-ابواشہب نے ابونضرہ عبدی سے اور انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے ساتھیوں کو (صف بندی میں) پیچھے رہتے دیکھا تو ان سے کہا" آگے بڑھو اور (براہ راست) میری اقتدا کرو اور جو لوگ تمہارے بعد ہوں وہ تمہاری اقتدا کریں،کچھ لوگ مسلسل (پہلی صف سے) پیچھے رہتے جائیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو (اپنی رحمت سے) پیچھے کر دے گا"-(صحیح مسلم،حدیث نمبر 982) یعنی لوگ دیر سے پہنچیں گے اور آخر میں جگہ ملتے ہی نماز شروع کر دیں گے،انہیں یہ پروا نہیں ہوگی کہ پہلی صف میں پہنچیں تاکہ زیادہ ثواب لیں اور پھر اللہ کی رحمت سے دور ہوتے رہیں گے-

☆ صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم:-

حضورر پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ترجمہ "اپنی صفوں کو برابر کرو-بلاشبہ صفوں کو برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے"۔(صحیح بخاری،الآذان،باب اقامت الصلوۃ،حدیث نمبر 723-صحیح مسلم،حدیث نمبر 975)

2- سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ترجمہ "صفیں قائم کرو،کندھے برابر کرو،(صفوں کے اندر) ان جگہوں کو پر کرو جو خالی رہ جائیں،اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ،صفوں کے اندر شیطان کیلئے جگہ نہ چھوڑو۔اور جو شخص صف ملائے گا،اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا اور جو اسے کاٹے گا،اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا"۔(سنن ابی داؤد حدیث نمبر 666)

☆ **سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم:**۔رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، نمبر ایک پیشانی، نمبر دو دونوں ہاتھ، نمبر تین دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم نماز میں اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں یعنی ان کو نہ چھوئیں"۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 809، 812۔صحیح مسلم حدیث نمبر 1096، 1097)

ہر مسلمان بہن بھائی کے لیے ضروری ہے کہ وہ سجدے میں ان سات اعضاء کو خوب اچھے طرح مکمل طور پر زمین پر ٹکا کر رکھیں اور اطمینان سے سجدہ کریں۔

پیشانی کی ایک ہڈی، دونوں ہاتھوں کی دو ہڈیاں، دونوں گھٹنوں کی دو ہڈیاں، دونوں قدموں کے پنجوں کی دو ہڈیاں۔

(1) پیشانی=1 ہڈی (2) دونوں ہاتھ=2 ہڈیاں (3) دونوں گھٹنے = 2ہڈیاں (4) دونوں قدموں کے پنجے = 2ہڈیاں ٹوٹل=7ہڈیاں

☆ **آیت الکرسی:**۔سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، اس کو جنت مین داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز روکنے والی نہیں"۔(السنن الکبری للنسائی، حدیث:9928)

☆ **عورت کی امامت:۔طریقہ:** عورت امامت کرسکتی ہے۔پہلی صف کے وسط میں دوسری مقتدی عورتوں کے ساتھ، برابر کھڑی ہو کر عورت عورتوں کی امامت کرواسکتی ہے۔(اگر عورت حافظ قران ہے تو---یعنی تراویح وغیرہ پڑھانے کے لیے)

حدیث:" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ام ورقہ (حافظ قرآن) سے ملنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے، آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا، جو اذان دیتا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں"۔(سنن ابی داؤد، جلد اول، حدیث نمبر 592)

☆ **سفر:۔** نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

1-"رات کا سفر کیا کرو۔کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے"۔(سنن ابی داؤد، جلد سوئم حدیث نمبر 2571)

2-"تنہا سفر نہ کیا کرو"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2998)

3-" آپ خاتم النبیین ﷺ نے جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرمایا"۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 2950)(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 2112)

4-"جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے سفر کرنا بہتر نہیں۔بعد از اذان اور قبل نماز جمعہ سفر کرنا جائز نہیں ہے"۔(زادلمعاد، جلد۔ا، حدیث نمبر 382)(المشکوٰۃ المصابیح، جلد سوئم، حدیث نمبر 2992)

سفر کی دعا: سبحن الذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین۔وانا الی ربنا لمنقلبون

ترجمہ:" پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا۔ورنہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی۔بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف ہی پلٹنا ہے"۔

سفر میں حفاظت کے لیے سورہ زمر کی آیت نمبر 67 پڑھنا جان و مال کی حفاظت کے لیے بہترین ہے۔

☆ **مسافر کی نماز (قصر نماز)** 1۔شریعت میں مسافر اس شخص کو کہتے ہیں جو تین منزل تک جانے کا ارادہ کر کے اپنے وطن سے یا شہر سے نکلے۔تین منزل یعنی 48 میل سفر کا ارادہ ہو۔مسافت کے متعلق فقہا میں کچھ اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ اڑتالیس میل کا سفر ہے اور بعض کے نزدیک ستاون میل کا۔

2۔وطن دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک تو وہ جہاں اس کی مستقل سکونت ہو اسے وطن اصلی کہتے ہیں، دوسرا وہ جہاں وہ چند دن یا زیادہ دن رہنے کی نیت کرے اس کو وطن اقامت کہتے ہیں۔

3۔وطن اصلی پر سفر سے کچھ فرق نہیں آتا یعنی جب بھی گھر واپس آئے گا پوری نماز پڑھے گا۔

4۔اس مسافر پر نماز قصر جب واجب ہوگی جبکہ وہ 48 میل کا سفر کر کے کہیں جائے اور وہاں پر 15 دن یا 15 دن سے کم رہنے کی نیت ہو اگر بعد میں 15 دن سے 2 یا 4 دن اوپر ہو جائیں اس صورت میں بھی ان زائد دنوں میں بھی نماز قصر ہی پڑھی جائے گی۔

5۔اگر مسافر مقیم امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز پڑھے گا اسے امام کے پیچھے نماز قصر نہیں کرنی ہوگی۔

6۔اگر مقیم مسافر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو اسے چار رکعت ہی پڑھنی ہوں گی وہ مسافر امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھ کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور پھر اپنی دو رکعتیں اس طرح مکمل کرے کہ ان دونوں رکعتوں میں فاتحہ نہ پڑھے بلکہ بقدر فاتحہ خاموش کھڑا رہے اور باقی نماز معمول کے مطابق پڑھے (سورہ فاتحہ اس لئے نہیں پڑھے گا کیونکہ وہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نیت کر چکا ہے اور امام کے پیچھے قرأت نہیں ہے)

7۔اگر مسافر غلطی سے چار رکعتیں پڑھ لے اور دوسری رکعت میں بقدر تشہد قعدہ کرے تو آخیر میں سجدہ سہو کرے دو رکعت فرض اور دو رکعت نفل شمار ہو جائیں گے لیکن اگر دوسری رکعت میں بقدر تشہد قعدہ نہ کیا تو نماز باطل ہو جائے گی اور دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ 8۔سنتوں میں قصر نہیں ہے۔

9۔جو نماز سفر میں قضاء ہو جائے وہ مقیم ہو جانے کے بعد قصر ہی پڑھی جائے گی۔ 10-خوف یا جلدی کی وجہ سے اگر سنتیں نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ **بیٹھ کر نماز:-** الشیخ محمد مختار شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "ایسا معذور شخص جو کھڑے ہو کر قیام کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا"-

جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور رکوع وسجدہ بھی کر سکتا ہے وہ بیٹھ کر ہی رکوع وسجدہ کرلے، لہٰذا جو شخص زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجدے کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے، اسکو رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے، کیونکہ وہ اس پر قادر ہے اور یہ دونوں بھی نماز میں فرض ہیں۔

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "جب مریض پر قیام دشوار ہو جائے تو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کرتے ہوئے نماز پڑھے"-(الجوہر: ۱/۳۱۱)

فرض نماز کے لئے قیام رکن کی حیثیت رکھتا ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہ ہوگی، اس لیے کسی کے لئے بھی بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے، صرف قیام کی استطاعت نہ رکھنے والے کو اجازت ہے۔علمائے کرام نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ فرض نماز کی تکبیر تحریمہ کے لئے کھڑے ہونا فرض ہے۔

جیسے کہ نووی رحمہ اللہ "المجموع" (3 / 296) میں کہتے ہیں کہ: " تکبیر تحریمہ [یعنی اللہ اکبر] کے تمام حروف کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا واجب ہے، چنانچہ اگر کوئی ایک حرف بھی حالت قیام کے علاوہ کسی اور حالت میں کہا تو اس کی نماز بطور فرض نہیں ہوگی"-

اگر نماز میں کچھ دیر قیام کی استطاعت بھی ہو تو اتنا ہی قیام کرلے، چاہے وہ قیام صرف تکبیر تحریمہ کہنے کی مقدار کے برابر ہو یا اس سے زیادہ--- کیونکہ شریعت میں مطلوب یہ ہے کہ قراءت کرتے ہوئے قیام کرے، چنانچہ اگر نمازی قیام یا قراءت کے کچھ حصے سے قاصر ہے تو جس قدر اس میں استطاعت ہے وہ پڑھے گا اور بقیہ حصہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔

☆ **کرسی پر نماز:-** 1- بلا عذر کرسی پر نماز کا حکم 2- عذر معقول کی وجہ سے کرسی پر نماز کا حکم

1- بلا عذر کرسی پر نماز کا حکم:-(بلا عذر کرسی پر نماز ناجائز ہے) اس لئے کہ نماز میں قیام ورکوع وسجدہ فرائض میں داخل ہیں، اور بلا عذر ان میں سے کسی کو چھوڑ دینے سے نماز نہیں ہوتی، اور کرسی پر نماز پڑھنے والا ان تمام فرائض کو چھوڑ دیتا ہے، قیام کی جگہ کرسی پر بیٹھتا ہے اور رکوع وسجدہ دونوں کو چھوڑ کر محض اشارے سے ان کو ادا کرتا ہے، تو اس کی نماز کیسے ہو سکتی ہے؟

لہٰذا بلا عذر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا ناجائز ہے، اور اس طرح نماز پڑھنے والوں کی نماز بالکل بھی نہیں ہوتی، اور اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں ان کے ذمہ باقی رہتی ہیں۔

2- عذر معقول کی وجہ سے کرسی پر نماز کا حکم:-(عذر معقول کی وجہ سے کرسی پر نماز جائز ہے)

ہماری شریعت نہایت معتدل ہے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط؛ اس لیے یہ بات یقینی ہے کہ عذر و تکلیف کی صورت میں اس میں تخفیف و سہولت دی جاتی ہے۔

چنانچہ شریعت کے اصول میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اس نے بیماری و تکلیف کو تخفیف احکام کا سبب مانا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عذر معقول کی وجہ سے نماز کی اجازت ہے- کیونکہ فقہاء کے کلام میں یہ ضابطہ ہے کہ: **طاعت بقدر طاقت ہوا کرتی ہے۔** جب نیچے بیٹھ کر نماز کی طاقت نہیں یا نیچے بیٹھنا بڑا مشکل ہے تو کرسی پر پڑھنے کی اجازت ایک معقول بات بھی ہے اور اصول فقہیہ کی روشنی میں شرعی بات بھی ہے۔لیکن دو باتیں ذہن نشین ہونی چاہئیں:

1- عذر موجود ہو، بلا عذر کرسی پر نماز پڑھنا گناہ بھی ہے اور اس کی وجہ سے نماز ہوتی بھی نہیں-

2- معمولی اور چھوٹا موٹا عذر نہیں؛ بلکہ معقول وشرعاً معتبر عذر ہو-

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی یا تو سکت وطاقت ہی نہ ہو، یا طاقت تو ہو؛ مگر اس سے ناقابلِ برداشت تکلیف و درد ہوتا ہو، یا زمین پر بیٹھنے سے بیماری

وتکلیف کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔اس صورت میں کرسی پر نماز کی اجازت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لاَ يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا. ترجمہ:"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا"-(سورہ البقرۃ،آیت نمبر 286)

ایک اور مقام پر فرمایا: مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ. ترجمہ":اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی"-(سورہ الحج،آیت نمبر 78)

حدیث: رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا: بشروا ولا تنفروا، ويسروا ولا تعسروا، سكنوا. (متفق عليه)

ترجمہ:"لوگوں کو خوشخبری سنایا کرو (ڈرا ڈرا کر اسلام سے) متنفر نہ کرو۔ اور آسانیاں پیدا کیا کرو، سختی پیدا نہ کرو۔ سکون دیا کرو"۔(متفق علیہ)

کرسی پر نماز پڑھنے کا طریقہ:- شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ کہتے ہیں" زمین یا کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کے لیے ضروری اور واجب ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت رکوع سے زیادہ جھکے اور اس کے لیے سنت یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے لیکن سجدہ کی حالت میں اس کے لئے واجب یہ ہے کہ اگر استطاعت ہو تو ہاتھ زمین پر رکھے لیکن اگر استطاعت نہ ہو تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے"۔(ماخوذ المغنی ابن قدامہ 1 / 444)

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا **"مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی (پھر)، نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے ناک کی طرف اشارہ کیا، اور دونوں ہاتھ، اور دونوں گھٹنے، اور پاؤں کی انگلیاں"**۔ جو شخص ایسا کرنے سے عاجز ہو اور کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ:"تم میں جتنی استطاعت ہو اس قدر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو"۔(سورۃ التغابن،آیت نمبر 16)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورہ فاتحہ کی اہمیت وفضیلت

سورہ فاتحہ حاصل قرآن ہے۔ اِس کا ورد کرنے والا دنیا اور آخرت میں کامیاب رہنے والا ہوتا ہے۔

سورہ فاتحہ میں سات آیات ہیں۔ اور یہ ساتوں آیات ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ:

"راہ حق کے سات دروازے ہیں اور یہ ساتوں آیات ان دروازوں کو کھولنے کی کُنجیاں ہیں۔ جب ایک بندہ اِن کی تلاوت کرتا ہے تو ہر راستہ خود بخود کُھلتا چلا جاتا ہے اور بندہ سات راستوں سے گزر کر سات دروازوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے محل میں داخل ہو جاتا ہے"۔ وہ سات دروازے یہ ہیں۔

i)۔ باب ذکر ii)۔ باب شکر iii)۔ باب امید iv)۔ باب خوف

v)۔ باب اخلاص vi)۔ باب دعا vii)۔ باب انسیت انبیاء کرام علیہ السلام

i)۔ اَب پہلے دروازے باب ذکر کی کُنجی بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ ہے۔

ii)۔ دوسرا دروازہ باب شکر کی کُنجی اَلحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِينَ ہے۔

iii)۔ تیسرا دروازہ باب امید کی کُنجی الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ ہے۔

iv)۔ چوتھا دروازہ باب خوف کی کُنجی مٰلِكِ يَومِ الدِّينِ ہے۔

v)۔ پانچواں دروازہ باب اخلاص کی کُنجی اِيَّاكَ نَعبُدُ وَاِيَّاكَ نَستَعِينُ ہے۔

vi)۔ چھٹا دروازہ باب دعا کی کُنجی اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ ہے۔

vii)۔ ساتواں دروازہ باب انسیت انبیاء کرام علیہ السلام کی کُنجی صِرَاطَ الَّذِينَ اَنعَمتَ عَلَيهِم غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِم وَ لَا الضَّآلِّينَ ہے۔

اِس لیے بار بار سورہ فاتحہ کو پڑھنا چاہیے تا کہ تمام دروازوں کی کنجیاں بندے کے ہاتھ میں رہیں۔

****

نفلی عبادات

دن کی عبادات اور وظائف :-

نمازِ اشراق: (دن کا پہلا وظیفہ) اشراق کی نماز کی 8 رکعات ہیں، زیادہ تر دو اور چار رکعتیں ادا کرتے ہیں-

احادیث مبارکہ میں اشراق کی نماز پڑھنے کی بہت فضیلت بیان کی گئ ہے-

1-حدیث: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فجر کی نماز با جماعت پڑھ کر اللہ کے ذکر میں مشغول رہا یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بلند ہو گیا پھر اس نے دو رکعت نفل پڑھے تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا"-(ترمذی شریف)

2-حدیث: حضرت معاذ بن انس جہنیؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مصلے پر بیٹھا رہے اس کے بعد 2 رکعت پڑھ کر مصلے سے اٹھے اور ان دونوں نمازوں کے درمیان سوائے اچھی باتوں کے اور کچھ نہ کہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"-(ابوداؤد)

نمازِ چاشت: (دن کا دوسرا وظیفہ) چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعتیں ہیں-اس نماز کی ادائیگی آفتاب کے بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے-

احادیث مبارکہ میں اس نماز پڑھنے کی بھی بہت فضیلت بیان کی گئ ہے-

1-حدیث: حضرت ابوذرؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: " صبح کو تم میں سے ہر ایک شخص کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے۔پس ہر ایک تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے۔ہر ایک تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے، ہر ایک تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے ہر ایک تکبیر (اللہ اکبر کہنا) بھی صدقہ ہے۔(کسی کو) نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے اور (کسی کو) برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔اور ان تمام امور کی جگہ دو رکعتیں جو انسان چاشت کے وقت پڑھتا ہے کفایت کرتی ہیں"۔ (مسلم شریف، حدیث نمبر 1671)

2-حدیث: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر فرمائے گا-"(جامع ترمذی، حدیث نمبر 473)

3-حدیث: سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے چاشت کی دو رکعتوں کی حفاظت کی اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں "۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 2248)

4-حدیث: سیدنا بریدہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "انسانی جسم میں (۳۶۰) جوڑ ہیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرے"۔صحابہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے اتنا صدقہ کون کر سکتا ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مسجد میں پڑی ہوئی تھوک کو وہیں دبا دینا بھی صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اور اگر تجھے یہ اعمال کرنے کی طاقت بھی نہ ہو تو چاشت کی دو رکعتیں تجھ سے کفایت کریں گی (اور سارے جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جائے گا) "۔(مسند احمد، حدیث نمبر 3611)

5-حدیث: حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "میں فتح مکہ کے دن حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئی -تو میں نے اس وقت آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو غسل کرتے ہوئے پایا۔جبکہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردہ کر رکھا تھا۔فرماتی ہیں "میں نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو سلام کیا "۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے دریافت کیا "یہ کون عورت ہے"؟ میں نے خود عرض کیا "میں ابو طالب کی بیٹی ام ہانی ہوں"۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ام ہانی کو خوش آمدید ہو"۔ پھر جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) غسل سے فارغ ہو گئے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک ہی کپڑا اپنے گرد لپیٹ کر آٹھ رکعت نماز ادا کیں۔ جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا "اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) میرے مادر زاد (یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) ایک آدمی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔یہ میرے خاوند خبیرہ کا فلاں بیٹا ہے- حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے "۔یہ سن کر رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اے ام ہانی! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ

دی "۔حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں "یہ چاشت کی نماز تھی"۔(صحیح بخاری صفحہ نمبر 291، جلد 1،حدیث نمبر 357)

دن کا تیسرا وظیفہ:- نماز فی الزوال

عبداللہ بن سائبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے، اور فرماتے:''یہ ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا نیک عمل اس میں اوپر چڑھے''۔(جامع ترمذی حدیث نمبر 478)

دن کا چوتھا وظیفہ:- چوتھا وظیفہ عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک ہے۔یعنی تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تحمید (الحمد للہ کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا)، توبہ استغفار اور تلاوت قرآن پاک کرنا۔اس وقت نفل پڑھنا منع ہیں۔ہاں علماء کرام نے قضاء عمری پڑھنے کی اس وقت اجازت دی ہے۔

نماز اوابین:(دن کا پانچواں وظیفہ) مغرب کی نماز کے فرض اور سنت کے بعد یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔اس نماز کی کم سے کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں نفل ہیں۔

1-حدیث: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا"۔(جامع ترمذی)

2-حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی، تو ان کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوگا"۔(جامع ترمذی)

3-حدیث: محمد بن عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔انہوں نے فرمایا میں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں "۔(طبرانی)

صلواۃ الیل:(رات کا وظیفہ) یہ چار رکعت نماز ہیں۔ 2،2 کر کے پڑھی جاتی ہیں۔یہ عشاء کے بعد، سونے سے پہلے پڑھی جانے والی نماز ہے۔(بے حد ثواب والی نماز ہے)

شب بیداری:-قرآن پاک میں شب بیداری:-

ترجمہ:''وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات میں استغفار کرتے''۔(سورہ الذاریات، آیت نمبر 18-17)

''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے اور وہ خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے''۔(سورہ السجدہ، آیت نمبر 16)

''وہ لوگ اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں''۔(سورہ فرقان، آیت نمبر 64)

''اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھا کرو، یہ خاص نماز تمہارے لئے ہے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کر دے جہاں سب تمہاری حمد کریں''۔(سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 79)

احادیث میں شب بیداری:-

شیطان کی خباثت:- حدیث شریف میں ہے:" جب انسان سوجاتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگاتا ہے پھر جب وہ سو کر اٹھتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، اور جب نماز پڑھتا ہے تو آخری گرہ بھی کھل جاتی ہے اس صورت میں صبح کو آدمی ہشاش بشاش ہوتا ہے ورنہ دوسری صورت میں سست اور چڑچڑا رہتا ہے"۔(بخاری شریف، حدیث نمبر 1141)

نماز تہجد:(سب سے بہتر نماز)

حدیث: شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالا اسناد حضرت جابر بن عبداللہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''اگر آدمی دو رکعتیں رات کے درمیانی حصے میں پڑھ لے تو وہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اگر میں اپنی اُمت پر اس کو بار نہ سمجھتا تو ان دو رکعتوں کو فرض قرار دیتا''۔(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 611)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''نمازوں کے بعد افضل نمازوں میں سے نصف رات میں پڑھی

جانے والی نماز ہے''۔(مسند احمد)

حدیث: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ (نفلی) روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ (نفلی) نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات تک سوتے تھے اور اس کا ایک تہائی قیام کرتے تھے اور اس کے (آخری) چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے (روزہ نہ رکھتے) تھے''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 2739 - بخاری شریف، حدیث نمبر 3420)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں: - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا تہائی حصہ باقی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے " کون ہے جو مجھے پکارے؟ کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے میں اسے بخش دوں؟ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے میں اس کو رزق عطا کروں؟ کون ہے جو تکلیف کا ازالہ چاہے میں اس کی تکلیف دور کروں "؟ صبح تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے''۔(بخاری شریف، حدیث نمبر 6321)

رات کی خاص ساعت: - شیخ ابونصرؒ نے اپنے والد سے چند سندوں سے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ ٹھیک اس ساعت میں اگر بندہ اللہ سے کچھ مانگتا ہے تو اللہ بزرگ و برتر اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ ساعت ہر رات میں موجود ہے''۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 1771)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شب بیداری: - حضرت کریبؒ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ "میں ایک رات حضرت میمونہؓ کے گھر تھا، میں بچھونے کی چوڑائی کی طرف لیٹ گیا نبی کریم ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی زوجہ مطہرہ لمبائی کی طرف آرام فرما ہو گئے، جب آدھی رات یا اس سے پہلے یا کچھ بعد کا وقت ہوا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بیدار ہوئے، آپ خاتم النبیین ﷺ اٹھ بیٹھے اور ہاتھوں سے آنکھوں کو مل کر نیند کے اثرات ختم کئے، پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں اس کے بعد ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف کھڑے ہوئے اور اس سے نہایت عمدہ وضو فرمایا، اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے نماز ادا فرمائی، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی کھڑا ہوا اور اسی طرح کیا جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کیا تھا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور پھر میرا دایاں کان مروڑا، (اور مجھے دائیں طرف کر دیا) چنانچہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دو دو رکعتیں کر کے دس رکعت نماز ادا فرمائی پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ یہاں تک کے مؤذن آ گیا اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے دو مختصر رکعتیں ادا کیں (فجر کی سنتیں) پھر مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور صبح کی نماز ادا فرمائی"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 183)

حضرت مسروقؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں: "حضور نبی خاتم النبیین ﷺ کو ہر عمل پر مداومت (ہمیشگی) بہت پسند تھی"، میں نے دریافت کیا " حضور پاک خاتم النبیین ﷺ رات کے کس حصے میں اٹھتے تھے"؟ فرمایا "جب صبح کو مرغے کی بانگ سن لیتے تھے"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 1132)

حضرت عمرؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں: ''رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے رات کی نماز میں ایک شخص کی قرأت سماعت فرمائی، تو ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے، اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جو میں نے فلاں سورت سے حذف کر دی تھی''۔(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 1331، 3970)

نمازِ کسوف اور نمازِ خسوف:- کسوف کا معنی سورج گرہن اور خسوف کا معنی چاند گرہن ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے زمانہ میں جس دن (آپ کے صاحبزادے) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سورج گرہن لگا۔ لوگوں نے کہا "ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن لگا ہے"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس پر حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ. لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ.

''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کے مرنے جینے سے ان کو گرہن نہیں لگتا پس جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو نماز پڑھو''۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف، 2:619، رقم: 901)

نماز کسوف کا طریقہ:- جب سورج گرہن ہو تو چاہئے کہ امام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے جن میں بہت لمبی قرأت ہو اور رکوع سجدے بھی خوب دیر تک ہوں، دو رکعتیں

پڑھ کر قبلہ رُو بیٹھے رہیں اور سورج صاف ہونے تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔

سورج گرہن کی نماز کی نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل کسوفِ شمس کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، پیچھے اس امام کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَر۔

نمازِ خسوف کا طریقہ:- چاند گرہن کے وقت بھی چاند صاف ہونے تک نماز پڑھتے رہیں، مگر علیحدہ علیحدہ اپنے گھروں میں پڑھیں، اس میں جماعت نہیں۔

چاند گرہن کی نماز کی نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل خسوف قمر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَر۔

نمازِ جنازہ:- نماز جنازہ ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں فرض ہوئی۔

جنازہ کی نماز فرضِ کفایہ ہے۔ فرضِ کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر چند آدمی بھی پڑھ لیں تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ وہ سب گنہگار رہوں گے جن کو خبر پہنچی تھی لیکن وہ نہیں آئے۔ اس کے لیے جماعت شرط نہیں ایک آدمی بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔ اس کے دو رکن ہیں: چار بار تکبیر کہنا اور کھڑے ہو کر پڑھنا۔ اس کی تین سنتیں ہیں: اللہ کی حمد وثناء کرنا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا اور میت کے لیے دعا کرنا۔ میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔ جو مرا ہوا پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ نہیں۔ نیز میت کا سامنے ہونا ضروری ہے غائب کی نماز نہیں۔ کئی میتیں جمع ہو جائیں تو سب کے لیے ایک ہی نماز کافی ہے۔ سب کی نیت کرے اور علیحدہ علیحدہ پڑھے تو افضل ہے۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ:- اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو امام سر کے بالمقابل کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو جنازے کے وسط میں کھڑا ہو۔

اس کے بعد نمازِ جنازہ کا فریضہ ادا کرنے کی نیت اِس طرح کرے: چار تکبیریں نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ، پھر اللہ اکبر کہہ کر زیرِ ناف ہاتھ باندھ لے اور یہ ثنا پڑھے:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَجَلَّ ثَنَآئُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ.

دوسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہے اور یہ درود پاک پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

پھر ہاتھ اٹھائے بغیر تیسری تکبیر کہے، میت اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ بالغ مرد وعورت دونوں کی نمازِ جنازہ میں یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا، وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا، وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ.

''یا اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مُردوں کو، اور ہمارے حاضر لوگوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ یا اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے موت دے تو اس کو حالتِ ایمان پر موت دے۔''

پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

''اے اللہ! تو ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔''

پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہے اور بعد ازاں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتے ہوئے دائیں بائیں سلام پھیر دے، اس کے بعد صفیں توڑ کر دعا مانگے۔

نوٹ: جنازہ کو کاندھا دینا عبادت اور بہت اجر وثواب کا باعث ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا نہیں دے سکتا ہے، نہ منہ دیکھ سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے۔۔۔ یہ سب غلط ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورہ والضحیٰ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

وَالضُّحٰی﴿۱﴾ وَالَّیلِ اِذَا سَجٰی﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی﴿۳﴾
قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ چھا جائے نہیں اور آپ کو چھوڑا آپ کا رب اور نہ وہ بیزار ہوا
وَلَلاٰخِرَۃُ خَیرٌ لَّکَ مِنَ الاُولٰی﴿۴﴾ وَلَسَوفَ یُعطِیکَ رَبُّکَ فَتَرضٰی﴿۵﴾
اور پچھلی حالت بہتر ہے آپ کے لئے سے آپ کی پہلی حالت اور عنقریب آپ کو عطا کرے گا آپ کا رب پس آپ راضی ہو جائیں گے
اَلَم یَجِدکَ یَتِیمًا فَاٰوٰی﴿۶﴾ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی﴿۷﴾ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغنٰی﴿۸﴾
کیا نہیں پایا آپ کو یتیم پھر اس نے ٹھکانا دیا اور پایا آپ کو بے خبر تو اس نے ہدایت دی اور پایا آپ کو مفلس تو غنی کر دیا
فَاَمَّا الیَتِیمَ فَلَا تَقھَر﴿۹﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنھَر﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّث﴿۱۱﴾
تو رہا یتیم پس نہ آپ سختی کیجیے اور رہا سوالی پس نہ آپ جھڑکیے (اسے) اور جو بھی تیرے رب کی نعمت پس خوب چرچا کر

فضائل سورہ والضحیٰ:- اس سورۃ کو anxiety اور depression کی دوا بھی کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ کو پڑھنے سے ہمارے دل کی تنگی تحلیل ہو گی۔

اللہ تعالیٰ سورۃ کے آغاز میں دو قسمیں کھاتے ہیں۔

1- وَالضُّحٰی (دن کی روشنی کی قسم ہے۔) 2- وَاللَّیلِ اِذَا سَجٰی (اور رات کی جب وہ چھا جائے۔)

اس سے پتہ چلتا ہے دن کی روشنی اور رات کی تاریکی دونوں کتنی Value رکھتی ہیں۔ زندگی بھی تو ایسے حالات سے گزرتی ہے۔ کبھی روشن کبھی تاریک۔ تو پتہ چلا دونوں ہی برے نہیں ہوتے ہیں۔ دونوں کا آنا لازم ہوتا ہے۔ بات یہ ہے ہمیں یقین ہونا چاہیے--- کیا یقین ہونا چاہیے؟ کہ کچھ بھی ہو۔

3- مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰی (آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ بیزار ہوا ہے۔)

ہمارا رب نہ ہمیں چھوڑے گا نہ بیزار ہو گا۔ ساری دنیا چھوڑ سکتی ہے رب نہیں چھوڑے گا- جب لوگ ہمیں چھوڑ جائیں تو پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارا رب ہمیں نہیں چھوڑے گا۔

جب ہم دنیا میں خسارے میں جا رہے ہوتے ہیں۔ ہر تعلق آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہوتا ہے۔ تو یاد رکھیں:

4- وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی (اور البتہ آخرت آپ کے لیے دنیا سے بہتر ہے۔)

اصل چیز تو آخرت ہے۔ دنیا میں کامیابی نہ بھی ہو، لیکن آخرت پر سمجھوتا (کمپرومائز) نہیں ہو سکتا ہے-

ہم کیوں امید کرتے ہیں کہ لوگ ہم سے راضی رہیں؟ ہم کیوں ایسے اعمال نہیں کرتے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو- ہم اللہ کے لیے کوشش کریں اللہ تسلی دیتے ہیں۔

5- وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (اور آپ کا رب آپ کو (اتنا) دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔)

کیا ہوا جو ساری محنت ضائع ہو گئی؟ کیا ہوا سب نے چھوڑ دیا؟ کیا ہوا مسلسل ناکامی ہے؟ کیا ہوا مسلسل تنگی ہے؟ کیا ہوا کوئی راہ نظر نہیں آتی؟

یاد رکھیں! اللہ ہمارے ساتھ ہے- وہ ہمیں بھولے گا نہیں۔ تو پھر کیا غم؟ پھر کیا پریشانی؟ تو مسکرایئے اور ہر دکھ درد اور تکلیف کو اللہ کے سپرد کر دیں--- پھر ایک سکون نازل ہو گا جو ہر چیز سے بے نیاز کر دے گا۔ (ان شاءاللہ)

حاجت طلب کے لئے سورہ والضحیٰ: کوئی بھی حاجت ہو سورہ والضحیٰ کو پڑھیں-

1- سورہ والضحیٰ میں 9 "ک" ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک "ک" پر "یاکَرِیم" پڑھنا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس حاجت کو پورا فرمائے گا۔

2- سورہ والضحیٰ کی آیت نمبر 5 کو بار بار پڑھا جائے اول و آخر درود شریف کے ساتھ تو ہر حاجت ضرور پوری ہو گی۔ (ان شاءاللہ)

زبان کی حفاظت

1۔حدیث: حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نجات کیا ہے؟ فرمایا ''اپنی زبان کو بری باتوں سے روک لو''۔(ترمذی شریف)

2۔حدیث: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جب انسان صبح اٹھتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کیونکہ ہم تجھ سے وابستہ ہیں، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے''۔(ترمذی شریف، مسند احمد)

3۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جنت میں بالا خانے ہیں جن کے اندرونی حصے باہر سے اور باہر کے حصے اندر سے نظر آتے ہیں''ایک اعرابی نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ وہ کس کے لیے ہوں گے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جو اچھی گفتگو کرے''(ترمذی شریف)

4۔حدیث: حضرت سفیان بن عبداللہؓ سے مروی ہے میں نے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک چیز اور سب سے زیادہ نقصان دہ چیز کسے تصور کرتے ہیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا ''اِسے''(ترمذی شریف)۔

5۔حدیث: ''ایک حدیث میں ہے کہ انسان اپنے پیر سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا اپنی زبان سے پھسلتا ہے۔''(مشکوۃ المصابیح)

6۔حدیث: ''بخاری شریف کی ایک حدیث ہے بلاشبہ بندہ کبھی ایسا کلمہ اللہ کی ناراضگی کا کہہ دیتا ہے کہ اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کی وجہ سے دوزخ میں اتنا گہرا چلا جاتا ہے، جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے''(بخاری)

7۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''کہ بعض اوقات بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لیے کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے لوگوں کو ہنسائے جبکہ اس کی وجہ سے دوزخ کی اتنی گہرائی میں جا گرتا ہے جو زمین اور آسمان کے فاصلے سے زیادہ ہے''۔(مشکوۃ المصابیح)

8۔حدیث: حضرت عثمانؓ نے فرمایا ''زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے''(ترمذی)

9۔حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ''حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا، ''اچھی بات صدقہ ہے''(بخاری ومسلم)

10۔حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ یا تو بھلی بات کرے ورنہ خاموشی اختیار کرے(بخاری ومسلم)

11۔حدیث: حضرت ابوموسی اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مسلمانوں میں کونسے لوگ افضل ہیں؟۔فرمایا ''جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ ہیں''۔(بخاری ومسلم)

12۔حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے کسی نے کہا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے، رات تہجد پڑھتی ہے مگر بداخلاق ہے، ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اس میں کچھ خیر نہیں ہے۔وہ دوزخیوں میں سے ہے۔''(السلسلۃ الصحیحۃ، مسند احمد)

13۔حضرت سفیانؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے ایسا امر بتائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں"-فرمایا" کہہ میرا پروردگار اللہ ہے، اور اس پر ثابت قدم رہ"، میں نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میرے بارے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو کس چیز کا زیادہ خطرہ ہے وہ کیا چیز ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا ''وہ یہ ہے''(ترمذی)

14۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ گفتگو زیادہ نہ کیا کرو، کیونکہ ذکر کے علاوہ زیادہ کلام کرنے سے دل سخت ہوجاتا ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور وہ شخص ہوتا ہے جس کا دل سخت ہو''(ترمذی)

15۔حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جس کو اللہ تعالیٰ نے زبان اور شرم گاہ کی برائی سے محفوظ رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا'' (ترمذی)

16۔حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نجات کیا ہے"؟ فرمایا ''اپنی زبان کو کنٹرول کرو اور تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سمالے (یعنی فتنہ اور شر سے بچتے ہوئے گھر پر رہو اور گناہوں پر روتے رہو)'' (ترمذی)

17۔حضرت معاذؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے جانثار صحابہ میں سے تھے وہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے دوزخ سے دور کردے اور جنت میں داخل کردے''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے معاذؓ تم نے ایک عظیم سوال کیا ہے۔البتہ یہ اس کے لیے آسان ہے جسے اللہ توفیق عطا فرمائیں''۔پھر فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، بیت اللہ کا حج کر (اگر استطاعت ہوتو)، پھر فرمایا ''کیا میں تجھے خیر اور نیکی کے دروازے نہ بتادوں؟ یاد رکھ، روزہ آتش جہنم سے ڈھال ہے۔صدقہ کرنا گناہ کے اثر کو زائل کردیتا ہے جیسے پانی آگ کو اور رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنا'' پھر فرمایا ''کیا میں تمہیں دین کا سر، اس کا ستون، اس کی بلندی نہ بتادوں؟ دین کی جڑ اسلام ہے۔اس کا ستون نماز ہے۔اور اس کی کوہان جہاد ہے''۔پھر فرمایا ''کیا میں اس چیز کی تجھے خبر نہ دوں جس کے ذریعے تو ان سب پر قابو پاسکے''؟۔میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ضرور۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا ''اس کو اپنے لیے وبال بننے سے روک کے رکھنا'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا زبانوں پر بھی (کلام پر بھی) ہماری گرفت ہوگی''؟۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے معاذ میں تو تجھے بہت عقلمند آدمی سمجھتا تھا'' پھر فرمایا'' لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل گرانے والی جو چیز ہوگی وہ ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی تو ہوں گی'' (ترمذی)

18۔حضرت علیؓ کا فرمان ہے ''زبان وہ درندہ ہے کہ چھوڑ دو تو کاٹ کھائے اور آپؓ کا فرمان ہے بہت سے الفاظ نعمتیں چھین لیتے ہیں''۔

19۔حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں جا کر کچھ لوگوں نے عرض کیا کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے جنت مل جائے، آپؑ نے فرمایا ''کبھی مت بولو'' لوگوں نے کہا ایسا تو نہیں ہوسکتا آپؑ نے کہا پھر ''اچھی بات کے علاوہ منہ سے کچھ نہ نکالو''۔

20۔امیر المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں، پوچھا ''اے نائب رسول خاتم النبیین ﷺ یہ آپ کیا کر رہے ہیں''؟ فرمایا ''اس نے مجھے ناکوں چنے چبوائے ہیں'' اور میں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے سنا فرمارہے تھے کہ ''جسم میں کوئی عضو ایسا نہیں جو زبان کی تیزی کی شکایت اللہ تعالیٰ سے نہ کرتا ہو''۔(السلسۃ الصحیحۃ)

21۔امیر المومنین عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں ''اگر انسان میں 9 حصے اخلاق حسنہ ہوں اور ایک حصہ اخلاق بد تو یہ دسواں حصہ نو حصوں پر غالب آجائے گا''

22۔حضرت راہب بن وردؒ فرماتے ہیں ''عافیت کے 10 حصہ ہے ہیں اس میں سے 9 حصے صرف خاموشی میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں ہے''

23۔حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ''اللہ کے ذکر کے علاوہ کوئی ذکر کثرت سے نہ کرو، ورنہ تمہارے دل سخت ہوجائیں گے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتے ہیں لیکن تمہیں اس کا علم نہیں ہے''۔

24۔کہتے ہیں حکیم لقمان علیہ السلام غلام تھے پہلی حکمت جوان پر ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک دن ان کے آقا نے کہا لقمانؑ ایک بکری ذبح کرو اور اس کے گوشت کا بہترین حصہ (ٹکڑا) ہمارے پاس لاؤ۔آپؑ نے بکری ذبح کی اور اس کا دل اور اس کی زبان لا کر آقا کے سامنے رکھ دیئے۔ایک بار پھر آقا نے کہا اے لقمانؑ ایک بکری ذبح کرو اور اس گوشت کا بدترین ٹکڑا ہمارے پاس لاؤ۔آپ نے بکری ذبح کی اور پھر اس کا دل اور زبان لا کر آقا کے سامنے رکھ دیئے۔آقا نے وجہ پوچھی تو فرمایا ''مالک یہ دونوں بہتر ہوں تو پورے بدن میں ان سے بہتر کوئی حصہ نہیں اور اگر یہی خراب ہوجائیں تو پورے بدن میں ان سے بڑھ کر برا حصہ کوئی نہیں''۔

25۔حضرت ربیع بن خثیمؒ جب صبح کو اٹھتے تو کاغذ قلم اپنے پاس رکھتے اور جتنی باتیں دن میں کرتے، اسے لکھ لیتے رات کو دیکھتے کہ ان باتوں میں کونسی ایسی بات ہے جو نہ کرتا تب بھی کام چل جاتا، پھر اپنا محاسبہ کرتے انہوں نے چالیس برس تک یہ محاسبہ کیا۔مرتے وقت اپنی زبان مبارک نکال کر فرمایا ''یہ مجھے مصائب میں گرفتار کروائے گی''۔

****

مسواک (ایک اہم سنت)

مسواک کرنا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

احادیث مبارکہ:

1-حدیث: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "چار باتیں انبیاء ورسل کی سنت میں سے ہیں:

i-حیاء کرنا　ii-عطر لگانا　iii-مسواک کرنا　iv-نکاح کرنا"۔(جامع ترمذی، حدیث نمبر 1080 - مسند احمد، حدیث نمبر 685- مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 382)

2-حدیث: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے ان کو مسواک کا حکم دے دیتا"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 887)

3-حدیث: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے، ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے اور نمازِ عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دے دیتا"۔(مسند احمد، حدیث نمبر 720)

4-حدیث: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ مسواک کر کے مجھے دھونے کے لیے دیتے تو میں خود اس سے مسواک شروع کر دیتی پھر اسے دھو کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو دے دیتی"۔(سنن ابی داوٗد:52)

5-حدیث: "نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ جب بھی رات کو یا دن کو سو کر اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے تھے"۔(سنن ابی داوٗد، حدیث نمبر 57)

6-حدیث: سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "مسواک کرنا منہ کو پاک کرنے والا اور ربّ تعالیٰ کو راضی کرنے والا عمل ہے"۔(مسند احمد، حدیث نمبر 550)

7-حدیث: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "مسواک کرو اس لیے کہ مسواک منہ کو پاک کرنے کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے، جبرائیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کی وصیت کی، یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میرے اور میری امت کے اوپر اسے فرض نہ کر دیا جائے، اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے ڈر ہے کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو امت پر مسواک کو فرض کر دیتا، اور میں خود اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے ڈر ہونے لگتا ہے کہ کہیں میں اپنے مسوڑھوں کو نہ چھیل ڈالوں"۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 289)

8-حدیث: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مونچھ کاٹنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناف کے نیچے کا بال صاف کرنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، اور وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کا چھینٹا مارنا، اور ختنہ کرانا فطرت میں سے ہیں"۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 294)

9-حدیث: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں افضل ہیں مسواک کے بغیر ستر رکعتوں سے"۔(ابونعیم)

10-حدیث: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا، مسواک کی، خشبو لگائی، عمدہ کپڑے پہنے، نماز پڑھی اور امام کے بعد خاموش رہا تو اللہ عزوجل اس کے تمام گناہوں کو جو اس سے پورے ہفتے میں ہوئے تھے معاف فرما دیتے ہیں"۔(شرح معانی الآثار)

صحابہ کرامؓ اور مسواک:

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی پیاری پیاری سنتوں پر صحابہ کرامؓ خوب عمل کیا کرتے تھے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مسواک کو اپنے پاس رکھا کرتے تھے تاکہ جب بھی مسواک کی ضرورت ہو مسواک کی جا سکے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس عمل مبارک کو دیکھتے ہوئے صحابہ کرامؓ بھی مسواک کو اپنے پاس رکھتے تھے۔

1- ترمذی نے حضرت ابو سلمہؓ سے حضرت زیدؓ کا یہ معمول نقل کیا ہے " وہ کانوں پر مسواک رکھا کرتے تھے جبکہ صحابہ کرامؓ عمامہ مبارک کے پیچ میں بھی مسواک رکھا

کرتے تھے" -(شامی)

2-حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ:" مسواک کولازم کرلو-اس میں غفلت نہ کروچونکہ مسواک میں 24 خوبیاں ہیں اورسب سے بڑی اوراہم خوبی یہ ہے کہ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے،مالداری اورکشادگی پیدا ہوتی ہے،مسوڑے مضبوط ہوتے ہیں،منہ میں خوشبو پیدا ہوتی ہے،دردمیں سکون ہوتا ہے،داڑھ کا درد ٹھیک ہوجاتا ہے اور چہرے کے نوراور دانتوں کی چمک کی وجہ سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں"-(قشیری)

3-حضرت حسان بن عطیہؓ فرماتے ہیں کہ:"مسواک کرنا نصف ایمان ہے اوروضوبھی نصف ایمان ہے"-(شرح احیاء)

4-حضرت عائشہؓ کا فرمان ہے:" مسواک موت کے علاوہ ہر چیز(ہرمرض) سے شفا ہے"-(دیلمی)

5-حضرت علیؓ کا قول ہے:"تمھارے منہ قرآن پاک کے راستے ہیں اس لئے ان کو مسواک کے ذریعے خوب صاف کیا کرو"-(ابونعیم،ابن ماجہ)

6-حضرت علیؓ کا قول ہے:"مسواک حافظہ کوتیز کرتی ہے اوربلغم کوختم کرتی ہے"-(مراقی الفلاح)

تحقیق کے مطابق دانتوں کے ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ مسواک اوردانت لازم وملزوم ہیں-مسواک میں کیلشیم اورفاسفورس وافر مقدار میں ہوتی ہے-اس لئے پیلو کا درخت جس کی مسواک سب سے اچھی ہوتی ہے-وہ قبرستان میں اگتا ہے-کیلشیم اورفاسفورس کی موجودگی میں دانتوں میں جراثیم نہیں رہتے-

دو چیزوں میں جراثیم کبھی نہیں رہتے:　　1-　　مٹی کا برتن　　2-مسواک

مسواک کرنے کا طریقہ:

☆ مسواک کواس طرح پکڑیں کہ چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے آئے اوردرمیان کی تین انگلیاں اوپر اورانگوٹھا سرے پر ہو-

☆ ناقابل استعمال مسواک کوکوڑے میں نہ پھینکیں بلکہ پانی میں بہادیں یا کسی کیاری،گملے یا مٹی میں دفن کردیں-

مسواک کرنے کے فائدے:

مسواک کے وہ فضائل جن کو آئمہ کرامؒ نے حضرت علیؓ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ اورحضرت عطاؒ سے نقل کیے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

1-مسواک کولازم کرلواس میں پروردگار کی خوشنودی ہے-

2-مسواک کیا کرواس سے نماز میں ننانوے سے لے کر چارسوگناہ تک اضافہ کیا جاتا ہے-

3-مسواک دانتوں کومضبوط کرتی ہے،بینائی کوتیز کرتی ہے،بلغم کوختم کرتی ہے اورمعدہ کوٹھیک رکھتی ہے-اس طرح تمام جسم کوقوت عطا کرتی ہے-

4-مسواک دانتوں کوسفید کرتی ہے،حلق اورزبان کوصاف کرتی ہے،منہ کوخشبودار بناتی ہے،رطوبت کودورکرتی ہے،سمجھ کوتیز کرتی ہے اوربینائی کے لئے فائدہ مند ہے-

5-مسواک ذہن کوصاف کرتی ہے-فرشتوں اورانبیاءکرام علیہ السلام کوخوش کرتی ہے-

6-مسواک کرنے والے سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں اور انبیاءکرام علیہ السلام اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں-

7-مسواک کرنے سے سرکا درد،بلڈ پریشراورپیٹ کا دردختم ہوجاتا ہے اورمسواک بڑھاپے کودیر سے لاتی ہے-

8-مسواک نزاع کے وقت کلمہ شہادت یاد دلاتی ہے اورحالت نزاع کوجلدختم کرنے والی ہے-

9-ہرروزفرشتے اس کوانبیاءکرام علیہ السلام کے طریقے پرچلنے والا کہتے ہیں-

10-مسواک پرہیشگی اختیار کرنے سے کشادگی اورمالداری پیدا ہوتی ہے اورروزی آسان ہوجاتی ہے-

عرب لوگ ہرعمل اورہرنماز سے پہلے مسواک کرتے ہیں اس لئے کہ ان کی ہڈیوں اورخون میں مسواک رچ بس گئی ہے-

اللہ عزوجل ہم سب کوبھی اس اہم سنت پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے-(آمین)

****

موسیقی کی حُرمت

تمام مسلمانوں کے لیے آخری اتھارٹی قرآن وحدیث ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے: '' خبردار رہو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اسکے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز ہے۔خبردار ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنی مسند پر بیٹھا ہوا یہ کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو جو کچھ اس میں حلال ہے اسے حلال سمجھو اور جو کچھ اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو حالانکہ دراصل جو کچھ اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ حرام قرار دیں وہ ویسا ہی حرام ہے جیسا اللہ کا حرام کیا ہوا''۔ (ابوداؤد۔کتاب سنہ)(مشکوٰۃ ،جلد اول،حدیث نمبر 163)

قرآن پاک،سورۃ الاحزاب آیت نمبر 36 میں فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: " کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی نافرنی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا''۔

موسیقی اور گانا بجانے کے متعلق قرآن پاک کا فیصلہ۔

1- قرآن پاک سے پہلی دلیل: سورۃ لقمان آیت نمبر 6 میں فرمان خداوندی ہے ترجمہ: ''بعض لوگ ایسے ہیں جو کلام دلفریب (لھوالحدیث) خریدتے ہیں۔تاکہ بغیر کسی دلیل کے اللہ کی راہ سے بھٹکائیں۔اور اسے مذاق بنائیں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لھوالحدیث کی تشریح کرتے ہیں کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ کلمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے تین بار دہرایا۔

علامہ ابن جریر طبریؒ اپنی تفسیر''جامع البیان''میں لکھتے ہیں کہ مفسرین کے مطابق'' لھوالحدیث'' کی اصلاح تین معنوں میں استعمال کی جاسکتی ہے۔**1**۔گانا سننے اور گانا گانے کے معنی میں۔ 2۔ گانا گانے والے مرد اور عورت کی خدمات حاصل کرنے کا کاروبار کرنا۔ 3۔ آلات موسیقی کی خریداری۔ (تفسیر طبری)

2- قرآن پاک سے دوسری دلیل: سورۃ نجم آیت نمبر 59۔62 میں فرمان خداوندی ہے:

ترجمہ:''اب کیا یہ وہی باتیں ہیں جن پر تم اظہار تعجب کرتے ہو؟اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اور گانا بجا کر اسے ٹالتے ہو۔جھک جاؤ اللہ کے آگے اور اس کی بندگی بجالاؤ''

3- قرآن پاک سے تیسری دلیل۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 64 میں فرمان خداوندی ہے:

ترجمہ:''تُو (شیطان) جس جس کو اپنی آواز سے پُھسلا سکتا ہے۔پُھسلا لے ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا۔مال اور دولت میں ان کے ساتھ سانجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس۔اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا کچھ نہیں''

حضرت ابن عباسؓ ،حضرت حسن بصریؒ ،حضرت ضحاکؒ اور حضرت مجاہدؒ کے مطابق اس سے ہوا والے آلات مراد ہیں۔ یعنی دف،ڈھول اور بانسری وغیرہ۔ابن عباسؓ کے مطابق اس سے مراد ہر وہ آواز ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔

موسیقی اور گانا بجانے سے متعلق حدیث کا فیصلہ۔

حدیث نمبر 1: حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو زنا،ریشم،شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے''۔(مشکوٰۃ)

حدیث نمبر 2: حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''عنقریب میری امت کے لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے۔ان کے سروں پر ناچ گانے ہونگے۔اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا۔اور ان میں سے بعض کو خنزیر اور بندر بنادے گا''۔(سنن ابن ماجہ:4020-جامع ترمذی:2212)

حدیث نمبر 3: نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے شراب۔جوئے اور طبلہ کو حرام فرمایا ہے نیز ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔ (مسند احمد۔جلد 7،حدیث نمبر 7514)

حدیث نمبر 4 : حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب جوئے اور بانسری کو حرام کیا۔اور مجھے ان چیزوں کے بدلے میں وتر کی نماز سے نوازا گیا''۔ (جامع صغیر شیخ ناصر الدین بانی)

حدیث نمبر 5 : حضرت عائشہؓ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ (1) ایک تو خوشی کے موقع پر گانے بجانے کی آواز (2) مصیبت کے وقت نوحہ کی آواز''۔ (اس حدیث کو حضرت انسؓ سے علامہ سیوطیؒ نے جامع صغیر میں صحیح قرار دیا۔)

حدیث نمبر 6: حضرت علیؓ سے روایت ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''میں آلات موسیقی توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں''۔ (مشکوٰۃ المصابیح:3654)

حدیث نمبر 7: حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ لیا پھر کہنے لگے ''نافع آواز آرہی ہے''؟ میں نے عرض کی "جی" آپؓ چلتے رہے حتی کہ میں نے عرض کیا کہ اب آواز نہیں آرہی ہے۔ تو آپؓ نے اپنے کانوں سے انگلیاں ہٹالیں اور پھر اس راستے پر آ گئے۔ پھر فرمایا ''میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو دیکھا تھا آپ خاتم النبیین ﷺ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سن کر ایسا کیا تھا''۔ (اس حدیث کو ابن حجر عسقلانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔(سنن ابی داود، جلد 4 ، حدیث نمبر 4924، ابن ماجہ جلد سوئم۔ حدیث نمبر 1901)

حدیث نمبر 8: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اس امت میں زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے''۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا " یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ایسا کب ہوگا" ؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب باجوں کا رواج اور گانے والی عورتوں کا رواج عام ہوجائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔" (السلسلۃ الصحیحۃ :2695)

قرآن پاک میں اسلام کا ایک طریقہ بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ '' برائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دیا جائے۔''

علامہ ابن قیمؒ ۔ اسلام کی اس پیش بندی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اسلام کے بعض علماء کے نزدیک ''دف کا استعمال مکروہ ہے۔''

اس لئے کہ احتیاطاً بعض مباحات (جائز چیزیں) بھی منع ہیں کہ یہ معاشرے میں ناجائز اعمال کا دروازہ کھل جانے کا باعث بن سکتے ہیں۔ قرآن پاک سورۃ شعرا آیت نمبر 227۔224 ترجمہ: ''اور شاعروں کی اتباع گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ شاعر تمام وادیوں میں گھومتے ہیں (ہر کسی کا قصیدہ کہتے ہیں) اور وہ لوگ وہ کہتے ہیں جو وہ خود نہیں کرتے سوائے ان کے جو ایک اللہ (واحد) پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اعمال صالح کرتے ہیں۔ اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں''۔

مندرجہ بالا آیات میں شاعروں میں سے وہ شاعر شامل نہیں جو کثرت سے ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں اسلام میں ایسے شاعر کم ہیں بہر حال ان پر اسلامی قانون کے تحت کوئی بندش نہیں ایک عظیم صوفی شاعر (برصغیر کے) سلطان باہو نے اپنے ایک شعر میں فرمایا۔

جو دم غافل سو دم کافر
مرشد ایہہ پڑھایا ہو

ترجمہ: ''جو لمحات اللہ کے ذکر سے غافل کریں وہ دراصل نافرمانی میں گزرے یہ سبق میرے مرشد نے پڑھایا ہے''۔

قرآن کلام رحمان اور موسیقی کلام شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی قوتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ 1۔ روح ملائکہ اور 2۔ روح بہیمہ (جانوروں والی روح)

اگر موسیقی ملکوتی روح پر اثر انداز ہوتی تو جانور موسیقی کا اثر قبول نہ کرتے مگر یہ مشاہدے کی بات ہے کہ موسیقی جانوروں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ موسیقی کے زیر اثر اونٹ تیز بھاگتے ہیں۔ گائے دودھ زیادہ دیتی ہے۔ سور چارہ زیادہ کھاتے ہیں۔ سانپ بانسری کی دھن پر مسحور ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں موسیقی سننے سے جو چیز سرور پاتی ہے وہ انسان کی حیوانی روح ہے۔ روح ملکیہ نہیں ہے۔ موسیقی سننے سے حیوانی روح سکون پاتی ہے۔ اور روح ملکیہ عارضی طور پر مصروف ہوجاتی ہے۔ روح ملکیہ یہ سکون قرآن سن کر پاتی ہے۔ قرآن ایک آسمانی الہام ہے۔ اسی طرح ہماری روح بھی آسمانی ہے۔ لہذا ذکر اللہ ہماری ملکیہ روح کو غذا فراہم کرتا ہے اس لیے سماع اگر عشق حقیقی پر مبنی ہے تو وہ جائز ہے۔ (صوفی شاعر عارفانہ کلام پڑھنے والے)

موسیقی سے متعلق صحابہ کرامؓ، اور اسلامی سکالرز کا نقطہ نظر: تمام صحابہ کرامؓ اس بات پر متفق ہیں کہ موسیقی، موسیقی کے آلات، گانا بجانا اور ناچ اسلام میں ممنوع ہیں۔

1۔ **حضرت عبداللہ بن مسعودؓ:** آپ خاتم النبیین ﷺ کے نامور صحابیؓ موسیقی اور موسیقی کے آلات کے متعلق کہتے ہیں۔'' گانا بجانا دل کے اندر نفاق پیدا کرتا ہے''۔

(دارلبیان جلد 1)

2۔ **حضرت عبداللہ بن عباسؓ:** ''دف بجانا منع ہے اور آلات موسیقی کا استعمال بھی منع ہے''۔ (علامہ ابن القیمؒ دار البیان)

3۔ **قاسمؒ ابن محمد:** حضرت عائشہؓ کے بھتیجے قاسمؒ ابن محمد تھے۔ان کا شمار مدینہ کے سات بڑے فقہاء میں ہوتا تھا۔ایک مرتبہ ایک صاحب نے ان سے موسیقی اور گانے کے بارے میں سوال کیا۔تو قاسمؒ نے جواب دیا کہ ''میں اس کو ناپسند کرتا ہوں اور لوگوں کو گانے بجانے سے منع کرتا ہوں''۔اس آدمی نے مزید پوچھا: حضور کیا یہ مطلق حرام ہے؟

امام قاسمؒ نے جواب دیا: '' بھتیجے میری بات غور سے سن۔کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق کو باطل سے الگ کر کے دکھائیں گے تو تم خود سوچو کہ اس وقت اللہ تعالیٰ موسیقی اور اس کے آلات اور گانا بجانے والے کو کس پلڑے میں رکھیں گے؟''

4- **حضرت حسن بصریؒ:**۔''دف بجانے کا مسلمانوں کے معمولات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔اور عبداللہ ابن مسعودؓ کے شاگرد اسے توڑ دیا کرتے تھے''۔

آئمہ اربعہ کی رائے (چاروں اماموں کی رائے)

1۔ **حضرت امام ابوحنیفہؒ** :۔امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق ہر قسم کے موسیقی کے آلات ہاتھ سے بجانے والے ڈھول، طبلے، حتیٰ کہ چھڑیوں کے ٹکرانے سے آواز یا ساز پیدا کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

2۔ **امام شافعیؒ:**۔امام شافعیؒ کے مطابق موسیقی حرام ہے اور گانا ایک مکروہ عمل ہے۔

3۔ **امام مالکؒ** :۔آلات موسیقی اور موسیقی حرام ہیں۔امام مالکؒ کے نزدیک موسیقی حرام ہے۔

4۔ **امام احمد بن حنبلؒ:** امام ابن جوزی اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک موسیقی اور گانا بجانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے اور ان کے بیٹے عبداللہؒ کا کہنا ہے کہ وہ موسیقی کو ناپسند کرتے تھے۔(امام احمد بن حنبلؒ)

5۔ **حضرت ضحاکؒ:**۔''موسیقی اور گانا بجانا دولت کی تباہی اللہ کی ناراضگی اور دل کی بربادی کا ذریعہ بنتے ہیں''۔ (علامہ عبدالرحمان، تلبیس ابلیس)۔

6۔ **حارث ابن اسد المحاسبیؒ:** ''ہمارے لیے آلات موسیقی اور موسیقی اور گانا بجانا ایسا حرام ہے۔جیسے کہ مردہ جانور کا گوشت کھانا''۔

تاہم اسلامی سکالرز کی ایک بہت ہی قلیل تعداد اس بات پر متفق ہے کہ عید کے مواقع پر اور ایسے شادی بیاہ کے مواقع پر جن میں مرد اور عورتیں اکٹھی نہ ہوں۔عورتوں کی آواز مرد نہ سنیں اس صورت میں دف کی اجازت ہے۔لیکن صرف دف کی، ڈھول یا کسی اور میوزک کی نہیں۔اور یہ جواز ان اسلامی سکالرز نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی مدینہ میں آمد پر لڑکیوں کی خوشی اور گانا گانے سے لیا ہے۔

لیکن اسلام جانتا ہے کہ اگر انسان کو معاشرے میں شیطانیت کے حوالے کر دیا جائے تو وہ بے حس ہو کر رہ جائے گا۔اس لیے اگر بچوں کو شہوانی مناظر، شہوت ابھارنے والے میوزک اور نامناسب ناچ گانے والے ماحول میں رہنے دیا جائے تو جنسی اقدار کے سلسلے میں ان کا تمام نظریہ گھنا کر رہ جائے گا اور ان کی اخلاقی قدروں کی صحیح پہچان بچپن ہی سے ختم ہو جائے گی۔اور یہ بات ان کی فطرت کے مسخ ہونے کا سبب ہو گی۔

عربی زبان میں آلات موسیقی کو ''ملاھی'' کہا جاتا ہے۔**''ملاھی'': یعنی ایسے آلات جو اللہ کی یاد سے غافل کرتے ہیں۔**

مجدد اور اسلامی سکالر امام ابن تیمیہؒ اپنے مجموعے ''الفتاوٰی'' میں لکھتے ہیں: "چاروں مکتب فکر کے اماموں کے مطابق موسیقی کے تمام آلات جو دل کو خوش کریں اسلام میں حرام ہیں"۔

نبی خاتم النبیین ﷺ کی امت ہونے کے ناطے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی دعا کی وجہ سے امت مسلمہ کے چہرے بظاہر اگر نہ بگڑیں تو اور بات ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ نافرمانوں کے قلوب مسخ ہو جاتے ہیں اور جن کے قلوب مسخ ہو جاتے ہیں۔ان کو توبہ کی توفیق نہیں رہتی۔کوئی بات ان کو شریعت کے خلاف نہیں لگتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ، عقل اور فہم عطا فرمائے۔(آمین)

****

سود کی حُرمت

سود ایک برائی ہے۔ کیونکہ یہ حرام ہے اور یہ ایک حرام خوری ہے۔قرآن مجید میں (سورۃ البقرہ،آیت نمبر 275) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ

ترجمہ:''وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن ایسے اپنی قبروں سے اٹھیں گے جیسے کسی شیطان نے چھو کر اسے مخبوط الحواس بنا دیا ہو''۔(یعنی جیسے کسی پر جن آ گیا ہو۔) قیامت کے دن سودخور اس فالج زدہ شخص کی طرح کھڑے کیے جائیں گے جس طرح کہ اس کے حواس ہی کام نہ کر رہیں ہوں یعنی اس کے اوسان خطا ہو چکے ہوں۔

قرآن پاک میں سوۃ البقرہ،آیت نمبر 275 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا

ترجمہ:''یہ حالت ان کی اس لیے ہوگی کہ انہوں نے کہا ہے کہ بے شک تجارت بھی سود کی مانند ہے۔''

یعنی ان کی یہ حالت حلال اور حرام کو ایک کرنے کی وجہ سے ہوگی۔ یعنی انہوں نے کہا ہے کہ جیسے سودا ہے ویسے ہی سود ہے۔

روزِمحشر سودخوروں کا حواس باختہ ہونا اس وجہ سے ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ سود لینا ایک نفع ہی تو ہے چونکہ انہوں نے کہا ہے کہ سودا اور تجارت سود کی مانند ہے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے باعث سودخوروں کو قیامت کے دن شیطان زدوں کی طرح کھڑا کیا جائے گا۔آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ,آیت نمبر 275)

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا　　**ترجمہ:**''سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور تجارت کو حلال قرار دیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔اگر قرض دے کر سود کے ذریعہ نفع کماؤ تو یہ حرام ہے۔ سورۃ البقرہ میں ہی فرمایا:

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ (سورۃ البقرۃ,آیت نمبر 275)

ترجمہ:''تو جسے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اس کا کام اللہ کے سپرد ہے۔''

وہ لوگ جن تک قرآن کا حکم نہیں پہنچا تھا وہ سود لیتے اور دیتے رہے جب قرآن کا حکم آ گیا تو انہوں نے سود کو ختم کر دیا تو ان کے لیے فرمایا جنہوں نے سود چھوڑ دیا ان کا پہلا لیا دیا اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور فرمایا۔　　وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (سورۃ البقرۃ,آیت نمبر 275)

ترجمہ:''اور جو کوئی پھر سود لینے لگے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے''۔یعنی جنہوں نے نصیحت الٰہی اور فرمان مصطفی خاتم النبیین ﷺ سن کر بھی سود اور سودی نظام نہ چھوڑا وہ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں جلتے رہیں گے۔

سودخوروں کے خلاف اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سود ترک کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

ترجمہ:''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود۔اگر تم سچے مومن ہو۔''(سورۃ البقرہ ,آیت نمبر 278)

یہاں اہل ایمان کو آواز دی گئی ہے کہ اگر تم سچے مسلمان ہو۔قرآن اور اسلام پر ایمان لانے والے اللہ کو اپنا معبود اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اپنا نبی ماننے والے ہو تو سود کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ چونکہ سود ختم کرنے کا اعلان آ چکا ہے۔اس لیے پہلے جو سود تم لے چکے ہو وہ گذر چکا ہے اب سود کا لین دین بند کرو۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے سودخوروں سے اعلان جنگ کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ (سورۃ البقرۃ ,آیت نمبر 279)

ترجمہ:''اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔''

اے مسلم قوم تمہیں دو راستوں میں سے ایک راستہ قبول کرنا ہوگا۔اگر اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے راستے پر چلنا چاہتے ہو تو سودی نظام کو لات مارنی ہوگی۔اور اگر سود کی راہ پر چلنا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے خود کو تیار کرنا ہوگا۔

اللہ پاک اس کے بعد فرماتے ہیں۔　　(سورۃ البقرۃ,آیت نمبر 279)

وَاِن تُبتُم فَلَکُم رُءُوسُ اَموَالِکُم لَا تَظلِمُونَ وَلَا تُظلَمُونَ

ترجمہ:۔''اگر تم یہ کر لیتے ہو اور سود کو چھوڑ دیتے ہو تو تمہارے لیے وہ تمہارا اصل مال ہے۔ اس طرح کہ تم کسی پر ظلم نہ کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے''۔

اللہ پاک سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 276 میں فرماتے ہیں۔ یَمحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُربِی الصَّدَقَاتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیمٍ

ترجمہ:''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی ناشکرے گناہگار کو پسند نہیں کرتا''۔

سودی نظام ظلم کا نظام ہے:۔ قرآن پاک نے یہودیوں کے ان بڑے بڑے جرائم اور مظالم کی نشاندہی کی ہے۔جسکی وجہ سے ان پر عذاب آیا اور ان کی سلطنت چھین لی گئی۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال رزق ختم کر دیا۔ان کا اقتصادی نظام ختم ہو گیا۔قرآن پاک نے یہودیوں کے ہولناک مظالم سے ان کے سودی نظام کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے-سورہ النساء، آیت نمبر 160 میں ارشاد خداوندی ہے:

فَبِظُلمٍ مِّنَ الَّذِینَ هَادُوا حَرَّمنَا عَلَیهِم طَیِّبَاتٍ اُحِلَّت لَهُم وَبِصَدِّهِم عَن سَبِیلِ اللّٰہِ کَثِیرًا

ترجمہ:۔''ان (یہودیوں کے) بڑے مظالم کے سبب ہم نے بعض ستھری چیزیں جو ان کے لیے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور اس لیے کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا"، یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء، آیت نمبر 160 میں فرمایا:

ترجمہ:۔"اور اس لیے کہ وہ سود لیتے تھے۔سودی نظام پر کاروبار چلاتے تھے۔حالانکہ انہیں سود کا نظام چھوڑنے کا حکم تھا۔اس وجہ سے بھی یہودیوں کو تباہ کر دیا گیا''۔

حدیث نبوی خاتم النبیین ﷺ میں سودخوری پر وعید (دھمکی، تنبیہ):۔

1- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو:

1:۔ اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ 2:۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ 3:۔ سود کھانا۔ 4:۔ یتیم کا مال کھانا۔ 5:۔ جنگ کے روز پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔ 6:۔جادو کرنا۔ 7:۔تہمت لگانا''۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 6857-صحیح مسلم حدیث نمبر 262)

2۔حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ''نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے سود کھانے، سود کھلانے، سود تحریر کرنے یا سود کا حساب لگانے یا سود پر شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے' اور فرمایا''سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں''۔(صحیح مسلم حدیث نمبر 4093-جامع ترمذی حدیث نمبر 1206)

3۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زبان سے جن لوگوں کو ملعون (لعنت) فرمایا۔ان میں سودخور بھی شامل ہیں۔(مسلم)

4۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''سود کے 70 درجے ہیں اور ادنیٰ درجہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے''-(مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر 2826-سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 2274) یعنی اس درجے کا گناہ سود لینے والے کو ہوگا۔

5۔ حضرت حنظلہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''سود کا ایک درہم کھانا 36 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ شدید ہے بشرطیکہ کھانے والے کو معلوم ہو کہ یہ سود کی رقم ہے''۔(مسند احمد، حدیث نمبر 5959)

6۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''معراج کی شب میرا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے ان کے اندر اژدھے بھرے ہوئے ہوں۔آنے جانے والے ان کو روندتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے تھے''۔میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا:''یہ کون لوگ ہیں''؟۔جواب ملا:''یہ سود خور ہیں''۔(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 2273)

7-واقعہ معراج میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ ایک خون کی ندی ہے۔ایک شخص اس ندی سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے جب وہ شخص کنارے پر پہنچ جاتا ہے تو ایک دوسرا شخص جو کنارے پر کھڑا ہے اسے زور سے پتھر مارتا ہے کہ یہ شخص پھر خون کی ندی میں پہلی والی جگہ پہنچ جاتا ہے۔نبی خاتم النبیین ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا:''یہ کون شخص ہے''؟ فرمایا:''لوگوں کا خون چوسنے والا سودخور۔جو دنیا میں لوگوں کا خون چوس چوس کر پیسہ کماتا تھا''(صحیح بخاری حدیث نمبر 2085)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس لعنت سے محفوظ رکھے۔(آمین)

****

شراب کی حُرمت

حُرمت کا مطلب حرام ہونا ہے،خَمر کے لغوی معنی ہیں ڈھانپنا اور پردہ ڈالنا،اوڑھنی کو خمار اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جسم کو ڈھانپتی ہے،نشہ آور اشیاء کو اس بنا پر خمر کا نام دیا گیا ہے کہ اس کے استعمال سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔عرب عام طور پر انگور اور کھجور کے شیرہ سے تیار کردہ اشیاء کے مشروب کو خمر کا نام دیا کرتے تھے،ایک مرتبہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کھجور کے درخت اور انگور کی بیلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:" خَمر ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے-"

ان کے علاوہ گندم، جو، کشمش اور شہد سے بھی شراب تیار کی جاتی ہے،ان سب پر خَمر کا اطلاق ہوتا ہے۔

حضرت عمرِ فاروقؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا:"شراب کی حُرمت نازل ہو چکی ہے اور یہ پانچ چیزوں سے تیار ہوتی ہے۔انگور، کھجور، گندم، جَو اور شہد ،اور خمر وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے"۔(صحیح بخاری شریف،حدیث نمبر 5581)

تمام نشہ آور اشیاء خمر ہیں: اصطلاحی طور پر صرف مذکورہ بالا پانچ اشیاء سے کشید کردہ مشروب کو ہی خمر نہیں کہا جا سکتا ہے بلکہ ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے خواہ کسی بھی چیز سے حاصل کی گئی ہو مشروب کی شکل میں ہو یا ٹھوس حالت میں مثلاً افیون اور ہیروئن وغیرہ خمر میں داخل ہیں۔

جیسا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر نشہ آور چیز خمر ہے،اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے"-(صحیح مسلم،جلد 5،حدیث نمبر 5219)

"ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے"-(سنن نسائی،جلد 3،حدیث نمبر 5594)

نشہ کیا ہے؟ نشہ اِنسان کی ایسی حالت ہے جس میں وہ صحیح طریقے سے کلام نہ کر سکے اور اس کی گفتگو کا اکثر حصہ نہ سمجھی جانے والی باتوں پر مشتمل ہو۔

شراب کی حرمت کے تدریجی احکام:- اسلامی احکام میں تدریج (آہستہ آہستہ) ایک کے بعد ایک کو ملحوظ رکھا گیا ہے تا کہ کسی بُرائی کو آہستہ آہستہ معاشرے سے دُور کر کے معاشرے کو پاک کیا جائے خصوصاً وہ بُرائیاں جو اسلام سے قبل صدیوں سے معاشرے میں رائج ہو چکی تھیں۔شراب نوشی کی بُرائی بھی اُن میں سے ایک تھی۔چنانچہ شراب نوشی کو ختم کرنے کے لیے یہی اصول اپنایا گیا۔

پہلا حکم،ناپسندیدگی کا اظہار:- شراب نوشی کے حرام ہونے کے سلسلے میں پہلا حکم 2 ہجری میں نازل ہوا،جس میں شراب اور جوئے کی صرف ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے(سورۃ البقرہ،آیت نمبر 219)

ترجمہ:"(اے محمد خاتم النبیین ﷺ) لوگ آپ خاتم النبیین ﷺ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں،کہہ دیجیے کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور ان کے دنیاوی فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے-"

فائدہ یہ ہے کہ اس سے غذا ہضم ہو جاتی ہے (اگر مناسب مقدار میں پی جائے) ورنہ بدہضمی ہو جاتی ہے۔قبض نہیں ہوتی ،وقتی طور پر طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وقتی طور پر ذہن کو تیز کر دیتی ہے وغیرہ وغیرہ۔یا پھر اس کی خرید و فروخت اور کشید میں تجارتی منافع ممکن ہے۔لیکن ان کے مقابلے میں نقصانات اس کے بکثرت ہیں کیونکہ اس میں عقل کا مارا جانا،ہوش و ہواس کا بے کار ہو جانا اور اس کے ساتھ ہی دین کا برباد ہو جانا بھی شامل ہے۔گویا اس میں دنیاوی فائدے اور اخروی نقصانات ہیں۔ مندرجہ بالا آیت مبارکہ گویا شراب کی حرمت (حرام ہونے کا) پیش خیمہ تھی مگر اس میں صاف صاف حرام ہونا بیان نہیں کیا گیا تھا۔ایک روایت میں ہے کہ جب یہ وحی آئی اور عام چرچہ ہوا کہ شراب حرام ہوگئی ہے تو لوگوں نے کہا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں نفع بھی ہے تو ہمیں اس سے نفع اُٹھاتے رہنا چاہیے"،اس پر آپ خاتم النبیین ﷺ خاموش ہو گئے۔حضرت عمرِ فاروقؓ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی "اے اللہ تو اس حکم کو واضح فرما دے"۔

لوگ شراب پیتے رہے۔بعض مسلمانوں نے شراب چھوڑ دی۔پھر ایک دن ایسا آیا کہ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دعوت کی،سب نے کھانا کھایا اور پھر شراب پی،اور مست ہو گئے،اتنے میں نماز کا وقت آ گیا،ایک شخص کو امام بنایا گیا،اس نے نماز میں غلط سلط الفاظ پڑھے،اس کے بعد سورۃ النساء،آیت نمبر 43 اُتری اور نشے کی حالت میں نماز کا پڑھنا منع کیا گیا۔

دوسرا حکم، نمازوں کے اوقات میں ممانعت:- 4 ہجری میں درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی (سورۃ النساء،آیت نمبر 43)

ترجمہ "اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ جو کچھ تُم منہ سے کہتے ہو اِسے سمجھنے لگو"

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم نماز کے اوقات میں نہیں پئیں گے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ خاموش ہو گئے۔

حضرت عمرِ فاروق ؓ نے دُعا کی "یااللہ ہمارے لیے اس حکم کو واضح فرمادے۔"

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد لوگوں نے شراب پینے کے اوقات بدل دیئے اور ایسے اوقات میں شراب پینا چھوڑ دی جس میں یہ خدشہ ہوتا کہ کہیں نشہ کی حالت میں نماز کا وقت نہ آجائے۔اس وقت یہ دستور ہو گیا کہ جب نماز کھڑی ہوتی تو ایک شخص باآواز بلند پکارتا "کوئی نشہ والا نماز کے قریب نہ آئے"۔

حضرت ابنِ عباس ؓ فرماتے ہیں کہ شراب کی حُرمت سے پہلے لوگ نشہ کی حالت میں نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔

پس مندرجہ بالا آیت میں انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا، پھر کچھ مندرجہ ذیل واقعات کے بعد دیگرے رونما ہوئے:

1۔ حضرت سعد ؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں، فرماتے ہیں کہ "ایک انصاری نے بہت سے لوگوں کی دعوت کی اور ہم نے خوب کھایا اور پیا، پھر شراب پی اور سب مست ہو گئے۔ پھر آپس میں فخر جتانے لگے، ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اُٹھا کر حضرت سعد ؓ کو ماری۔ جس سے ناک پر زخم آیا اور نشان باقی رہ گیا۔اس وقت تک شراب کو اسلام نے حرام نہ کیا تھا"۔(درالمنثور (سیوطی)، ناسخ (نحاس))

2۔ حالتِ نشہ میں نماز کے قریب نہ جانے کے حکم کے بعد بعض لوگوں نے شراب چھوڑ دی اور بعض نے اوقات تبدیل کر دیئے۔ بہرحال مکمل طور پر شراب نہ چھوڑی گئی پھر ایک دن ایک آدمی نے شراب پی اور اونٹ کے جبڑے کو پکڑ لیا اور اس سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو زخمی کر دیا۔ پھر بیٹھ کر بدر کے مقتولوں پر نوحہ کرنے لگا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ خاتم النبیین ﷺ غصہ کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور ہاتھ میں جو کچھ تھا اس کے ساتھ اُس کو مارا ،انہوں نے کہا "مَیں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں"۔حضرت عمرِ فاروق ؓ نے دُعا کی "یااللہ تُو ہمارے لیے شراب کی حُرمت کو واضح کر دے"۔

ان واقعات کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ، آیت نمبر۔91، 90 اُتاری۔

تیسرا حکم، شراب سے اجتناب کا واضح حکم (سورۃ المائدہ، آیت نمبر۔91، 90)

ترجمہ" اے ایمان والو، یہ شراب، جُوا، اور بت اور پانسے کے تیر تو بس ناپاک شیطانی کام ہیں، پس تُم ان سے باز آجاؤ تاکہ تُم کامیاب ہو جاؤ، شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان کینہ ڈال دے، اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دے، سو کیا اب تُم باز آجاؤ گے"؟۔

اِس حکم کو سُنتے ہی حضرت عمرِ فاروق ؓ اور تمام صحابہ کرام ؓ کہہ اُٹھے "اے ہمارے رَب، ہم باز آگئے، اے ہمارے رَب، ہم باز آگئے"۔

اِس حکم کی تعمیل میں شراب کے مٹکے بہا دیئے گئے، اِس روز مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔اس طرح شراب بالکل حرام ہو گئی۔

شراب کی تجارت کی ممانعت:–8ہجری میں شراب کی خرید وفروخت کو بھی ممنوع قرار دے دیا گیا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو مسجدِ نبوی میں جمع کر کے اعلان فرمایا "بے شک اللہ اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے شراب، سود اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام ٹھہرا دیا ہے"۔(بخاری ومسلم)

شراب کی حُرمت کے بارے میں احادیث:– نبی پاک خاتم النبیین ﷺ نے شراب کو ''اُم الخبائث'' (یعنی تمام بُرائیوں کی جڑ) فرمایا ہے۔(السلسۃ الصحیحۃ ،حدیث نمبر 1854)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

(1) "حالتِ ایمان میں آدمی شراب نہیں پیتا"۔(بخاری، حدیث نمبر 1676)

(2) ''تُو شراب نہ پی، بےشک یہ ہر بُرائی کا دروازہ کھولنے والی ہے"۔(ابن ماجہ، حدیث نمبر 3371)

(3) رسولِ پاک خاتم النبیین ﷺ نے شراب پر اور اس کے بنانے والے پر اس کے اُٹھانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، سب پر لعنت فرمائی ہے۔(مشکوۃ شریف، ترمذی، ابن ماجہ)

(4) "جس نے شراب پی اور توبہ نہ کی تو 40 روز تک اس کی نماز قبول نہ ہو گی"۔(ابن ماجہ، حدیث نمبر 2722، 3377)(نسائی، حدیث نمبر 5570)

(5) آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا" جوشخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے یہ روا نہیں ہے کہ وہ ایسے دسترخوان پر بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہے-"(صحیح الترغیب، حدیث نمبر 2360)

(6) آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا" شراب کا عادی جنت میں نہ جائے گا"-(ابن ماجہ، حدیث نمبر 2721،3376)

(7) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تین لوگ جنت کی خوشبو نہ پاسکیں گے حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے :-

(i) عادی شراب خور۔ (ii) والدین کا نافرمان۔ (iii) زناکار، اگر یہ توبہ نہ کریں"۔ (نسائی، حدیث نمبر 5672)

شراب کے متعلق صحابہ کرامؓ کے ارشادات:- صحابہ کرامؓ شراب کی حُرمت کے بعد اس سے سخت متنفر ہوگئے۔

(1) حضرت ابنِ مسعودؓ نے فرمایا " جب کوئی شرابی مرے تو اسے دفن کردو، پھر اس کی قبر کھود کر دیکھو اور اگر تم اس کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے قتل کردینا" ۔

2) حضرت علیؓ شراب کی مذمت میں ارشاد فرماتے ہیں "اگر کسی کنویں میں شراب کا ایک قطرہ بھی گرجائے اور پھر اس جگہ پر منارہ بنادیا جائے تو میں اس پر اذان تک نہ دوں، اور اگر شراب کا ایک قطرہ دریا میں گرجائے تو پھر وہ دریا خشک ہوجائے اور وہاں فصل اُگائی جائے تو میں اس فصل سے ایک دانہ تک نہ کھاؤں گا"۔

اضطراری یعنی مجبوری کی حالت میں دوا کے طور پر نشہ آور چیز کے استعمال کی اجازت ہے، لیکن اس کے لیے تین شرائط کا ہونا ضروری ہے (اضطراری حالت میں جب اس کے پاس زندگی بچانے کے لیے نشہ آور اشیاء کے علاوہ کچھ نہیں)

1۔ کہ نہ تو وہ شریعت کے حدود کا باغی ہو۔

2۔ نہ مزہ لینے کے لیے پینے والا ہو۔

3۔ نہ گناہ کی طرف جھکنے اور میلان پیدا کرنے والا ہو۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن نے شراب کے لیے حرام کا لفظ استعمال نہیں کیا، اس لیے شراب حرام نہیں ہے، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات اس کے حرام ہونے کی وضاحت کرتے ہیں۔

1۔ صرف وہی چیزیں حرام نہیں جن کے لیے قرآن حرام کا لفظ استعمال کرے بلکہ بہت ساری چیزوں کا پتہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دیا ہے۔

2۔ قرآن نے شراب کے لیے "رجس" گندگی وغلاظت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور کہا کہ 'یہ عمل شیطانی ہے'۔

سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۹۰ میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ:"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ"-

ان حقائق کی روشنی میں کیا شراب کے حرام ہونے کے لیے صرف قرآن میں "حرام" کے لفظ کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ انداز تو حرام سے کہیں زیادہ شدید ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چار زندہ نبی

مکحول حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ چار انبیاء اکرامؑ زندہ ہیں دو زمین میں اور دو آسمان میں۔

1) حضرت خضرؑ زمین پر (بَر کی خدمت کی ذمہ داری۔ خشکی کی)　　2) حضرت الیاسؑ زمین پر (بحر کی خدمت کے لئے۔ پانی میں سمندر میں)

3) حضرت عیسیٰؑ آسمان پر　　4) حضرت ادریسؑ آسمان پر

ان چاروں کو اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے موت کا ذائقہ چکھائیں گے، کیونکہ سورہ النساء، آیت نمبر 185 میں فرمان الٰہی ہے کہ ''ہر ایک نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔

حضرت خضر علیہ السلام: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "حضرت خضرؑ اہل زمین میں سب سے بڑے عالم ہیں وہ انیس الا بدال ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے لشکریوں میں سے ہیں، وہ جو کچھ بیان کرتے ہیں حق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کو علم لدنی عطا فرما کر دنیا میں لوگوں کی خدمت کرنے پر مامور فرمایا۔ آپ زندہ نبی ہیں اور اللہ کے حکم سے لوگوں کی خدمت کرتے ہیں"۔ ان کا ایک واقعہ سورہ کہف میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ مکالمہ کی شکل میں موجود ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کیا ہے "خضرؑ کی وجہ تسمیہ یہ ہے آپ خشک زمین پر تشریف فرما ہوتے تو وہ سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگتی تھی"۔ (مسند احمد، جلد 9 حدیث نمبر 10394 - مشکوۃ المصابیح، جلد 3 حدیث نمبر 5712)

کنیت:- بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت خضرؑ کی کنیت ابوالعباس ہے، خضر لقب ہے جو نام پر غالب آ گیا ہے۔

امام شافعیؒ اپنی سند میں فرماتے ہیں کہ قاسم بن عبداللہ بن عمرؓ نے ہمیں خبر دی، انہوں نے جعفر بن محمد انہوں نے اپنے والد انہوں نے اپنے دادا علی بن حسین سے روایت کیا ہے کہ جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ رحلت فرما گئے تو تعزیت کرنے والوں نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ کے حضور ہر مصیبت پر صبر بہتر ہے، اور ہر جانے والا ایک نائب ہے۔ ہر کھو جانے والی چیز کی گہرائی کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کرو اور اسی پر بھروسہ کرو، بے شک مصیبت زدہ تو وہ ہے جو بھلائی سے محروم رہا'' - ---علی بن حسینؓ نے لوگوں سے پوچھا "کیا تم جانتے ہو یہ کون تھے؟ یہ خضرؑ تھے"- (قصص الانبیاء)

حافظ ابو القاسم ابن عساکرؒ فرماتے ہیں ابن جریجؒ عطا سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ دونوں ہر سال حج کے موقع پر جمع ہوتے ہیں"۔ (صادی، جلد 2 صفحہ 1208 - تفسیر خازن، ابن عساکر)

ابن عساکرؒ ابن ابی درداؓ کے توسط سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ دونوں رمضان المبارک کے روزے بیت المقدس میں رکھتے ہیں اور سال میں دونوں اکھٹے حج کرتے ہیں، آب زم زم ایک مرتبہ پی لیتے ہیں جو ان کے لئے آئندہ سال تک کے لئے کافی ہوتا ہے۔ (قصص الانبیاء)

ابن عساکرؒ نے بیان کیا کہ دمشق کی جامع مسجد کا بانی ولید بن عبدالملک بن مردان نے ایک دن خواہش کی کہ وہ شب بھر مسجد میں عبادت کرتا رہے، سو اس نے حکم جاری کر دیا کہ مسجد کو اس کے لئے خالی کر دیا جائے، لوگوں نے فرمان کے مطابق ایسا ہی کیا۔ جب وہ رات کے وقت باب الساعات میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا ایک شخص اس کے اور باب الخضر اء کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے۔ ولید نے کہا "کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ مسجد کو خالی کرا دو"، متولیوں نے عرض کیا "امیر المومنین یہ حضرت خضرؑ ہیں جو ہر رات یہاں نماز ادا کرنے آتے ہیں"- (قصص الانبیاء)

حضرت خضرؑ کے زندہ ہونے اور نہ ہونے میں علماء کو اختلاف ہے، بحر حال حضرت خضرؑ کے بارے میں مجدد الف ثانیؒ سے پوچھا گیا "وہ زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں؟" تو آپؒ بارگاہ الٰہی میں حقیقت حال کے انکشاف کے لئے متوجہ ہوئے (اللہ تعالیٰ سے معلوم کرنے کے لئے) تو حضرت مجددؒ نے دیکھا کہ حضرت خضرؑ ان کے پاس کھڑے ہیں، آپ نے ان سے ان کی حقیقت حال دریافت کی تو حضرت خضرؑ نے فرمایا "میں اور الیاس زندوں میں سے نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو ایسی قوت بخشی ہے جس سے ہم مجسم ہو جاتے ہیں (یعنی روح جسم میں آ جاتی ہے اور جسم زندہ ہو جاتا ہے) اور زندوں کی طرح کام کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ چاہے جس کے لئے چاہے ہم گمراہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہے ان کو علم الدنی کی تعلیم کرتے ہیں، اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا سے روحانی نسبت مرحمت کرتے ہیں یعنی ہمیں اولیاء اللہ میں سے جو قطب مدار ہوتا ہے اس کا معاون اور مددگار بنایا جاتا ہے۔ آج کل یمن کے ایک بزرگ قطب مدار ہیں اور وہ بزرگ شافعی المذہب ہیں، ہم ان کے ساتھ شافعی المذہب کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں''۔ (علماء اکرام نے مندرجہ بالا عبارت کو کشف صحیح قرار دیا ہے۔ تفسیر مظہری)

حضرت الیاس علیہ السلام:- یہ حضرت ہارون کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ الصفٰت میں حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت ہارون علیہ السلام کے قصّہ کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ: وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۞۔۔۔۔إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۞ (الصفٰت آیت نمبر 123تا132)

ترجمہ: "اور بے شک الیاس پیغمبروں میں سے ہیں جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا بعل (بت کا نام) کو پوجتے ہو؟ اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا۔ پھر انہوں نے جھٹلایا، تو وہ ضرور پکڑے جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا باقی رکھی۔ سلام ہو الیاس پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجے کے کامل الایمان بندوں میں سے ہے''۔

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت الیاس ؑ کو بعلبک جو کہ دمشق کے مغربی جانب ایک شہر ہے، اس کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ وہاں کے باشندے بعل نامی بت کی پوجا کرنے لگے تھے۔ روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت ہارونؑ کے بعد بنی اسرائیل کے بعض علماء لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت دیا کرتے تھے، لیکن لوگوں پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ بت پرستی اور زنا کاری ان کا شیوہ بن گئی، بہت کم لوگ دین موسیٰؑ پر کاربند رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس ؑ کو ان پر مبعوث فرمایا۔

اس زمانے میں ایک بادشاہ ملک شام میں تھا، اس نے ایک بت تراش کر اس کا نام بعل رکھا، وہ لوگوں کو بعل بت کو پوجنے کی دعوت دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ بے شمار لوگ بت پرست ہو گئے۔ حضرت الیاس ؑ ان لوگوں کو بعل بت کو پوجنے سے منع فرمایا کرتے تھے، لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ حضرت الیاس ؑ مسلسل لوگوں کو اس بت کی پوجا کرنے سے روکتے رہے، لیکن بت پرستوں نے حضرت الیاس ؑ کی بات نہ مانی اور ان کی تکذیب کی (جھٹلایا)

جیسا کہ سورہ الصافات ، آیت نمبر 127 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ: ''پس جھٹلایا اس کو پس حاضر کئے جائیں گے "-(قیامت کے دن)

ابو یعقوب ازرعیؒ یزید بن عبدالصمدؒ سے اور وہ ہشام بن عمارؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص سے سنا جس نے کعب احبارؒ سے ذکر کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت الیاس ؑ اپنی قوم کے بادشاہ سے چھپ کر ایک غار میں جا بسے، اور دس سال تک وہیں اسی غار میں رہے''۔

ابن ابی الدنیاؒ فرماتے ہیں کہ سعد بن عبداللہ عزیز نے دمشق کے کسی شیخ سے حدیث بیان کی ہے "حضرت الیاس ؑ اپنی قوم سے بھاگ کر ایک پہاڑ کی غار میں بیس یا چالیس راتیں چھپے رہے، کوّے آپ کا رزق آپ تک پہنچاتے تھے''۔ ان کی قوم کے لوگ بعل بت کی پوجا سے باز نہ آئے اور پھر جب یہ لوگ نہ مانے تو حضرت الیاس ؑ نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یہ سب کے سب نافرمان ہیں ان پر قحط نازل فرما، جس کے نتیجے میں تین برس تک آسمان سے پانی نہ برسا، آدمی اور جانور سب مرنے لگے، معاً کچھ لوگوں کو خیال آیا یہ قحط سالی الیاس ؑ کی وجہ سے ہے یہ حضرت الیاس ؑ نے بددعا دی ہے۔ ان کو ڈھونڈو جہاں بھی ملیں مار ڈالو۔ حضرت الیاس ؑ کو جب ان کے ارادے کا علم ہوا تو یہ ایک بڑھیا جو ان کی معتقد تھی اس کے گھر چلے گئے۔ اس بڑھیا کا صرف ایک ہی بیٹا تھا اس نے اپنا یہ بیٹا حضرت الیاس ؑ کو دے دیا تھا۔ اس کا نام الیسع تھا، آپ الیسع کو لے کر جگہ جگہ پھرتے رہے شہر شہر گئے، پھر کچھ لوگ حضرت الیاس ؑ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے اپنے بتوں سے پانی بہت مانگا لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ اب آپ ہمارے لئے اپنے رب سے پانی کی دعا کیجئے اگر یہ قحط ختم ہو گیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت الیاس ؑ نے دعا کی اور پانی خوب برسا گھاس اور ترکاری پیدا ہوئی۔ جب حضرت الیاس ؑ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر سے قحط ختم کر دیا، تو یہ لوگ اپنے وعدے سے پھر گئے، اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے بلکہ اپنے بعل ہی کی پوجا کرتے رہے۔ حضرت الیاس ؑ ان سے مایوس ہو گئے تو الیسع کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنایا اور اس قوم کو چھوڑ کر کہیں نکل گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی تا دم صور دے دی، اور ان کو بحر و بر میں رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضرت الیاس ؑ زندہ نبی قیامت تک کے لئے ہیں "۔

حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے "حضرت الیاس ؑ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یسع ؑ کو منصب نبوت دیا، آپ نے دعوت تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا، حضرت الیاس ؑ کے جانے کے بعد الیسع ؑ نے قوم کو بہت سمجھایا، آپ حضرت الیاس ؑ کی شریعت پر کاربند رہے اور تبلیغ کرتے رہے۔ لیکن کچھ نہ ہوا اور یہ پوری کی پوری قوم مردود ہی رہی"۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام، آیت نمبر 86 میں انبیاء اکرام کے ذکر خیر کے ساتھ یسع ؑ کا تذکرہ بھی فرمایا ہے:

ترجمہ: اسماعیلؑ اور یسع ؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو ہم نے اس وقت میں سب پر فضیلت دی''-

سورہ صٓ، آیت نمبر 48 میں ارشاد فرمایا: ترجمہ'': اور یاد کرو اسماعیلؑ اور یسع ؑ اور ذوالکفل کو اور یہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے''-

ایک قول کے مطابق حضرت یسع ؑ حضرت الیاس ؑ کے چچا زاد بھائی تھے اور جب حضرت الیاس ؑ پہاڑ کی غار میں چھپے تھے تو حضرت یسع ؑ بھی ان کے ساتھ ہی تھے، پھر حضرت الیاس ؑ نے حضرت یسع ؑ کو اپنا قائم مقام بنایا - اس طرح آپ کے بعد حضرت یسع ؑ اس قوم کے نبی بنے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت تبلیغ دی لیکن

فائدہ بہت کم ہی ہوا،حضرت الیاسؑ کے کچھ عرصے بعد حضرت یسعؑ کا انتقال بھی ہو گیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام:- یہ حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں-قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ مریم آیت نمبر 56 تا57)

ترجمہ: "اوراس کتاب میں ادریسؑ کو یاد کرو، بےشک وہ صدیق پیغمبر تھااور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا''۔

حضرت ادریسؑ روئے زمیں پر سب سے پہلے حضرت آدمؑ کے بعد آئے اور آپ نے 308 سال زندگی پائی۔اور سب سے پہلے حضرت ادریسؑ نے ہی قلم کے ساتھ لکھائی کی۔علماءِ تفسیر واحکام میں اکثر کی رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے واعظ وتبلیغ کا سلسلہ جس نبی نے باقاعدہ شروع کیا وہ حضرت ادریسؑ ہی تھے۔علم نجوم آپ کے معجزات میں سے ہے، یہ زمین پر عبادت کرتے تھے اور فرشتے ان کو آسمان پر لے جاتے تھے۔یہ ہر روز ایک لباس تیار کرتے اور لباس تیار کرتے وقت ہر دم تسبیح پڑھتے اور لباس تیار کرنے کی اجرت کسی سے نہ لیتے تھے۔ایک دن کام سے فارغ ہوئے تو امر الٰہی سے انسان کی صورت میں ملک الموت آپ کے پاس مہمان بن کر آئے۔حضرت ادریسؑ ہر روز روزہ رکھا کرتے تھے اور شام کے وقت افطار کے لئے آسمان سے ایک خوان آتا تھا، آپ جتنا کھانا کھالیتے باقی آسمان پر واپس چلا جاتا تھا۔اس شام جب وہ کھانا آیا تو حضرت ادریسؑ نے وہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا،لیکن مہمان نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا بس عبادت کرتا رہا۔رات گزر گئی جب دن نکلا تو حضرت ادریسؑ نے مہمان سے کہا "اے مسافر چلو باہر صحرا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ کرتے ہیں"، ملک الموت نے حامی بھر لی اور پھر دونوں بزرگ باہر آ گئے۔ایک گندم کے کھیت پر سے گزرے تو ملک الموت نے کہا "چلو کچھ خوشے گندم کے توڑ کر کھاتے ہیں"،حضرت ادریسؑ نے کہا تعجب ہے "رات حلال کھانے کی طرف تو نے توجہ نہ دی اور اب حرام کی طرف رغبت رکھتا ہے "۔اس کے بعد ایک باغ میں سے گزرے وہاں پر انگور دیکھ کر ملک الموت نے کھانے کی خواہش ظاہر کی،حضرت ادریسؑ نے کہا " کسی غیر کے کھیت میں تصرف حرام ہے"۔اس کے بعد ملک الموت نے ایک بکری دیکھی اور کہا "اس کو حلال کر کے کھالیتے ہیں"،حضرت ادریسؑ نے کہا "بےگانی چیز کو ذبح کر کے کھانا منع ہے"۔اس طرح یہ دونوں چند روز تک باہر گھومتے رہے۔پھر حضرت ادریسؑ کو گمان ہوا کہ یہ شخص ابن آدم میں سے نہیں ہے پوچھا "بھائی مجھے ظاہر تو کرو تم کون ہو"؟اس نے عرض کیا "میں عزرائیلؑ ہوں"،حضرت ادریسؑ نے کہا "بھائی کیا تم ہی تمام مخلوق کی روح قبض کرتے ہو "؟اس نے جواب دیا "ہاں! میں ہی سب کی روح قبض کرتا ہوں"،حضرت ادریسؑ نے کہا "چند دن سے تم میرے ساتھ ہو ان دنوں میں روح کیسے قبض کی"؟اس نے جواب دیا "جان قبض کرنا میرے ہاتھ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ تمہارے ہاتھ کے نیچے روٹی رکھی ہوئی ہو یعنی جس کی اَجل کا حکم ہوا۔میں اللہ کے حکم سے ہاتھ بڑھا کر اس کی روح قبض کر لیتا ہوں"۔

پھر فرشتے نے کہا "اے ادریسؑ میں تیرے ساتھ رشتہ داری قائم کرنا چاہتا ہوں"،حضرت ادریسؑ نے کہا کہ ''میں تیرے ساتھ رشتہ داری تب بناؤں گا جب تم موت کی تلخی کا ذائقہ ایک بار مجھے چکھادو گے،تاکہ خوف اور عبرت مجھ میں زیادہ ہو اور میں اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کر سکوں''۔حضرت عزرائیلؑ نے جواب دیا "میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کسی کی جان نہیں لے سکتا"،تب حضرت ادریسؑ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی "اے رب میری التجا یہ ہے کہ مجھے موت کی تلخی کا ذائقہ معلوم ہو تاکہ میں زیادہ تیری عبادت کر سکوں"،اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کو حکم دیا "حضرت ادریسؑ کی جان قبض کرلو"، پھر عزرائیلؑ نے حضرت ادریسؑ کی جان قبض کر لی۔

اس کے بعد حضرت عزرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ادریسؑ کو دوبارہ زندہ کر دیا۔حضرت ادریسؑ نے زندہ ہوتے ہی عزرائیلؑ کو گود میں لے لیا،اس طرح دونوں میں رشتہ برادری کا ہو گیا۔حضرت عزرائیلؑ نے حضرت ادریسؑ سے معلوم کیا "موت کی سختی کو کیسا پایا"؟ فرمایا "ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی زندہ جانور کی کھال اتاری جا رہی ہو"۔حضرت عزرائیلؑ نے کہا "اے بھائی جیسا کہ میں نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے، ایسا تو میں نے کبھی بھی کسی کے ساتھ نہیں کیا"۔پھر حضرت ادریسؑ نے کہا "اے بھائی مجھے دوزخ دیکھنے کا شوق ہے تاکہ عبرت حاصل کر سکوں اور خوف خدا سے زیادہ عبادت کر سکوں"۔تب حضرت عزرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر انہیں ساتوں طبق دوزخ کے دکھا دیئے۔پھر حضرت ادریسؑ نے کہا "اے بھائی مجھے جنت دیکھنے کا شوق ہے تاکہ میں رغبت عبادت میں زیادہ سے زیادہ کر سکوں"۔پھر حضرت ادریسؑ کو حضرت عزرائیل جنت کے دروازے پر لے گئے اور وہاں سے انہوں نے جنت کے نظارے کئے۔پھر کہنے لگے "اے میرے بھائی میں نے جان کی تکلیف دیکھی پھر میں نے دوزخ کے نظارے کئے،اب میرا جگر گرمی کی شدت سے جل رہا ہے۔مجھے پیاس لگ رہی ہے اگر اجازت ہو تو جنت کے دروازے سے اندر جا کر ایک پیالہ پانی پی لوں"۔حضرت عزرائیلؑ نے کہا "وعدہ کرو کہ واپس آ جاؤ گے"،انہوں نے کہا "میں وعدہ کرتا ہوں کہ پانی پی کر میں واپس آ جاؤں گا"۔پھر بحکم الٰہی اپنی نعلین باہر درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ کر آئے،اور بہشت میں داخل ہو گئے۔اب چونکہ عہد باہر آنے کا کیا تھا اور نعلین بھی باہر درخت کے نیچے چھوڑ کر آئے تھے،تھوڑی ہی دیر کے بعد بہشت سے باہر نکلے اپنی نعلین کو اٹھایا اور بہشت میں آ کر درخت پر جا بیٹھے۔کچھ دیر بعد ملک الموت نے ان کو آواز لگائی بہت تاخیر

کردی اب واپس آجاؤ، اس کے جواب میں حضرت ادریسؑ نے فرمایا اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت ترجمہ: ''ہر جی کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔(سورہ العمران آیت 185، سورۃ الانبیاء آیت 35، سورۃ العنکبوت آیت 57)

تب حضرت عزرائیلؑ بولے: "بہشت حرام ہے انبیاء اکرامؑ پر جب تک خاتم الانبیاء اس میں داخل نہ ہو جائیں"۔(طبرانی 1/289 الرقم 942 الھندی فی کنزالعمال 11/416 الرقم 31953) تب حضرت ادریس"بولے میں بہشت کے اندر نہیں جارہا ہوں"۔(یعنی باہر ہی ہوں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:-قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس فرشتے کے ذریعے حضرت یحییٰؑ کی بشارت دی اور فرمایا۔

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 39) ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو ایک بچے کی خوش خبری دیتا ہے، جو اللہ کی طرف سے کلمے کی تصدیق کرے گا، سردار ہوگا اور عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور ہمارے خاصوں میں سے ہوگا''۔کلمہ کی تصدیق سے مراد حضرت عیسیٰؑ ابن مریم علیہ السلام ہیں جو''کُن'' سے پیدا ہوئے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ان کی تصدیق کی۔

قرآن پاک سورۃ آل عمران، آیت نمبر 46-45 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''پھر فرشتے نے حضرت مریم علیہ السلام سے کہا''اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی یعنی (ایک فرزند کی) جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔صاحب جاہ ومنزلت ہوگا، دنیا اور آخرت میں اور بارگاہ الہٰی میں قرب والا ہوگا، لوگوں سے پالنے میں باتیں کرے گا اور پکی عمر میں بھی''۔

حضرت مریمؑ نے جواب دیا(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 47)''اے میرے رب میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا مجھے تو کبھی کسی مرد نے ہاتھ بھی نہیں لگایا''۔

فرشتے نے کہا(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 47)''اگر اللہ چاہے تو یونہی پیدا فرمادیتا ہے جب وہ کسی کام کا حکم دیتا ہے تو اس سے کہتا ہے''کُن''(ہوجا) تو وہ فوراً ہوجاتا ہے''۔

پھر فرمایا(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 51-48)''اللہ اسے کتاب وحکمت سکھائے گا، وہ کہے گا کہ میرے پاس میری نبوت کی دلیل ہے، وہ کہے گا میں مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں اور پھر میں اس میں اللہ کے حکم سے پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً جان دار ہوجاتا ہے۔اللہ کے حکم سے میں مادرزاد، اندھوں کو اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں۔اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں چھوڑ کر آتے ہو میں سب بتادیتا ہوں۔اس میں تمھارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو- میں اپنے سے پہلے والی کتاب''تورات'' کی تصدیق کرتا ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تم پر بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کردی گئی تھیں۔اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔بے شک میرا رب اور تمہارا رب اللہ ہی ہے''۔

پھر جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو انہوں نے پالنے میں ہی اپنی نبوت کا اعلان کیا اور باتیں کرنے لگے اور ذرا بڑے ہوئے تو مندرجہ بالا تمام معجزات دکھانے لگے۔

لوگوں نے درخواست کی کہ ایک پرندہ بنائیں بغیر پروں کا اور اسے اُڑا کر دکھائیں، حضرت عیسیٰؑ نے پرندہ بنایا اور اسے پھونک مار کر اڑادیا۔یہ پرندہ چمگادڑ ہے آپ نے چمگادڑ کی مورت بنائی تھی۔چمگادڑ کی خاصیت تمام پرندوں سے مختلف ہے یہ بغیر پروں کے اڑتی ہے، اس کے دانت ہوتے ہیں اور یہ بچہ پیدا کرتی ہے اور دودھ پلاتی ہے، یہ ہنستی ہے جبکہ دوسرے پرندوں میں مندرجہ بالا کوئی بات نہیں ہوتی۔حضرت عیسیٰؑ اندھوں کو برص والوں کو اور کوڑھیوں کو تندرست کردیتے تھے۔ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریض ان کی خدمت میں لائے جاتے اور آپ انہیں شفاء یاب کرتے۔

حضرت عیسیٰؑ برابر دعوت تبلیغ فرماتے رہے، لیکن بنی اسرائیل آپ کے بے شمار معجزوں کے باوجود آپ پر ایمان نہ لائے، بہت کم لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا یہ لوگ آپ کے حواری کہلائے۔حواری وہ مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰؑ پر اولین وقت میں ایمان لائے تھے، اور ان کے مددگار بھی رہے تھے لیکن انکی تعداد بہت ہی کم تھی۔جب حضرت عیسیٰؑ اپنی دعوت تبلیغ سے باز نہ آئے تو کفار اور بنی اسرائیل نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، ایک سازش تیار کی گئی۔اس کا باقاعدہ طریقہ کار طے کیا گیا اور اس طریقہ کار کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے گھر کو ان لوگوں نے گھیر لیا۔اب اندر ایک شخص نے پہلے جاکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کام تیار کرنا تھا اور پھر بعد میں باہر والے لوگوں نے اندر اس شخص کی مدد کو پہنچنا تھا۔طریقہ کار کے مطابق وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا، اللہ تعالیٰ اس سے پہلے ہی حضرت عیسیٰؑ کو آگاہ فرما چکے تھے، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 57-55 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:"اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا، اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور تیرے پیروکاروں کو قیامت تک منکروں پر غالب رکھوں گا۔پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں جھگڑنے والی بات پر فیصلہ کردوں گا۔اور کافروں کو دنیا وآخرت میں سخت عذاب

دوں گا اوران کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ ان کو پورا پورا اجر دے گا اور ظالم اللہ تعالیٰ کو نہیں بھاتے"۔

پھر جب حضرت عیسیٰ ؑ کے پاس وہ شخص جو آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا، داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی شکل حضرت عیسیٰ ؑ کے مشابہ کردی اور حضرت عیسیٰ ؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔جب اس شخص کے مددگار اندر داخل ہوئے تو انہوں نے سامنے حضرت عیسیٰ ؑ کو دیکھا، جو حقیقت میں ان کا ساتھی تھا انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس کو قتل کر دیا۔اب لگے اپنے ساتھی کو ڈھونڈنے، جب وہ مقتول کی شکل کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ حضرت عیسیٰ ؑ ہی ہیں۔اور جب اس شخص کے ہاتھ پاؤں کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ ہمارا ساتھی ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے حضرت عیسیٰ ؑ کے قتل کو ایک معمہ بنا دیا۔حضرت عیسیٰ ؑ 33 برس تک اس دنیا میں رہے، اور اس عرصے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام برابر ان کی مدد کے لئے ان کے ساتھ رہے۔

حضرت عیسیٰ ؑ کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا:- جب حضرت عیسیٰ ؑ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے تو وہ زمانہ وہ ہوگا جب لوگ امام مہدی کی سربراہی میں دجال سے ڈر کر بیت المقدس کی پہاڑی میں محصور ہوجائیں گے۔یہ محاصرہ سخت ترین ہوگا مسلمان فقر و فاقہ میں مبتلا ہوجائیں گے۔حتیٰ کہ مسلمان اپنے کمان کی تانت چبا کر کھانے لگیں گے، جب محاصرہ بہت طویل ہوجائے گا تو یہ لوگ کہیں گے کہ ''اندر بھی تو مرنا ہے باہر نکل کر دجال کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوتے ہیں''۔یہ لوگ دوسرے دن فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد باہر جانے کا پروگرام بنائیں گئے۔دوسرے دن صبح فجر کی نماز کے وقت حضرت امام مہدی نماز کی امامت کے لئے کھڑے ہوں گے، نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی، اس وقت حضرت عیسیٰ دو فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ان کے پاس اتریں گے اور حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہوجائیں گے۔حضرت امام مہدی آپ کو پہچان لیں گے (کہ آپ ہی حضرت عیسیٰ ہیں) اور پیچھے ہٹنے لگیں گے کہ نماز حضرت عیسیٰ ہی پڑھائیں، لیکن حضرت عیسیٰ انہیں ہاتھ سے روک دیں گے "اس نماز کی اقامت تمہارے لئے ہو چکی ہے اس لئے یہ نماز تم ہی پڑھاؤ"۔اور خود حضرت امام مہدی کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عیسیٰؑ دروازہ کھولیں گے، باہر دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی کھڑے ہونگے۔دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوگا۔حضرت عیسیٰؑ کہیں گے "میری ایک ضرب تیرا مقدر ہے"اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ اس کا پیچھا کریں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔یہ دیکھ کر یہودی بھاگ کھڑے ہونگے، مسلمان چن چن کو یہودیوں کو قتل کریں گے۔یہودی جہاں بھی چھپیں گے وہ چیز، وہ درخت یا پتھر یا چٹان بول کر کہیں گے ''یہ یہاں میرے پیچھے فلاں یہودی موجود ہے- "تب یہودیوں کو یقین آ جائے گا کہ دجال رب نہیں تھا پھر تمام یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔حضرت عیسیٰ ؑ اس کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، مسلمانوں کی ایک جماعت برابر حضرت عیسیٰ ؑ کے ساتھ رہے گی۔

اس کے بعد مسلمان چین اور سکون سے زندگی بسر کریں گے، زمین اپنی برکات نکال دے گی یعنی ہر چیز میں برکت ہوگی۔اس کے بعد یاجوج ماجوج نکل آئیں گے۔وہ آکر دنیا میں تباہی مچائیں گے، تمام پانی پی لیں گے تمام چارہ کھالیں گے۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ ؑ مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر چلیں جائیں گے، کیونکہ یاجوج ماجوج سے مقابلہ کسی کے بس کی بات نہ ہوگی۔حضرت عیسیٰ ؑ اور ان کے ساتھی محصور ہو جائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ ؑ ان لوگوں کے کہنے پر بدعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا اور حلق میں ایک پھوڑا نکال دیں گے۔جس کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ جائیں گے، اور یہ تمام کے تمام مرجائیں گے۔

حضرت عیسیٰ ؑ نیچے اُتریں گے تو پوری کی پوری زمین یاجوج ماجوج کے مرے ہوئے بدنوں کے تعفن سے بھری ہوئی ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردنوں والے پرندوں کو بھیج دیں گے، جو ان مردہ یاجوج ماجوج کو اٹھا کر سمندر میں یا جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا پھینک دیں گے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ زبردست قسم کی بارش برسائے گا اور دنیا سے یاجوج ماجوج کی بدبو ختم ہوجائے گی۔تمام دنیا اس بارش سے دھل کر آئینے کی طرح صاف ہوجائے گی۔دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کا نزول امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے ہوگا۔چنانچہ آپ قرآن و حدیث اور اور اسلامی شریعت پر عمل کریں گے۔اسلام کے دور اول کے بعد یہ اس امت کا بہترین دور ہوگا، آپ کے تمام ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ آگ سے محفوظ رکھے گا۔دین اسلام کے علاوہ کوئی دین باقی نہ رہے گا، ہر قسم کی دینی اور دنیاوی برکات ظاہر ہوں گی۔کسی کے درمیان عداوت نہ ہوگی، سب کے دلوں سے کینہ اور بغض نکل جائے گا۔چالیس سال تک نہ کوئی بیمار ہوگا نہ کوئی مرے گا۔حضرت عیسیٰ ؑ نزول کے بعد دنیا میں نکاح کریں گے، آپ حج بھی کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔نکاح کے بعد آپ کا قیام انیس برس تک ہوگا، پھر حضرت عیسیٰ کا انتقال ہو جائے گا۔اور مسلمان آپ کو نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں گے۔لوگ حضرت عیسیٰ ؑ کی وصیت کے مطابق قبیلہ تمیم کے ایک شخص کو جس کا نام معقد ہوگا خلیفہ مقرر کریں گے، پھر اس کا بھی انتقال ہوجائے گا۔اس کے بعد قیامت کی نشانیاں جلدی جلدی ظاہر ہوں گی۔

خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیقؓ (دورخلافت ۱۱ھ ۱۳ھ)

صدیق اس کو کہتے ہیں جو سچائی کی تصدیق کرے، چونکہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی۔اس لیے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے انہیں صدیق کا لقب عطا فرمایا جو بعد میں ان کے نام کا حصہ بن گیا۔علماء کے قول کے مطابق صدیق اس کو بھی کہتے ہیں جو اسلام کے بارے میں سنتے ہی فوراً بلا تعمل پورے اخلاص سے اسلام قبول کرلے۔حضرت ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا تھا۔صدیق کا مقام شہید سے بلند ہے۔صدیق ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

خلافت:- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ فوراً ہی امور سلطنت کی انجام دہی کے لیے مصروف ہو گئے۔اپنی حیات مبارکہ میں آپؓ نے انصاف اور عدالت کے کام حضرت عمر فاروقؓ کے سپرد کردیئے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں بے شمار فتنے اٹھے مثلاً

1۔منکرین زکوٰۃ　　2۔مرتدین　　3۔جھوٹے مدعیان نبوت

آپؓ نے اور آپؓ کے رفقائے کار نے ان تمام بغاوتوں کا خاتمہ کردیا۔پھر باب فتوحات کھلا،عراق کی فتح،شام،فلسطین کی فتح،جمع القران،حج اور پھر اپنے جانشین کے طور پر حضرت عمرؓ کی نامزدگی۔

وفات:

7 جمادی الاخیر،13 ہجری پیر کے دن جب ہوا بہت ٹھنڈی تھی،آپؓ نے غسل کیا۔اس سے آپؓ کو ٹھنڈ لگ گئی اور تیز بخار ہو گیا۔بیماری کے خلاف دفاع کی خواہش تو تھی ہی نہیں۔عیادت کے لیے آنے والے صحابہ کرامؓ نے طبیب سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا تو فرمایا ''طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں''صحابہ کرامؓ سمجھ گئے کہ قضاء الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔اس لیے خاموش ہو گئے۔بخار نے شدت پکڑ لی،نقاہت بہت بڑھ گئی،اس دوران حضرت عمرؓ نماز کی امامت کرتے رہے،حضرت ابوبکر صدیقؓ پندرہ دن بیمار رہے۔

23 جمادی الآخر 13 ہجری،23 اگست 634 کو پیر کا دن گزرنے کے بعد رات کی ابتدائی گھڑیوں میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔وفات کے وقت آپؓ کی عمر مبارک 63 سال تھی۔چنانچہ پیر اور منگل کی درمیانی رات کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پہلو میں اس طرح دفن کئے گئے کہ ان کا سر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے شانہ مبارک کے برابر رکھا گیا۔یہ عجیب اتفاق ہے کہ خلفاء راشدین میں سے حضرت عثمانؓ کے علاوہ تینوں کا انتقال 63 برس کی عمر میں ہوا اور چاروں میں سے صرف حضرت صدیق اکبرؓ نے طبعی موت پائی۔باقی تینوں خلفاء راشدین شہید ہوئے۔حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ بھی بنوامیہ کی سازش سے شہید ہوئے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

****

حضرت عمر فاروقؓ

(دور خلافت 13ھ تا 23ھ)

الجوزی نے اپنی کتاب ''تاریخ عمر بن خطاب''، میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ خانہ کعبہ کے غلاف کے پیچھے چھپ گئے۔ اس وقت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپؐ نے سورہ ''الحاقہ'' کی تلاوت کی۔ حضرت عمرؓ قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت سے بہت متاثر ہوئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یقیناً یہ بہت بڑے شاعر کا کلام ہے۔ اس وقت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے سورہ الحاقہ کی آیت نمبر 41 کی تلاوت کی۔

ترجمہ: ''اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم ایمان لائے ہو''۔

اس پر حضرت عمرؓ نے دل میں کہا پھر یہ ضرور کسی کاہن کا کلام ہے۔ اس کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سورہ الحاقہ کی آیت نمبر 52-42 تلاوت فرمائیں۔

ترجمہ: ''اور یہ نہ ہی کسی کاہن کا کلام ہے لیکن تم لوگ بہت کم فکر کرتے ہو۔ یہ تو پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی جھوٹی بات بنا لاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی اسے روکنے والا نہ ہوتا اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں۔ نیز یہ کافروں کے لیے (موجب) حسرت ہے اور بے شک کہ یہ قابل یقین ہے سو تم اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتے رہو''

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "اس تلاوت قرآن سے میں اتنا متاثر ہوا کہ اس دن مجھے یقین ہو گیا کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ لیکن میں آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑنے کو تیار نہ تھا اس لیے اسلام کی مخالفت کرتا رہا"۔

حضرت عمرؓ کا اسلام لانا:- ایک دن حضرت عمرؓ کے ایک دوست نے انہیں بتایا کہ ''تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصہ سے بھڑک اٹھے اور ننگی تلوار کے ساتھ مکان میں داخل ہوئے اندر سے تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ آپ نے اندر آ کر کہا کہ اچھا مجھے بھی بتاؤ کہ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو پہلے غسل کرو تو پھر اس کلام کو پڑھو۔ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سورہ طٰہٰ کی آیات 1 تا 14 پڑھیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے بے ساختہ کہا ''یہ کتنا عمدہ کلام ہے۔ پس حضرت عمرؓ یہاں سے نکلے اور سیدھے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمرؓ سے آپ خاتم النبیین ﷺ کی رشتہ داری:- رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ سے شادی کی۔ اس طرح حضرت حفصہؓ امہات المومنین میں سے ہیں اور حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے شادی کی اس شادی کے بعد حضرت عمرؓ فخر سے کہتے تھے کہ اب میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے کنبے کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں''۔

حضرت عمرؓ کا دور حکومت:- حضرت عمرؓ کا دور حکومت اصطلاحی طرز حکومت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپ نے ایران، شام، روم، فلسطین اور ترکی کے بعض حصے فتح کیے۔ آپ نہایت ذہین اور مدبر تھے۔ آپ کا نظام حکومت اصلاحات اور خدمت خلق کا جذبہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ آپ ہی نے اسلامی کیلنڈر بھی رائج کیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت:- 26 ذی الحجہ 23ھ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے نصرانی غلام ابولولو فیروز نے فجر کی نماز کے دوران حضرت عمرؓ پر اپنے خنجر سے حملہ کر دیا۔ آپؓ شدید زخمی ہوئے اور فرش پر گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے نماز مکمل کرائی۔ ابولولو نے اپنے آپ کو خنجر مار کر ہلاک کر لیا۔ آپؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ ماتمی الفاظ کہتی ہوئی اپنے والد کے پاس پہنچی تو حضرت عمرؓ نے کہا ''میں تمہاری آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا لیکن یاد رکھو جس میت پر بین کیا جاتا ہے فرشتے اس میت سے نفرت کرتے ہیں''۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

****

حضرت عثمانؓ

(دورِ خلافت 24ھ تا 35ھ)

حضرت عثمانؓ نے طلوعِ اسلام کے فوراً بعد حضرت ابوبکرؓ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہؓ سے شادی کی۔ قریش کے مظالم سے تنگ آ کر دونوں نے حبشہ ہجرت کی۔ امت محمدیہ میں یہ پہلا جوڑا تھا جس نے اسلام کی راہ میں ہجرت کی۔ کچھ عرصہ بعد حالات کے ٹھیک ہونے کی اطلاع پر یہ دونوں مکہ واپس آ گئے۔ بعد ازاں دونوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ مدینہ منورہ میں حضرت رقیہؓ بیمار ہو گئیں۔ حضرت عثمان ان کی بیماری کی وجہ سے جنگ بدر میں نہ جا سکے اور ابھی رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ جنگ بدر سے واپس نہ آئے تھے کہ حضرت رقیہؓ انتقال فرما گئیں۔ حضرت عثمانؓ نے بعد میں حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم سے شادی کی اور اس طرح آپ نے ذوالنورین کا لقب حاصل کیا (یعنی دو نور والے)

حضرت عثمانؓ کی فیاضی:- مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں کو روزمرہ کے لیے استعمال کا پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بیر روما (کنواں) ایک یہودی سے خریدا اور مسلمانوں کو مفت پانی مہیا کیا۔ یہ اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹرسٹ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس پر حضرت عثمانؓ کو جنت کی بشارت دی تھی۔ سات ہجری کے دوران نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مسجد نبوی کو توسیع کرنا چاہتے تھے تو حضرت عثمان نے ہی مسجد کے برابر والی زمین خرید کر مسجد کی توسیع کے لیے دی تھی۔ جنگ تبوک میں آپؓ نے نوسو اونٹ ایک 100 گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجد نبوی کی مزید توسیع کی تھی۔ آج مسجد نبوی کی جنوبی دیوار وہی ہے جو حضرت عثمانؓ نے بنوائی تھی اور آج کل یہاں امام صاحب اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے حضرت عثمانؓ نے نماز کی امامت فرمائی تھی۔ اس لیے اسے محراب عثمانی کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا دورِ خلافت اور شہادت:- آپؓ کا ابتدائی دورِ خلافت انتہائی پرسکون تھا۔ آپؓ نے ہر حکومتی شعبہ کو ترقی دی۔ تاہم وسیع و عریض اسلامی سلطنت کو سنبھالنا قدرے مشکل ہو گیا۔ ابن سبا جو ایک یہودی منافق تھا اس نے سازشوں کا جال بچھا دیا۔ بالآخر آپؓ کو آپ کے گھر میں محاصرہ کر کے قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید کر دیا۔ آپؓ کی شہادت کی داستاں بہت طویل اور المناک ہے۔ آپؓ نے دشمنوں کے خلاف جنگ اس لیے نہیں کی کیونکہ آپؓ مسلمانوں کے درمیان خون ریزی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ شہادت کے وقت آپؓ کی عمر 82 سال تھی۔ مندرجہ بالا مشکل وقت میں حضرت علیؓ برابر حضرت عثمان کا ساتھ دیتے رہے۔ بلکہ حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت عثمانؓ کے گھر کے باہر پہرہ دینے کے لیے مقرر کیا۔ تاہم مجرمین حضرت عثمانؓ کے مکان کے عقب سے دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کی پیش گوئی کر دی تھی۔ ایک بار رسول پاک خاتم النبیین ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اُحد پہاڑ پر موجود تھے کہ اچانک پہاڑ کانپنے لگا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر آہستہ آہستہ مارا اور ساتھ ہی فرمایا۔ اے پہاڑ رک جا کیونکہ تجھ پر ایک رسولؐ ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ اُحد کا تھرانا ایک دم بند ہو گیا۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے لیے ایک مجلس شوریٰ مقرر فرمائی اس میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ اس مجلس شوریٰ کی میٹنگ کے دوران حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے لیے ووٹ دیا اور حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے کے لیے ووٹ دیا۔ بالآخر حضرت عثمانؓ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہوئے اس سے صاف واضح ہو گیا کہ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کا احترام تھا۔ اگر ان تمام امور کو مدنظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ میں کسی قسم کی ان بن کا شائبہ تک نہیں تھا۔

****

حضرت علیؓ

(دور خلافت 35ھ تا 40ھ)

حضرت علیؓ کی پرورش رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے زیر سایہ ہوئی۔ پس حضرت علیؓ نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے براہ راست تعلیم و تربیت حاصل کی اور رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے سب اوصاف حمیدہ کو دیکھا۔ سمجھا اور ان پر عمل پیرا ہوئے۔ حضرت علیؓ نے بچپن ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور بچپن ہی سے پختہ ایمان آپ کے دل میں پیوست ہو گیا تھا۔ آپ نے کبھی اپنا سر بتوں کے سامنے نہیں جھکایا۔ اس لیے ہم آپؓ کے نام کے ساتھ تعظیماً کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ پر تعلیم و تبلیغ کے سلسلے میں جب الشعراء کی آیت نمبر 214 نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنا دو'' - تو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے ایک روز اپنے تمام قریبی رشتہ داروں کو کھانے پر مدعو کیا اور کھانے کے دوران اسلام سے متعارف کرایا۔ لیکن حضرت علیؓ کے علاوہ کسی نے بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کی باتوں پر توجہ نہ دی۔ اس وقت حضرت علیؓ نے نہایت جرات سے کھڑے ہو کر کہا ''گو میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ میری ٹانگیں بھی لاغر ہیں اور میں سب سے چھوٹا بھی ہوں لیکن میں پھر بھی رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا ساتھی اور معاون رہوں گا''۔ قریش کے سرداروں نے جب حضرت علیؓ کو یہ کہتے سنا تو بہت زور سے ایک قہقہہ لگایا۔''

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ حضرت علیؓ کو بہت چاہتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو تین بیٹے حسنؓ، حسینؓ اور محسنؓ دیئے۔ محسن بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ان تینوں بیٹوں کے علاوہ زینبؓ اور کلثومؓ آپ کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت پر جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو لوگوں کی امانتیں سونپ کر گئے۔ حضرت علیؓ نے اس ذمہ داری کو بخیر و خوبی پورا کیا۔

اللہ کا شیر: - حضرت علیؓ نے سب لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بے مثال جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ خیبر کا قلعہ حضرت علی نے فتح کیا اس لئے آپ کو فاتح خیبر سے بھی یاد کیا جاتا ہے-

حضرت علیؓ کا دور خلافت اور شہادت: - حضرت علیؓ 21 ذوالحجہ 35ھ میں خلیفہ بنے اکثر مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہاں تک کے منافق ابن سبا اور اس کے گروپ نے بھی حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علیؓ ہی کے زمانے میں ایک خطرناک گروپ کی تشکیل بھی ہوئی اس گروپ کا نام خوارج تھا - انہوں نے حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اب یہ گروپ خفیہ طریقوں سے مسلمان اکابرین کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت علیؓ، حضرت عمر بن عاصؓ اور حضرت معاویہؓ صبح کی نماز کو آئیں تو تینوں کو ایک ہی دن قتل کر دیا جائے۔ خوارج گروپ نے تین افراد کو الگ الگ ان تینوں کو قتل کرنے کے لیے نامزد کیا۔ تینوں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لیے متعلقہ مقام پر پہنچایا گیا۔ اتفاقاً حضرت عمر بن عاصؓ اسی روز نماز فجر میں حاضر نہ ہوئے۔ امیر معاویہ معمولی زخموں کے بعد دشمنوں کے نرغے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ جبکہ عبداللہ بن ملجم، نے حضرت علیؓ کو شدید زخمی کر دیا اور آپؓ ان زخموں کی تاب نہ لا کر 20 رمضان المبارک کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ حضرت علیؓ کا یہ اعزاز ہے کہ ان کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور شہادت کا مرتبہ بھی ایک مسجد ہی میں ملا۔ اس وقت آپؓ کی عمر 63 سال تھی۔ آپؓ کا دور خلافت چار سال اور نو ماہ کا تھا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

****

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ راشدہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ 99ھ میں سند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ یہ مروان کے پوتے اور خلیفہ عبدالملک بن مروان کے داماد تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے پہلے ہی خطبے میں اپنے عزائم کا اس طرح اظہار کیا۔

''اگر اللہ تعالیٰ ہر بدعت کو میرے ہاتھوں سے مردہ کرے اور رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی ہر سنت کو میرے ہاتھوں زندہ کرے، اور اسی راہ میں میرے جسم کا ایک ایک ٹکڑا کام آ جائے۔ یہاں تک کہ آخر میں میری جان بھی لے لی جائے تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہت ہی معمولی قربانی ہوگی''۔

اور پھر آپؒ کے خطبے کا سب سے اہم فقرہ یہ تھا ''اللہ کی نافرمانیوں میں ہم سے کوئی تعاون نہ کرے''۔

جیسے ہی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے خلیفہ بننے کی خبر حجاز مقدس میں پہنچی تو مدینہ منورہ کے مشہور امام حضرت قاسم بن محمدؒ نے بے اختیار ہو کر فرمایا ''اب وہ بولیں گے جو نہیں بول سکتے تھے''۔ اس جملے سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے پہلے کیسا خوفناک دستور زبان بندی تھا۔ مسلسل خاموش رہتے رہتے انسانوں کی صلاحیت گفتار ختم ہو گئی تھی۔ یہ زبان بندی سال دو سال سے نہیں تھی، زبان بندی کا یہ سلسلہ حضرت امام حسنؓ کی شہادت کے بعد سے ہی شروع ہو گیا تھا۔

یزید کے بعد مروان بن حکم اور پھر عبدالملک بن مروان، ولید بن عبدالملک کے زمانے میں لوگ ایک حرف بھی حق بات کا زبان سے نہیں نکال سکتے تھے۔ گو کہ سلیمان بن عبد الملک کا زمانہ امن کا زمانہ تھا۔ لیکن لوگ اس قدر ڈرے ہوئے تھے کہ خاموشی ہی کو عافیت سمجھنے لگے تھے۔ انسانوں کی صلاحیت گفتار ختم ہو گئی تھی، اور ان کی آوازیں سینوں ہی میں گھٹ کر دم توڑ چکیں تھیں۔ جابر اور ظالم حکمرانوں کے خوف اور دہشت سے جو نسلیں گونگی ہو گئیں تھیں انہیں بولنے کی طاقت، ہمت اور آزادی گفتار حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اس وقت بخشی جب وہ اپنی قوت گویائی کی دوبارہ بحالی سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو چکی تھیں۔ یہ ایک ایسی کرم کی بارش تھی جس نے مردہ زمینوں میں جان ڈال دی تھی۔ اس سے ایک مرتبہ پھر وہی شادابی لوٹ آئی جسے دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئیں تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس عدل وانصاف کو زندہ کیا جو آپؒ سے پہلے والے خلفاء کے دور میں مر چکا تھا۔ اور اگر کہیں کسی شکل میں زندہ بھی تھا تو اس کی معاشرتی حیثیت ایک لاوارث اور یتیم بچے کی مانند تھی۔

ایک زمانہ دراز سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی شان میں خطبات کے ذریعے گستاخیاں کی جاتیں تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کافرانہ رسم کو سختی کے ساتھ روک دیا، اور پہلی بار حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کا لفظ استعمال کیا جس کا مطلب ہے۔ ''اللہ تعالیٰ آپؓ کے چہرے کو روشن کرے''۔

اس کے علاوہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تمام اُموی شہزادوں سے جاگیریں واپس لیں۔ جہاں جہاں ظالم اُموی شہزادے، اور ظالم عمال موجود تھے ان تمام کو معزول کر دیا گیا۔ لوگوں نے آپؒ کو عمر ثانی کہنا شروع کر دیا۔ اور پھر عمر ثانیؒ نے جو سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دیا وہ مذہبی علوم کا احیاء تھا۔ آپؒ نے حضرت امام زہریؒ کو حکم دیا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تمام احادیث مبارکہ کو جمع کیا جائے۔ جب یہ مجموعہ تیار ہوا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تمام ممالک اسلامیہ میں اس کی نقلیں بھجوائیں۔ امام قاسمؒ کے بقول ''اب وہ لوگ بول سکیں گے جو اس سے پہلے نہیں بول سکتے تھے'' جن کے سینوں میں احادیث مبارکہ کے ذخیرے موجود تھے۔ اور وہ اسی علم کے خزانے کو اپنے سینوں میں دبائے خاموش رہے تا کہ علم کا یہ خزانہ ختم نہ کر دیا جائے۔

علماء کا گم شدہ وقار لوٹ آیا۔ عشرت کدے بجھا دیئے گئے اور درس گاہیں روشن ہو گئیں۔ اگرچہ مملکت اسلامیہ کے دیگر عمال (گورنر) علم کے سلسلے میں اتنے زیادہ حساس نہیں تھے، مگر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے غیر معمولی رجحان کے باعث وہ لوگ بھی محدثین عظام اور رفقہائے کرام کا ادب کرنے پر مجبور ہو گئے۔ خلیفہ وقت کی اس گرم جوشی نے عوام الناس کو ایک مرتبہ پھر علم کی طرف متوجہ کر دیا، اور گھر گھر علم و تدریس کے چرچے ہونے لگے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دین اسلام کی جو خدمات سرانجام دیں، ان کو دیکھ کر لوگ خلافت راشدہ کے دور کو یاد کرنے لگے۔ لوگوں نے آپؒ کو عمر ثانی کہا اور آپؒ خلافت راشدہ کے پانچویں خلیفہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپؒ انتہائی نرم دل اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں عقلیت پرستوں پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ عمر ثانیؒ کے دور میں صرف کردار ہی نہیں علم بھی دوبارہ زندہ ہوا تھا۔

101ھ میں عمر بن عبدالعزیزؒ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

اسے اہل زمین کی تیرہ بختی ہی کہا جائے گا کہ سوا دو سال بعد ہی وہ سورج بجھ گیا۔ جو حضرت علی بن ابی طالبؓ کی شہادت کے بعد نصف صدی تک گہرے سیاہ بادلوں میں روپوش رہا تھا مگر اس مختصر ترین وقت میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اتنی روشنی تقسیم کر گئے کہ اہل طلب اب قیامت تک اندھیروں کا شکار نہیں ہوں گے۔

فدیے اور کفارے

عبادات کی دو قسمیں ہیں:

(الف) پہلی قسم ان عبادات کی ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے-اس وقت کے اندر اندر ان کو ادا کرنا ہے۔اگر وقت پر ادا نہ کیا جائے تو انسان کے ذمہ قضاء رہے گی، جب تک کہ ان کی ادائیگی نہ کی جائے۔جیسے

(1) نماز (2) روزہ (3) قربانی

فدیہ اور کفارے میں فرق:

فدیہ کیا ہے؟ فدیہ اصل میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کے بدلے میں دیا جائے۔ایسا مسلمان مرد یا عورت جو بڑھاپے یا کسی بیماری جس کی وجہ سے، فرض یا واجبات نہ ادا کر سکتا ہو تو اسے فدیہ ادا کرنا ہوتا ہے-

کفارہ کیا ہے؟ کفّارہ شریعت کی رو سے ایک قسم کی سزا یا جرمانہ ہے جو بعض حرام کاموں کے ارتکاب، فرض یا واجبات کے ترک کرنے (یعنی چھوڑنے) پر متعلقہ شخص پر لاگو ہوتا ہے۔

(1) نماز:-

نماز کا فدیہ زندگی میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔ہاں مرنے کے بعد اگر میت نے وصیت کر دی تھی تو ایک وقت کی نماز کی قضا کا فدیہ پونے دو کلو آٹا دے دیں۔تو میت کے ذمہ سے ایک وقت کی نماز ادا سمجھی جائیگی۔ایک وقت کا پونے دو کلو آٹا، پانچ وقت کا پورے نو کلو۔ایک ماہ کا اور پھر ایک سال کا کتنا فدیہ بنا؟؟ اتنا فدیہ ورثا میں سے کبھی کسی کو دیتے نہیں دیکھا گیا۔میّت کی نمازوں کا فدیہ اس صورت میں ورثا پر فرض ہے جبکہ وصیت کے ساتھ ساتھ میت نے بہت سا مال چھوڑا ہے تو ورثا کو میت کی کل نمازوں کا حساب لگا کر ایک تہائی مال میں سے میت کے ذمہ کا یہ قرضہ اُتار دینا چاہیے ورنہ گناہگار رہوں گے۔اگر وصیت نہیں کی تو مال ورثا کا ہوا اور میت کے ذمہ قرض ہے اور گناہ رہے گا۔

(2) روزہ :-

روزے کا فدیہ:-

روزے کا فدیہ یہ ہے کہ جو شخص بڑھاپے یا دائم المریض ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو اور نہ ہی مستقبل میں اس کی صحت کی کوئی امید ہو تو ایسے شخص کو ہر روزے کے بدلے میں پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت بطورِ فدیہ دینی ہوگی، یا دو مساکین کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ہوگا یا ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہوگا- لیکن اس کے بعد اگر صحت یاب ہو گیا تو دوبارہ روزے ادا کرنا ضروری ہوگا، اور جو رقم فدیے میں دی وہ صدقہ شمار ہوگی۔عام بیماری جس میں صحت یابی کی امید ہو اس میں روزے کا فدیہ ادا کرنا درست نہیں ہے۔صحت یابی پر روزے ادا کرنے ہوں گے-

روزے کا کفارہ :-

اگر عاقل بالغ شخص رمضان المبارک کا وہ روزہ جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو قصداً (جان بوجھ کر) کھا پی کر یا جماع (ہم بستری) کر کے توڑ دے تو اس روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ (ایک روزے کا کفارہ) اگر ممکن ہو تو ایک غلام آزاد کرے، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو ساٹھ روزے مسلسل رکھنا واجب ہوں گے، اور اگر بڑھاپے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے مسلسل ساٹھ روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھلانا واجب ہوگا۔**جوان صحت مند آدمی کے لیے روزے کی قدرت ہوتے ہوئے ساٹھ روزے رکھنے کے بجائے بطورِ کفارہ کھانا کھلانا جائز نہیں، اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔**

صدقہ فطر کا کفارہ:- اگر کوئی شخص عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر یا فطرانہ ادا نہ کر سکا تو یہ معاف نہ ہوگا- اگلے سال پھر عید کی نماز سے پہلے اس کو ادا کرے-

(3) قربانی:-

قربانی ہر سال ہر صاحبِ استطاعت پر واجب ہے لیکن اگر 10 سال تک بھی قربانی نہیں دی ہے تو اکٹھی قربانی کے دنوں میں دے کر قرضہ چکایا جا سکتا ہے اگر

ادا نہ کی گئی تو گناہ لازم ہوگا۔

(ب) دوسری قسم ان عبادات کی ہے جن کے لیے وقت مقرر نہیں ہے زندگی میں جب بھی انسان ان کو ادا کرے وہ ادا ہو جائیں گی۔ جیسے

(1) زکوٰۃ (2) سجدہ تلاوتِ قرآن پاک (3) انسانی قرض (4) حج (5) قسم کا کفارہ

(1) زکوٰۃ :-

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب پر ہر سال ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی (حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت چاندی 5 تولے اوقیہ 200 درھم موجودہ 52.1/2 تولہ) یا (اتنا مال سال بھر رکھا رہا اور اس کو استعمال نہیں کیا) پر فرض ہے۔ اور یہ ایک سو پر اڑھائی روپے کے حساب سے ادا کرنا ہوتی ہے۔ اگر ادا نہیں کیا تو عمر کے کسی بھی حصے میں جب پیسے ہوں ادا کر دی جائے تو ادا ہو جائے گی۔

(2) سجدہ تلاوتِ قرآن پاک :-

سجدہ قرآن پاک کی آیت جہاں آئے تو وہاں سجدہ کرنا ہوتا ہے یعنی اُسی وقت ادا کرنا ہوتا ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ 14 سجدے اکٹھے کر لیئے جائیں یعنی اکٹھے ادا کر دیئے جائیں۔ لیکن اگر یہ اب تک ادا نہیں کیئے ہیں تو اکٹھے ادا کر دینے سے ادا ہو جائیں گے اور تاخیر کرنے پر گناہ ہوگا۔ اس کے لیے معافی مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی جائے۔ اگر یہ سجدے زندگی میں ادا نہیں کیے اور وصیت کر دی کہ وراثت میں سے میرے سجدوں کا فدیہ دے دیا جائے۔ تو ایک سجدہ تلاوت کا فدیہ مرنے کے بعد پونے دو کلو آٹا ہے۔ اگر وُرثا ادا کریں تو ٹھیک ورنہ گناہگار رہوں گے اور میّت کے ذمہ سے قرض اُتر جائے گا اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو مرتے ہی مال ورثہ کا ہو جائے گا اور میت کے ذمہ یہ قرضہ باقی رہے گا اور گناہ گار رہو گا۔

(3) انسانی قرض :-

ضروری ہے کہ اِس کو وقت پر ادا کر دے اور اگر ادا نہیں کر سکا، تو مرتے وقت اپنے حصہ میں سے قرض اتارنے کی وصیت کر دے۔ تو ورثہ ادا کریں گے اور اگر وصیت نہیں کی تو میت پر قرض باقی رہے گا۔ یاد رہے کہ انسان اپنی ملکیت میں سے ایک تہائی اپنی مرضی سے وصیت کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ باقی تین حصے شریعت نے ورثہ کے لیے لازمی قرار دیئے ہیں۔

(4) حج :-

حج زندگی میں ادا کریں، یہ ہر صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے۔ ادا کرنے سے فرض ساقط ہو جائیگا، اور ادا نہیں کیا زندگی میں اور وصیت کر دی ہے تو ورثا میں سے کوئی میت کی چھوڑی ہوئی رقم میں سے حج ادا کر دے۔ یا رقم خرچ کر کے حج کروا دے، میت کے سر سے حج کا قرض اُتر جائے گا۔ اور اگر ورثا وصیت کے باوجود ایسا نہ کریں تو گناہگار رہوں گے اور میّت کے ذمہ سے قرض اُتر جائے گا۔

(5) قسم کا کفارہ :-

اگر کسی نے اللہ کی قسم کھائی تھی کہ ایسا کروں گا، پھر نہیں کیا، تو قسم کا کفارہ فرض ہے۔ قسم کا کفارہ تین روزے رکھنا ہے یا دس غریبوں کو صبح وشام کھانا کھلانا ہے-

اگر کسی نے قسم کھائی کہ

تُو مجھ پر (شوہر نے قسم کھائی ہے) میری ماں کی طرح ہے۔ تو اس کے لیے اُس وقت تک بیوی حلال نہ ہوگی، جب تک وہ ساٹھ غریبوں کو پیٹ بھر کر کھانا نہ کھلائے یا دو ماہ کے روزے متواتر رکھے۔ اگر بیچ میں کوئی روزہ نہ رکھا تو دوبارہ سے روزے رکھے جائیں گے۔

مندرجہ بالا عبادات اگر وقت پر ادا نہیں کیں تو عمر کے جس حصے میں بھی ادا کریں گے ادا ہو جائیں گی۔ مثلاً دس سال سے صاحبِ نصاب ہے اور زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اب اکٹھی دس سال کی ادا کر دیں تو ادا ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر پچاس سجدہ تلاوت واجب ہیں اب ادا کر دیں، ادا ہو جائیں گے، 20 سال سے کسی کی رقم بطور قرض لی ہوئی تھی، اب ادا کریں تو ادا ہو جائیگی، اسی طرح حج جب بھی ادا کریں گے ادا ہو جائے گا۔ دس سال سے قربانی نہیں کی اب اکٹھی ادا کر دیں، ادا ہو جائے گی۔ لیکن ایام قربانی ہی میں قربانی کرنی ہوگی۔

****

غیبت

غیبت کی تعریف :- ''اپنے (زندہ یا مردہ) مسلمان بھائی کے بارے میں اس کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہنا جواسکو معلوم ہو جائے تو اُسے بری لگے اور یہ غیبت اس وقت ہے کہ وہ بات اس نے کہی ہو اگر وہ بات اس نے نہیں کہی تو پھر یہ ایک اور گناہ ہے جس کا نام ہے ''بہتان''۔

پارہ نمبر 26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 12 میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:- ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمھیں گوارا نہ ہوگا''۔

سرکار دوعالم خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا غیبت کیا ہے؟ عرض کیا گیا ''اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ بہتر جانتے ہیں''۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرو جسکو وہ ناپسند کرتا ہو''۔ عرض کیا گیا ''اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جو بات تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں (وہ بات) نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 6593)

ذیل میں دیئے ہوئے ان الفاظ پر ذرا غور کریں کہ مسلمانوں کے بارے میں روزانہ کیا کیا کہہ کر کتنی بار غیبت یا بہتان کا ارتکاب کرتے ہوئے ہم معاذ اللہ خوفناک عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

غیبت کی مثالیں :۔

1- لمبی لمبی باتیں کرتی ہے/ کرتا ہے۔ 2- چکنی/ چپڑی باتیں کرتی ہے/ کرتا ہے۔ 3- سیانی بنتی ہے/ بنتا ہے۔ 4- بیوقوف بنا رہی تھی/ بنا رہا تھا۔

5- باتونی ہے۔ 6- بور کرتی ہے/ کرتا ہے۔ 7- چال باز ہے۔ 8- ڈھونگ کرتی ہے/ کرتا ہے۔ 9- خود کو بڑا سمجھتی ہے/ سمجھتا ہے۔

10- بد اخلاق/ بدتمیز/ بدزبان ہے۔ 11- فضول گو ہے۔ 12- ایویں ہی ہے (یعنی بس ایسے ہی ہے)۔ 13- دنیادار ہے۔ 14- ظالم ہے۔

15- خود کو ہوشیار سمجھتی ہے/ سمجھتا ہے۔ 16- بزدل ہے۔ 17- چور ہے۔ 18- خائن ہے۔ 19- راشی ہے۔ 20- جھگڑالو/ فتنے باز

21- اہل، بیوقوف، ان پڑھ ہے۔ 22- مفت خور 23- ناشکری/ ناشکرا، احسان فراموش ہے۔ 24- غنڈہ ہے۔ 25- زانی ہے۔

26- خشک مزاج ہے۔ 27- امیروں سے دوستی کرتی ہے/ کرتا ہے۔ 28- منہ سے بو آتی ہے۔ 29- کان کی کچی ہے/ کچا ہے۔ 30- چکر باز

31- نخرے باز ہے۔ 32- کام چور ہے۔ 33- ندمزاج ہے۔ 34- بےصبری/ بےصبرا۔ 35- کُند ذہن ہے۔

36- سست مار۔ 37- پڑھائی میں کمزور/ بدھو ہے۔ 38- موٹی عقل ہے۔ 39- ڈینگیاں مارتی ہے/ مارتا ہے 40- دونمبری کرتے ہیں۔

41- شیخی مارتی ہے/ مارتا ہے۔ 42- چغل خور ہے۔ 42- مغرور ہے۔ 43- چڑچڑی/ چڑچڑا۔ 44- پیسوں کی بھوکی ہے/ بھوکا ہے۔

45- مالداروں کے پیچھے گھومتی ہے/ گھومتا ہے۔ 46- غریبوں کو گھاس نہیں ڈالتی/ ڈالتا۔ 47- لالچی ہے۔ 48- خوشامدی ہے۔

49- اکڑتی ہے، اتراتی ہے/ اتراتا ہے۔ 50- اپنی واہ واہ چاہتی ہے/ چاہتا ہے۔ 51- بخیل ہے۔ 52- ریاکار ہے۔ 53- ٹھگ ہے

54- دکھاوے کے لئے روتی ہے/ روتا ہے۔ 55- چھوڑتی ہے یعنی جھوٹ بولتی ہے/ بولتا ہے۔ 56- نیت خراب ہے۔ 57- دل میں دغا ہے۔

58- دھوکے باز ہے۔ 59- ددیانت ہے۔ 60- خار کھاتی ہے/ کھاتا ہے۔ 61- جھوٹی ہے/ جھوٹا ہے۔ 62- جان ہی نہیں چھوڑتے۔

63- ''گند'' کرتی ہے/ کرتا ہے۔ 64- 'فتنہ'' ہے۔ 65- پھڈے باز ہے۔ 66- جواری ہے۔ 67- صفائی نہیں رکھتے 68- ڈرامہ باز ہے۔

69- اس میں دم کہاں؟ 70- چودراہٹ جما رکھی ہے۔ 71- گلے ہی پڑ جاتے ہیں۔ 72- آوارہ ہے۔ 73- چلتا پرزہ

74- پیٹ کے ہلکے۔ 75- لاپرواہ ہے۔ 76- اسکے بیان میں دم کہاں؟ 77- پیسوں کے لئے نعت پڑھتے ہیں۔ 78- فضول خرچ ہے۔

ان کے علاوہ : لباس میں عیب نکالنا، سواری میں عیب نکالنا، گھر میں عیب نکالنا، عبادت میں عیب نکالنا، جسمانیت میں عیب نکالنا وغیرہ یہ سب بھی غیبت میں شامل ہوتا ہے۔ یعنی بلا اجازت شرعی اگر کوئی ایسی ویسی بات کسی کے بارے میں پیٹھ پیچھے کہی جبکہ وہ بات اس میں موجود ہو تو وہ غیبت ورنہ بہتان ہے۔

غیبت کے مختلف انداز :۔ زبان سے، اشارے سے، لکھ کر، مسکرا کر مثلاً آپ کے سامنے کسی کی خوبی بیان ہوئی اور آپ نے طنزیہ انداز میں مسکرا دیا جس سے ظاہر ہوتا ہے

کہ میں اسکو خوب جانتی ہوں---ہاتھ، پاؤں، سر، ناک، ہونٹ، زبان، آنکھ، ابرو پیشانی پر بل ڈال کر۔ الغرض کسی بھی انداز سے دوسرے کو کسی کی برائی سمجھائی جائے تو یہ غیبت میں داخل ہے۔

غیبت سننا بھی گناہ کبیرہ ہے:۔ غیبت کرنے اور سننے کی عادت نے ہمارے معاشرے میں تباہی مچا رکھی ہے۔ منقول ہے کہ ''آگ خشک لکڑیوں کو اتنی جلدی نہیں جلاتی جتنی جلدی غیبت انسان کی نیکیوں کو جلا کر رکھ دیتی ہے''۔

عذاب قبر کے تین حصے:۔ حضرت سیدنا قتادہؓ فرماتے ہیں ''عذاب قبر کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک تہائی عذاب غیبت سے، ایک تہائی عذاب چغلی سے اور ایک تہائی پیشاب کی چھینٹوں سے خود کو نہ بچانے سے ہوتا ہے''۔

غیبت سے توبہ کا طریقہ:۔

1- اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ندامت کے ساتھ توبہ کریں غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس جس کی غیبت کی ہے اسکے لیے دعائے مغفرت کریں اگر نام یاد نہ رہے ہوں تو یوں کہے ''اے اللہ میں نے آج تک جتنی بھی غیبتیں کی ہیں ان سے توبہ کرتی ہوں/کرتا ہوں اور میں نے آج تک جن جن مسلمانوں کی غیبت کی ہے ان سب کی اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ کے صدقے میں مغفرت فرما دے'' (یاد رہے کہ قبولیت توبہ کے لیے شرط یہ ہے کہ اس گناہ سے دل میں بیزاری اور آئندہ نہ کرنے کا عزم ہو)۔

2- اس بندے سے معافی مانگے جسکی غیبت کی ہو اسکے پاس جا کر اسکی تعریف اور اس سے محبت کا اظہار کریں تاکہ اسکا دل خوش ہو جائے اور عاجزی کے ساتھ عرض کریں کہ میں نے جو آپکی غیبت کی ہے اس پر نادم ہوں مجھے معاف کر دیجیے۔ اب بالغرض وہ معاف نہ بھی کرے تب بھی انشاءاللہ آخرت میں مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ ہاں اگر رسمی طور پر بلا اخلاص کے ہی معافی مانگی اور اس نے معاف کر بھی دیا تب بھی آخرت میں مواخذہ کا خوف باقی ہے۔

چغلی کیا ہے؟

لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لئے ادھر کی بات اُدھر کرنا چغلی کہلاتا ہے۔

منافقت:

منافق وہ ہے جس کے ظاہر اور باطن میں فرق ہو، منافقت انسان کو اللہ کے قرب سے محروم کر دیتی ہے۔

1- منافق وہ ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دے۔
2- منافق وہ ہے جو اسلام سے پیار کرے اور مسلمان سے نفرت۔
3- منافق وہ ہے جس کی خلوت اور جلوت میں فرق ہو۔
4- جس کی باتیں اور وعدے جھوٹے ہوں۔
5- جو دشمنوں کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کرے اور دوستوں کی ہنسی اڑائے۔
6- جو محسنوں کے ساتھ دغا نہ کرے۔ جو انسان کا شکر ادا نہ کرے۔
7- جس کو اپنے سے بہتر کوئی نظر ہی نہ آئے۔ جو امانت کی حفاظت نہ کر سکے۔
8- جو اپنے دماغ کو سب سے بڑا دماغ سمجھے جو یہ نہ سمجھ سکے کہ اگر اللہ چاہے تو مکڑی کے کمزور جالے سے بھی ایک طاقتور دلیل پیدا کر سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ و سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"4 باتیں منافقت کی علامت ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا پایا جانا بھی منافقت کی دلیل ہے۔ جب تک اس عادت کو چھوڑ نہ دے۔

1۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
2۔ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔
3۔ جب امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔
4۔ جب جھگڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے"۔ (بخاری ومسلم)

اللہ پاک ہم سب کو غیبت، چغل خوری، بہتان اور منافقت جیسے تمام گناہوں سے محفوظ فرمائے۔ یا اللہ ہماری اور اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ کی ساری امت کی مغفرت فرمانا۔ (آمین)

****

کلمات کفر

تنگدستی، بیماری، پریشانی اور فوتگی کے مواقع پر بعض لوگ صدمے یا اشتعال کے سبب کچھ کفریہ کلمات منہ سے نکال دیتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا اس کو ظالم سمجھنا، ضرورت مند، عاجز یا محتاج سمجھنا وغیرہ۔ یاد رکھیں بلا شرعی عذر (ہوش و حواس میں نہ ہونا) صریح کفر بکنے والا اور معنی سمجھنے کے باوجود ہاں میں ہاں ملانے والا بلکہ تائید میں سر ہلانے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ بیعت ختم ہو جاتی ہے۔ زندگی بھر کے نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ اگر حج کیا تو وہ بھی گیا۔ اب تجدید ایمان کے بعد نئے سرے سے تمام کام کئے جائیں۔ اس لیے انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

چند مشہور جاہلانہ جملے (کفریہ کلمات) جو عوام الناس میں غلط العام ہو گئے ہیں، جن سے اجتناب ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے:

i- "نمازیں بخشوانے گئے تھے"، "روزے گلے پڑ گئے"۔

جس نے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) پر نازل شدہ دین کی کسی چیز کا یا اس کی جزا اور سزا کا مذاق اڑایا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے((سورہ توبہ، آیت نمبر 66-65)

ترجمہ:-" کہو کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی؟ اب عذرات نہ تراشو، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے"۔

ii- "نوسو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی"۔ (یعنی ساری زندگی گناہوں میں گزری اب نیک ہونے کا کیا فائدہ)

بحیثیت مسلمان لاکھوں، کروڑوں گناہ سرزد ہونے کے بعد بھی حج کو جائے گا تو ان شاء اللہ رب کی رحمت کو اپنے قریب پائے گا۔ گویا کوئی شخص کتنا ہی گناہ سے آلودہ کیوں نہ رہا ہو اگر وہ سچی توبہ کر کے پلٹ آنا چاہے تو مغفرت کا دروازہ کھلا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے (سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 82)

ترجمہ:-"جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے، اچھے عمل کرے اور راہ راست پر گامزن رہے تو اسے میں یقیناً بہت زیادہ معاف کرنے والا ہوں"۔

iii- "آج کے دور کے مطابق دین میں تبدیلی وقت کی ضرورت ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(سورہ المائدہ، آیت نمبر 3)

ترجمہ:-"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا"۔

iv- "آخر اللہ کو ہماری یاد آ ہی گئی"۔

اللہ فرماتا ہے(سورہ مریم، آیت نمبر 64)

ترجمہ:-"تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں"۔

v- "زمانہ بہت خراب ہو گیا ہے، زمانہ بڑا غدار ہے"۔

حدیث قدسی:-"ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے۔ وہ زمانے (وقت) کو گالی دیتا ہے جب کے زمانہ "میں" ہوں۔ ہر حکم میرے ہاتھ میں ہے اور میں ہی دن رات کو پلٹا ہوں"۔(متفق علیہ)

vi- "فلاں بہت منحوس ہے"- وغیرہ وغیرہ

یہ وہمی لوگوں کی باتیں ہیں۔ اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہ محض توہم پرستی ہے۔ حدیث شریف میں بدشگونی کے عقیدے کی تردید فرمائی گئی ہے۔ سب سے بڑی نحوست انسان کی اپنی بداعمالیاں اور فسق و فجور ہو۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:(سورہ النساء، آیت نمبر 79)

ترجمہ:-"تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے"۔

مشکلات کے وقت بکے جانے والے کفریہ کلمات۔

1۔ ''فلاں شخص لوگوں کے ساتھ کچھ بھی کرے اللہ کی طرف سے اسے کُھل آزادی ہے''۔ (کھلی چھٹی ہے)

2۔ ''ہمیں تو اللہ فوراً ہی پکڑ لیتا ہے۔''

3۔ ''اللہ نے ہمیشہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ دیا ہے۔''

4۔ ''ہم نے سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر بھی دیکھ لیا کچھ نہیں ہوتا۔''

5۔ ''ہماری تو قسمت ہی خراب ہے۔''

6۔ ''ہمارے مقدر میں کامیابیاں کہاں؟''

7۔ ''شاید اس کے خزانے میں ہمارے لیے کچھ نہیں۔''

8۔ ''ہمارا تو کوئی خواب کوئی آرزو کبھی پوری ہی نہیں ہوئی۔''

9۔ ''کیا دعا کروں اللہ سے؟ مجھے معلوم ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوگی۔''

10۔ ''فلاں شخص نے سب کو تنگ کر رکھا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ بھی ایسوں کو نہیں پکڑتا۔''

11۔ ''اے اللہ تو نے مال لے لیا، عزت لے لی، فلاں چیز لے لی، اب کیا رہ گیا ہے ہمارے پاس؟ اب کیا چاہتا ہے؟''

12۔ ''اللہ بھی ہم جیسے مجبوروں کو ہی پکڑتا ہے۔''

13۔ ''ناکامی تو ہمارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے، وغیرہ وغیرہ''

تنگدستی کے باعث بکے جانے والے کفریہ کلمات

14۔ ''اے اللہ بس کر اب ہمیں مزید مصیبت میں مت ڈالنا''۔

15۔ سیاسی پناہ لینے، یا تنگدستی کی وجہ سے کفار کے ہاں نوکری کی خاطر ویزا فارم پر یا کسی قسم کی رقم وغیرہ بچت کے لیے درخواست پر اگر خود کو جھوٹ موٹ عیسائی، یہودی، قادیانی، شیعہ، کافر، لکھا یا لکھوایا۔ تب بھی کافر ہو گیا۔

16۔ کسی سے مدد کی درخواست کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ یا قادیانی ہو جاؤں گا یا شیعہ ہو جاؤں گا۔ ایسا کہنے والا فوراً کافر ہو جائے گا۔

17۔ کسی کو مشورہ دیا کہ کافر ہو جاؤ، وہ شخص کافر ہو یا نہ ہو مشورہ دینے والا فوراً کافر ہو جائے گا۔

18۔ کسی نے کفر بکا یا کسی پر حکم کفر لگا یا اس پر راضی ہونے والا حکم کفر میں داخل ہے۔ کیونکہ اس نے کسی کے کفر میں مبتلا ہونے کو پسند کیا اور کفر کو پسند کرنا بھی کفر ہے۔

19۔ یہ کہنا کہ اگر اللہ ہوتا تو ہم جیسے مقروضوں کو سہارا دیتا، غریبوں کا سہارا بنتا۔

اعتراضات کی صورت میں بکے جانے والے کفریہ کلمات

20۔ ''معلوم نہیں اللہ نے مجھے کیوں پیدا کیا؟''

21۔ ''فلاں کو تو تو نے یہ کچھ دے رکھا ہے۔ ہمارے مقدر میں غم ہی لکھ دیئے ہیں۔''

22۔ ''اے اللہ یہ زیادتیاں میرے ساتھ ہی ہوتی ہیں تو بھی تو دیکھتا ہے یہ کیسا انصاف ہے؟''

23۔ ''کہتے ہیں اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے میں کہتا ہوں یہ سب بکواس ہے؟''

24۔ ''پریشانیاں بس نیکوں کے لیے ہیں۔ برے لوگ عیش اڑاتے ہیں۔''

25۔ ''اے رب آخر میں نے ایسا کونسا قصور کر دیا کہ پریشانیاں اور تکلیفیں سب میرے ہی مقدر میں لکھ دی ہیں۔''

فوتگی کے مواقع پر بولے جانے والے کفریہ کلمات

26۔ ''کسی کے فوت ہونے پر یہ کہنا کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہوا ہے۔''

27۔ ''یا کسی کا جوان بیٹا مرجائے تو یہ کہنا کہ اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا اور مرتا تو میں دیکھتا کہ اسے کیا ہوتا ہے''۔ یہ کہنا کفر ہے کیونکہ کہنے والے نے اللہ کا بیٹا ہونا کہا

اوراس کی طرف ظلم کومنسوب کیا۔

28۔ ''یہ کہنا کہ نیکوں کواللہ بھی جلدی بلا لیتا ہے۔''

29۔ ''کسی کی موت پر یہ کہنا کہ یااللہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر بھی تجھے ترس نہ آیا۔''

30۔ ''یا اللہ اس کی بھری جوانی پر ترس کھالیا ہوتا''

31۔ ''یاوالدین میں سے کسی کا کہنا کہ یااللہ اگر تو نے لینا ہی تھا تو مجھے لے لیتا۔اس کو کیوں لے لیا(یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض ہے)''

32۔ ''یااللہ تیرا نظام انصاف بھی بڑا ہی عجیب ہے''وغیرہ وغیرہ۔

تجدید ایمان (یعنی ازسرنو ایمان لانے کا) کا طریقہ۔

دل کی تصدیق کے بغیر صرف زبانی توبہ کافی نہیں ہوتی۔یعنی کسی نے کفر بک دیا،کسی دوسرے نے بھلا پُھسلا کر توبہ کروادی۔اس طرح کے کفر کرنے والے کو احساس بھی نہ ہوا کہ اس نے کفر کیا تھا تو اس طرح توبہ نہ ہوگی۔اس کا کفر بدستور باقی رہے گا۔توبہ اس وقت قبول ہوتی ہے جب گناہ کرنے والا اپنے گناہ کو تسلیم کرے۔ یعنی جب کفر بکنے والا اپنے کفر بکنے کو تسلیم کرے اور دل سے اس کفر سے نفرت اور بیزاری بھی محسوس کرے اور توبہ میں اس کفر سے بیزاری کا تذکرہ بھی کرے۔مثلاً یااللہ میں نے ویزا لگوانے کے لیے اپنے آپ کو عیسائی لکھ دیا تھا لیکن میں بے حد شرمندہ ہوں اور اپنے اس کفر سے معافی مانگتا ہوں اور پڑھتا ہوں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یا۔۔یااللہ میں نے جو بینک میں اس لیے کہ زکوۃ کی کٹوتی پر اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کیا تھا اس پر دل سے شرمندہ ہوں اور معافی مانگتا ہوں اور کہتا ہوں''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔اس کے علاوہ بھی ہر مسلمان کو روزانہ سونے سے پہلے احتیاطاً توبہ و تجدید ایمان کر لینا چاہیے کہ یااللہ اگر دن میں یا رات میں کسی بھی وقت مجھ سے بے خیالی میں کوئی کفریہ کلمہ ادا ہو گیا ہے میں معافی مانگتا ہوں اور بیزار ہوا میں اس سے اور میں پڑھتا ہوں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔

ایمان کی حفاظت کا ورد

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِی، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَ وَلَدِی وَ اَھْلِی وَ مَالِی

صبح شام تین تین بار پڑھیں۔دین وایمان،جان ومال و بچے سب محفوظ رہتے ہیں۔

جب کوئی پریشانی یا مصیبت آئے تو فوراً کہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اور صبر کرے۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:''اے انسان اگر تو طالب ثواب ہو کر اوّل صدمہ پر (یعنی صدمہ آتے ہی فوراً) صبر کرے تو میں تیرے لیے جنت کے سوا کسی ثواب پر راضی نہیں ہوتا۔'' (صحیح بخاری،حدیث نمبر 6424)

****

والدین کے حقوق (سعادت مندی)

انسان کے اسباب ظاہر میں ماں باپ کی عزت کرنے کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔

1۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی"۔(یعنی لڑکا اپنے ماں باپ سے ایسا سلوک کرے گا جیسے یہ اُن کا آقا ہے)(صحیح بخاری، حدیث نمبر 50)

2۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ''ماں باپ کی خوشنودی دنیا میں موجب دولت اور عاقبت میں باعث نجات ہے"۔

3۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اگر غیب دانی کے دعویٰ کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا کہ چار آدمی جنتی ہیں"۔

(1) صابر محتاج عیال دار (2) وہ عورت جس کا شوہر اُس سے راضی ہو۔ (3) وہ لڑکا جس کے والدین اُس سے خوش ہوں (4) وہ گناہ گار جو سچی توبہ کرلے "۔

4۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا: "جب بھی وقت ملے ماں کے پاس بیٹھ جایا کرو۔ کیونکہ ماں کے ساتھ گزارا ہوا وقت قیامت کے دن باعث نجات ہوگا "۔

5۔ دنیا کی حسین شے صرف ماں ہے۔(محمد علی جوہر)

6۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان کی طرح ہوتا ہے۔(اورنگ زیب عالمگیر)

7۔ اگر مجھے میری ماں سے جدا کردیا جائے تو میں پاگل ہو جاؤں۔(حکیم لقمان)

8۔ ماں اللہ کا جلوہ اور اللہ کی خوشی ہے اِسی لیے ماں کو خوش رکھنا ضروری ہے۔(عنا تلوفرانس)

9۔ ماں باپ کو اپنی مرضی پر چلانے کی بجائے ماں باپ کی مرضی پر چلنا سعادت مندی ہے۔

10۔ ماں باپ سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنے کا عزم ایک شدید ترین جرم ہے اور فطرت کبھی نہ کبھی اِس کا انتقام لے لیتی ہے۔

11۔ انسانیت کی معراج یہ ہے کہ ماں باپ کا دل نہ دکھایا جائے۔

12۔ تین چیزیں زندگی میں صرف ایک بار ملتی ہیں۔ جوانی، حُسن اور والدین۔

13۔ تین چیزوں کا احترام کرو۔ قانون، استاد اور والدین۔

14۔ ماں باپ زندگی میں اُس شمع کی مانند ہوتے ہیں جو ہوا میں رکھی گئی ہو۔

15۔ ماں باپ کے عیبوں کو چھپاؤ۔ اُن کے عیب مت تلاش کرو۔

16۔ بیماریوں میں سب سے بُری دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماریوں میں سب سے بُری ماں باپ کی دل آزاری ہے۔

17۔ جو اولاد ادب کرنا نہیں جانتی اُس سے بھلائی کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیے۔

18۔ "ماں" اُمور دنیا سے نہیں بلکہ اسباب آخرت سے ہے۔

19۔ ماں باپ کے ساتھ محبت ہر عمر میں ضروری ہے۔ لیکن خصوصاً اس وقت جب وہ بوڑھے ہو جائیں۔ نہ اُنہیں کہیں چھوڑ کر آؤ اور نہ اُنہیں چھوڑ کر کہیں جاؤ۔

20۔ ماں باپ کی غلطیاں تلاش نہ کرو۔ یہ تمام عمر تم سے درگزر والا معاملہ کرتے رہے ہیں۔

21۔ بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد سے اُس کے غصّے اور اُس کی ناراضگی کی وجہ سے ڈرتے ہوں۔

22۔ ماں باپ کو شرمندہ کرنے کے لیے ان کی کوتاہیوں کی ٹوہ میں نہ رہو۔

23۔ ماں باپ کا ادب کرو۔ ماں باپ سے ادب نہ کرواؤ۔

24۔ باپ کو ایک نگاہ شفقت سے دیکھنا ایک حج کا ثواب رکھتی ہے۔

25۔ ماں باپ کو خود فیصلہ کرنے کے مواقع فراہم کرنا اور پھر اُن کے فیصلے کو تسلیم کرنا اور اُس پر عمل کرنا سعادت مندی ہے۔

26۔ ماں باپ سے دھیمی آواز سے بات کرو۔ غصہ اور زور سے بات کر کے اُن کے دلوں کو نہ دہلاؤ۔

مُہلت کا اِختتام

اللہ تعالی اس زمین پر جونظام، جو سسٹم نافذ کرتا ہے وہ اس کو اپنے ایک دن یا ہمارے ہزار سال کے بعد اٹھا لیتا ہے اور پھر نئی تدبیر فرماتا ہے۔

دیکھیے سورہ سجدہ، آیت نمبر 5　　يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

ترجمہ: "وہ اپنے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین تک پھر (وہ کام) اس کی طرف رجوع کرے گا ایک دن میں۔ جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے۔ اُس حساب سے جو تم شمار کرتے ہو"۔

بہت سے مفسرین نے اس آیت میں بتائے ہوئے دن سے مراد قیامت کا دن لیا ہے۔ حالانکہ سورہ معارج، آیت نمبر 4 میں قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال بتائی ہے۔

سورہ معارج، آیت نمبر 4　　تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ　ترجمہ: "وہ ایک دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا"۔

جبکہ مندرجہ بالا آیت سورہ سجدہ، آیت نمبر 5 میں اللہ تعالی کا حکم نافذ کرنے والا ایک دن ہزار سال کے برابر بتایا گیا ہے۔

اب ہم اس ایک دن کی تشریح سورہ الحج کی آیت نمبر 48,47,46 میں دیکھتے ہیں:-

سورہ الحج، آیت نمبر 46　اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰـكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ

ترجمہ: " تو کیا لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے ہیں جن سے یہ سمجھنے لگتے یا کان ایسے ہو جاتے ہیں جن سے یہ سنتے۔ اصل یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں"۔

آیت نمبر 47　　وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

ترجمہ: "اور یہ لوگ عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں (یعنی عذاب کی خبر پر یقین نہیں کر رہے) حالانکہ اللہ تعالی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے پروردگار کے پاس ایک دن مثل ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے مطابق"۔

آیت نمبر 48　　وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَىَّ الْمَصِيْرُ

ترجمہ: "اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہیں ہم نے مہلت دی تھی اور وہ نافرمان تھیں۔ پھر ہم نے انھیں پکڑ لیا اور میری ہی طرف سب کی واپسی ہے"۔

سورہ سبا، آیت نمبر 30-29　　وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - قُلْ لَّـكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ

ترجمہ: "وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ کہہ دیجئے کہ تمہارے واسطے ایک دن کا وعدہ ہے۔ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ ایک ساعت آگے بڑھ سکتے ہو"۔

مندرجہ بالا تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امتوں کو مہلت ایک ہزار سال کی دی گئی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند میں بہز ابن حکیم سے روایت کیا ہے جس کو بہز انے اپنے والد حکیم سے اور ان کے والد نے ان کے دادا سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا:

ترجمہ: "تم لوگ 70 امتوں کے خاتمے کے بعد وجود میں آئے ہو۔ تم لوگ اللہ کے نزدیک ان امتوں میں سب سے زیادہ برگزیدہ اور افضل ہو"۔

مندرجہ بالا حدیث کو امام احمد نے (5/5) میں، امام ترمذی نے (3001) میں اور ابن ماجہ نے (4288) میں بیان کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر قوم کو پنپنے کے لئے مہلت اللہ تعالی کے شمار کے مطابق ایک دن کی اور ہمارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کی دی گئی ہے۔ لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ ہمارے تو ایک ہزار سال کب کے گزر چکے ہیں اور اب ہم پندرہویں صدی میں سے گزر رہے ہیں۔

یعنی پندرہویں صدی گزر رہی ہے اور پندرہویں صدی شروع ہوئے بھی تقریبا 442 سال ہو چکے ہیں اور صرف 58 سال باقی ہیں-

اب ایک اور حدیث دیکھتے ہیں-

حضرت ابو داؤدؒ سے مروی ہے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا: "میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے پروردگار کی نگاہ میں اتنی عاجز اور بے حقیقت نہیں ہو جائے گی کہ اس کا پروردگار اس کو آدھے دن کی مہلت بھی نہ عطا کرے"۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے پوچھا گیا" آدھا دن کتنا ہوتا ہے"؟ تو انہوں نے جواب دیا"500 سال"-

یہ وہ بات ہے جس کو بنیاد بنا کر علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ " اس امت کی عمر پندرہ سو سال تک رہے گی"۔(مشکوۃ شریف، باب قرب الساعۃ)

حدیث:-حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا: " میری امت میں ایک جماعت اپنے دشمنوں کے مقابلے میں حق پر مسلسل ڈٹی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) قریب آ پہنچے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں"۔(مسند احمد)

حدیث:-حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا: " تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ چاہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالیں گے۔اس کے بعد خلافت علی منہاج نبوت ہوگی اور وہ رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کو اس کا رہنا منظور ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالیں گے۔اس کے بعد ایک طاقتور بادشاہت ہوگی اور وہ رہے گی جب تک اس کا رہنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالیں گے۔اس کے بعد دھونس دھاندلی اور سینہ زوری کی حکومت ہوگی اور وہ رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالیں گے۔ اس کے بعد خلافت علی منہاج نبوت ہوگی" ۔ پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) خاموش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدی کو وہ مہلت دی ہے۔جس سے بڑھ کر آج تک زمین میں کسی قوم کو مہلت نہیں دی گئی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم ہیں۔اللہ تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 19 میں ہمیں کتنی محبت سے اپنی قدردانی کی یقین دہانی کرواتا ہے۔

وَمَنْ اَرَادَالْاٰخِرَۃَوَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْكُوْرًا

ترجمہ:" اور جس نے آخرت کا ارادہ اور ہمت کر لی کہ مجھے آخرت کمانا ہے اور یہ عزم کر کے پختہ ارادہ ہو گیا اور پھر اس کے لئے کوشش کی (جیسی کوشش کر سکتا ہے) یعنی جتنی اس کی استطاعت ہے، جیسا کہ اس کا حق ہے، اور ایمان کے ساتھ کی، اور اللہ کے بھروسے پر کی، اللہ کی خاطر کی تو اس کے ان ساری کوششوں کی پوری قدردانی کی جائے گی"۔یعنی ان تمام کوششوں کو قبول کیا جائے گا اور ان کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی اکثریت آجکل دن رات موبائل، انٹرنیٹ، فیس بک(facebook)، واٹ سیپ(whatsapp)، انسٹا گرام(instagram)، ٹک ٹاک(tik tok)، ایمو(imo)، ڈیلی موشن(dailimotion) یوٹیوب(youtube) اور لائیکی(Likee) وغیرہ میں وقت ضائع کر دیتے ہیں- نہ صبح اٹھنا یاد اور نہ یہ یاد کہ کب سونا ہے؟ نہ نمازوں کی پرواہ، نہ قرآن کی تلاوت اور اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا عذاب کہ فحاشی اور عریانی کی ننگی اور بے ہودہ تصاویر اور مناظر دیکھنے میں بچے، جوان، اوسط عمر اور بوڑھے سب شامل ہیں- عورتیں حتیٰ کہ شادی شدہ عورتیں سب ہی ان مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں- ان کی خدمت میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے-

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''میں اپنی امت میں سے یقینی طور پر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو(ہوا میں منتشر ہو جانے والا) غبار بنا کر ہوا میں غارت کر دے گا''، ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:''اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمایئے اور کھول کر بیان فرمایئے تاکہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم ان میں سے نہ ہو جائیں''، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''وہ لوگ تم لوگوں کے دینی بھائی ہوں گے اور تمہاری طرح دین اسلام پر ہوں گے اور رات کی عبادات میں اسی طرح حصہ لیں گے جس طرح تم لوگ لیتے ہو(یعنی تم لوگوں کی ہی طرح قیام الیل کریں گے) لیکن ان کا معاملہ یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور کاموں کو تنہائی میں پائیں گے تو انہیں استعمال کریں گے''۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4386، کتاب الزھد، باب 29) (نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں طائف سے مدینہ تک کا علاقہ تہامہ کہلاتا تھا-)

تمام مسلمانوں کے لئے یہ بات لمحہ فکریہ ہے کہ مہلت کا وقت ختم ہونے کو ہے۔اب بھی وقت ہے۔اب بھی غفلت سے جاگ کر اس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ جانیں دیں جو جانے کے بعد واپس نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دی گئی مہلت سے فائدہ اٹھانے اور آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وصیت

وصیت کیا ہے؟ مرنے سے پہلے اپنے مال کا ایک تہائی حصہ کسی کو دینے کی تاکید تحریری طور پر کرنا وصیت کہلاتی ہے۔ یہ زبانی اور ریکارڈ کر کے بھی کی جاسکتی ہے اور ورثا کے لئے اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

وصیت کے درست ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

1- تحریری ثبوت موجود ہو۔ یا دو گواہ موجود ہوں۔ 2- تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہ ہو۔ (بقیہ ترکہ وارثوں میں آیت میراث کے مطابق تقسیم ہوگا)۔

-3 وارث کے حق میں نہ ہو۔

اس فیصلہ یا تحریری ہدایت کو ''وصیت'' کہتے ہیں قرآن پاک سورۃ المائدہ، آیت نمبر 106 میں اس کی تاکید آئی ہے۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمھارے آپس میں دو شخص (لوگوں) کا وصی (گواہ) ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا وقت ہو۔ وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دین دار ہوں اور تم میں سے ہوں اور اگر دو مسلمان نہ ملیں تو وہ غیر مسلم ہی سہی (بشرطیکہ ان کی گواہی شک کے موقعہ پر قابل اعتماد ہو)''۔

حدیث قدسی ہے: ترجمہ:۔''اے ابن آدم: دو چیزیں تیری نہیں تھیں۔ میں نے تیری موت کے وقت تجھے تیرے مال میں سے (وصیت کرنے کے لئے) ایک حصہ دیا تا کہ (1) تجھے پاک اور صاف کروں۔ (میں نے وصیت کو شروع کیا تا کہ تو اچھی اور درست وصیت کر کے ثواب کمائے۔ اور یہ تیرے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کا سبب بنے) اور (2) موت کے بعد اپنے بندوں کی دعائیں تیرے حق میں تجھے دلائیں''۔(یعنی ایصال ثواب) (رواہ عبد بن حمید نی المسند)۔

آخرت کی کامیابی ہی دراصل وہ تابناک اور روشن مستقبل ہے جس کے لئے مومن دنیا میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہی کوشش فرائض وحقوق کو ادا کرنے کا دوسرا نام ہے۔ جو انجام کار اس کو فائدہ دے جاتی ہے۔ انہی میں سے ایک آخری حق وصیت کا ہے۔

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''جو مسلمان وصیت کرنا چاہتا ہے۔ وہ دو راتیں بھی نہ گذارے۔ مگر یہ کہ اُس کے پاس وصیت لکھی ہوئی ہو''۔(متفق علیہ)

وصیت کی مقدار:۔ مسلمان کو اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کا حق ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سخت بیمار ہوئے تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے وصیت کی بابت مشورہ طلب کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''تہائی کی اجازت ہے اور تہائی بھی بہت ہے'' پھر فرمایا:''اے سعد تم اپنے ورثا کو خوشحال رہنے دو، وہ تمھارے لئے بہتر ہے اس کے بجائے کہ انہیں تنگدست چھوڑ و اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں اے سعد! اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تم جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی اہلیہ کے منہ میں دو''۔(متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا قول ہے۔''مجھے پسند ہے کہ لوگ تہائی کی بجائے چوتھائی کی وصیت کیا کریں کیونکہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تہائی کو زیادہ قرار دیا ہے''۔(متفق علیہ)

''وصیت''، میراث کے حق دار کے لئے نہیں ہے:۔ والدین اور قریبی رشتہ دار (جو میراث کے شرعاً حقدار ہیں) کے حق میں مال کے تہائی کی وصیت نہیں کی جاسکتی۔

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع پر فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے۔ لہٰذا کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں''۔(ابوداؤد)

نا قابل قبول وصیت:۔ (1) ایسی وصیت جو شریعت (شرعی احکامات) سے ٹکراتی ہو اس پر عمل ہی نہیں کیا جائے گا۔

(2) ایسی وصیت جس سے کسی کی حق تلفی ہو۔ خصوصاً جب وہ کسی وارث کے حق میں محرومی یا زیادتی کا سبب بنتی ہو۔ وہ بھی نا قابل قبول اور باطل قرار دی جائے گی۔

(3) ایسی وصیت جس سے مستحق رشتہ داروں کے حقوق تلف ہوں۔''ضرر رساں وصیت کہلاتی ہے''۔

(4) حرام اور غیر دینی کاموں پر خرچ کرنے کے لئے وصیت کی جائے تو وہ نافذ ہی نہیں ہوگی۔

وصیت کی اقسام:۔ وصیت کی تین اقسام ہیں۔

(1) مال کے لئے وصیت (2) حقوق اور واجبات کے لئے وصیت (3) نصیحت وتزکیہ کے لئے وصیت

(1) مال کے لئے وصیت:۔ مال واسباب خواہ کچھ بھی ہو زیور، کرنسی، بینک اکاؤنٹ سرٹیفکیٹ، جائیداد قریب المرگ چاہے تو اپنے بعد چھوڑے جانے والے مال کا ایک تہائی حصہ غیر وارث قرابت داروں کے لئے وصیت کر سکتا ہے۔ یہ وصیت صدقہ جاریہ کے کاموں کے لئے بھی کی جا سکتی ہے۔

(2) حقوق اور واجبات کے لئے وصیت:۔

قریب المرگ ایک تہائی کی وصیت کے لئے یہ بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کے کچھ واجبات ایک تہائی میں سے ادا کر دیئے جائیں۔ مثلاً

(1) ادھار، یعنی قرض وغیرہ　(2) جو روزے نہ رکھ سکا اُن کا فدیہ　(3) زکوٰۃ نہ دے سکا اس کی ادائیگی

(4) فرض حج نہ کر سکا اس کی ادائیگی کے لئے وصیت　(5) کوئی جائز نذر مانی تھی مگر پوری نہ کر سکا اُس کو پورا کرنے کی وصیت

(6) اگر کوئی مرد کسی وجہ سے بیوی کا حق مہر ادا نہیں کر سکا تو اس کی وصیت

(3) وصیت برائے نصیحت وتزکیہ:۔ وصیت مال کے علاوہ ان ہدایات اور ان انتظامات سے متعلق بھی ہو سکتی ہے جو قریب المرگ اپنے متعلقین کے ذمے لگا جاتا ہے مثلاً نابالغ اولاد کی دیکھ بھال۔ اس کے چھوڑے ہوئے علمی کتب خانہ، شفاخانہ یا وقف کیے ہوئے کسی ادارے کی دیکھ بھال۔ اور لوگوں کی امانتوں کا لوٹانا اس کے علاوہ یہ وصیت علمی و عملی ہدایات کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے مثلاً قرابت داروں سے صلہ رحمی، حقوق اللہ کی پابندی کرنا، تبلیغ کرنے کی تاکید کرنا وغیرہ۔ 1/3 کے معاملے میں حکمت سے کیا گیا فیصلہ قیامت تک کے لئے صدقہ جاریہ بن سکتا ہے۔

نبیوں کی وصیت:۔ ایسی وصیت جو وارثوں کی دینی اصلاح کے لئے ہو۔ بہترین وصیت ہے۔

نبیوں کی وراثت وہ پیغام حق ہے جو تا قیامت نسلوں تک منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔

اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت وراثت میں چھوڑی اور فرمایا:

''اے لوگوں میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر انہیں مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت''۔ (موطا امام مالک)

حضرت لقمان علیہ سلام نے اپنے فرزند کو جو وصیتیں فرمائیں ان کے بارے میں قرآن پاک میں ذکر ہے۔

قرآن پاک سورہ لقمان، آیت نمبر 13,17 میں ہے: ترجمہ:۔ ''میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ اے بیٹے نماز قائم کرنا۔ اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا''۔

موت آنے سے قبل جنازہ، تجہیز و تکفین اور تدفین وغیرہ کے بارے میں مرنے والا اہل وعیال کو وصیت کر سکتا ہے۔ مثلاً

(1) میری وفات پر چیخ و پکار نہ کرنا، منہ سے خلاف اسلام کوئی بات نہ کہنا، چہرے پر طمانچے نہ مارنا یعنی نوحہ اور بین وغیرہ نہ کرنا۔

(2) میرا مال فی سبیل اللہ خرچ کرنا، کنواں کھدوا دینا، غریب طلبا کی فیس وغیرہ ادا کر دینا وغیرہ۔

ہدیہ کرنے کا طریقہ

طریقہ ادائیگی:۔ نیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے دو رکعت نماز نفل ہدیہ

بحضور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ　　بحضور تمام پیغمبرانِ اسلامؑ

بحضور اہل بیتؓ　　بحضور صحابہ کرامؓ

بحضور تابعینؒ　　بحضور تبع تابعینؒ

بحضور آئمہ کرامؒ　　بحضور اولیاء کرامؒ

بحضور میرے پیرومرشد یا استادِ معظم　　بحضور میرے والدین بزرگوار

بحضور جملہ مومنین ومومنات جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔

منہ میرا خانہ کعبہ شریف کی طرف ''اللہ اکبر''۔

عیادت (بیمار پرسی) بیماری میں دعائیں اور جنازے میں شرکت

1۔حدیث:

حضرت برا ابن عازب ؓ سے مروی ہے فرمایا" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں بیمار کی مزاج پُرسی جنازوں کے ساتھ جانے، چھینکنے والے کے لیئے " یرحمک اللہ " کہنے۔قسم والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی امداد کرنے، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو عام کرنے کا حکم دیا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

2۔حدیث:

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں:

i۔سلام کا جواب دینا ii۔مریض کی مزاج پرسی کرنا iii۔جنازوں کے ساتھ جانا iv۔دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا v۔اور چھینکنے والے کے لیئے یرحمک اللہ کہنا"- (بخاری ومسلم)

3۔حدیث:

حضرت ابو موسیٰ ؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مریض کی بیمار پرسی کرو۔بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔اور قیدی کو رہا کرواؤ-" (بخاری)

<u>**مریض کے لیئے کس طرح اور کیا دعا کی جائے؟**</u>

1۔حدیث:

حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جب کسی انسان کو بیماری کی شکایت ہوتی یا آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے اہل خانہ میں سے کسی کی بیمار پرسی فرماتے تو اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور فرماتے "اے اللہ! اے تمام انسانوں کے پروردگار، بیماری کو دور فرما دے، شفا عطا فرما تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے۔تیری شفاء کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی شفاء عطا فرما جو بیماری (کا نشان بھی) نہ چھوڑے"۔(بخاری ومسلم)

وہ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَأْسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لاَ شِفَاءَ اِلاَّ شِفَاؤُکَ شِفَاءً لاَ یُغَادِرُ سَقَمًا

2۔حدیث:

حضرت ابو عبداللہ عثمان بن ابی العاص ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ جسم میں درد محسوس کرتے ہیں۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اُن سے فرمایا " جسم کے جس حصّہ میں تمہیں درد ہے وہاں ہاتھ رکھو تین مرتبہ بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمہ پڑھو پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھو: اَعُوذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

ترجمہ:" میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں"۔(مسلم)

3۔حدیث:

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا "اے محمد خاتم النبیین ﷺ کیا آپ بیمار ہیں"؟ فرمایا "ہاں" حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا "میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ ہر اس شے سے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کو تکلیف پہنچائے اور نفس اور حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے۔اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے میں اللہ کے نام سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو دم کرتا ہوں"۔(مسلم)

وہ دعا یہ ہے: بِسمِ اللّٰہِ اَرقِیکَ مِنْ شَیْءٍ یُؤْذِیکَ، وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ، اللّٰہُ یَشْفِیکَ، بِسمِ اللّٰہِ اَرقِیکَ ۔

****

میت پر نوحہ

1۔حدیث:- حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"میت پر نوحہ کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے"۔(بخاری ومسلم)

2۔حدیث: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (اظہار غم کے لیئے) رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کے کلمات پکارے"۔(بخاری ومسلم)

3۔حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرمایا حضرت ابو موسیؓ بیمار ہوئے اور بے ہوش ہو گئے۔آپ کا سر اہل خانہ میں سے ایک خاتون کی گود میں تھا وہ چیخنے لگی۔ حضرت ابو موسیٰ ہوش میں آ گئے اور اس عورت کو روک دیا جب آفاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا "میں ہر اُس شخص سے برَی ہوں جس سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی برات (بیزاری) کا اعلان فرمایا بے شک حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مصیبت کے وقت چیخنے چلانے والی، اپنے بال مونڈ دینے والی اور گریبان پھاڑ دینے والی عورت سے اپنی برات (بیزاری) کا اظہار فرمایا ہے"۔(بخاری ومسلم)

4۔حدیث: حضرت ام عطیہ نسیبہؓ سے مروی ہے فرمایا:

"بیعت کے وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی"۔(بخاری ومسلم)

5۔حدیث: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رونے لگی اور کہنے لگی"ہائے اے پہاڑ"یعنی جوان ہائے یہ اور ہائے وہ اور پھر ان کی خوبیاں گنوانے لگی۔حضرت عبداللہؓ جب ہوش میں آئے تو فرمایا "تم نے جو کچھ بھی کہا مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تم واقعی ایسے ہو"-(بخاری)

6۔حدیث: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سعید بن عبادہؓ بیمار ہو گئے تو حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، اور عبداللہ بن مسعودؓ کی معیت میں ہم ان کی تیمارداری کے لیئے تشریف لائے جب آپ خاتم النبیین ﷺ اندر داخل ہوئے تو انہیں غشی کی حالت میں پایا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا" کیا فوت ہو گئے"؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا" نہیں یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ" تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ رونے لگے جب باقی لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " کیا تم سنتے ہو (یعنی سنو) اللہ تعالیٰ نہ آنکھ کے آنسوؤں کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور نہ دل کے غم کی وجہ سے بلکہ وہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے "(اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا)۔(بخاری ومسلم)

7۔حدیث: حضرت ابو مالک اشعریؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"نوحہ کرنے والی عورت نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن جب اُسے اٹھایا جائے گا تو اس پر تارکول کی قمیض اور زنگ کی زرہ ہوگی"۔(مسلم)

8۔حدیث: حضرت اسید بن ابی اسید تابعی ایک عورت سے جس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بیعت کی تھی روایت کرتے ہیں کہ:"اُس عورت نے کہا جن نیک کاموں کے متعلق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم اس عہد میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے (اُن میں) یہ بھی تھا کہ ہم نہ اپنے چہرے نوچیں گے۔نہ واویلا کریں گے نہ گریبان چاک کریں گے اور نہ بالوں کو بکھیریں گے "-(یا نوچیں گے) (ابوداؤد)

9۔حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں کے اندر دو خصلتیں ہیں۔جن کی وجہ سے وہ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ایک تو نسب میں طعن کرنا اور دوسرے میت پر نوحہ کرنا (بین کرنا) "۔(مسلم)

****

غسل میت

اسلامی تہذیب میں مسلمان کے جسم کو زندگی کے اختتام پر بھی احترام کے قابل سمجھا جاتا ہے۔اسی لئے اسے غسل دلا کر، صاف لباس (کفن) پہنا کر، خوشبوؤں میں بسا کر باعزت طریقے سے کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے۔اور اجتماعی نظم وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے نماز کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لئے مغفرت طلب کی جاتی ہے اور پھر نہایت پروقار طریقے سے اسے سپرد خاک کر دیا جاتا ہے۔

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔

غسل کے لئے سامان

(1) بیری کے پتے، صابن

(2) کافور/عطر یا صندل کا پاؤڈر

(3) روئی

(4) کپڑے کی تھیلیاں یا دستانے

(5) جسم کو خشک کرنے کے لئے تولیہ

(6) چادریں جو میت پر پردہ کرنے کے لئے یا میت کو اٹھانے کے لئے استعمال کی جائیں۔

غسل کس کو کروانا چاہیے:۔ مردوں کو مرد غسل دیں اور عورتوں کو عورت میت کو نہ کنگی کریں اور نہ ناخن تراشیں۔نہ بغل اور زیر ناف بال دور کریں۔غسل کرانے کی ذمہ داری اٹھانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ:

(1) قریبی عزیز ہوں یا پھر رشتہ دار ہوں۔

(2) خاص طور پر استنجا کرانے کے لئے قریبی عزیز ہو تو بہتر ہے۔

مرد اپنی بیوی کی میت کو اور بیوی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتے ہیں۔حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا اور حضرت ابوبکرؓ کو ان کی زوجہ حضرت اسماءؓ نے غسل دیا تھا۔(موطا امام مالک)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ جنت البقیع سے ایک جنازہ پڑھ کر میرے ہاں تشریف لائے۔میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی ''ہائے میرا سر''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''نہیں بلکہ میرا سر اے عائشہؓ اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ تو میں خود تمھیں غسل دوں، خود تمھیں کفن پہناؤں اور خود تمھاری نماز جنازہ پڑھ کر دفن کروں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں''۔(مسند احمد)

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد اس حدیث پاک کو یاد کر کے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں۔''جو بات مجھے اب معلوم ہوئی اگر پہلے میں غور کر لیتی تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں''۔(سنن ابی داؤد)

(3) دین کا علم رکھنے کی وجہ سے آداب غسل سے واقف ہو۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''میت کو وہ غسل دے جو اس کا سب سے زیادہ قریبی ہو اور علم (دین) رکھتا ہو۔اگر قریبی عزیز عالم نہ ہو تو جسے تم عالم اور پرہیزگار سمجھو وہ غسل دے''۔(خواہ وہ قرابت دار نہ ہو) (مسند احمد)

(4) میت کی کوئی عیب یا ناپسندیدہ بات نظر آئے تو پردہ پوشی اور راز رکھے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جس نے کسی مسلمان کو غسل دینے میں حق امانت ادا کیا اور اس کا راز نہ کھولا وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہوا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو''۔(مسند احمد)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

''جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اسے 40 مرتبہ معاف فرماتا ہے''۔جس نے قبر کھود کر دفن کیا اسے اتنا اجر ہے جیسے کسی کو

تا قیامت رہائش فراہم کردی اور جس نے کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جنت کے عمدہ ریشمی کپڑے اور کمخاب سے آراستہ فرمائیں گے''۔(مستدرک حاکم)

غسل کی جگہ:۔

میت کو نہلانے کی جگہ ایسی ہونی چاہیے جہاں پردے کا انتظام ہو۔گھر میں غسل خانہ اگر اتنا بڑا نہیں تو کوئی الگ کمرہ یا پھر کسی برآمدے وغیرہ میں عارضی طور پر چادریں وغیرہ تان کر یا خیمہ لگا کر پردے کا بندوبست کرلیا جائے۔لیکن اس میں اوپر سے ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔

غسل کا پانی:۔

غسل کا پانی پاک اور صاف ہونا ضروری ہے بہتر ہے کہ پانی کو نیم گرم کرلیا جائے۔بیری کے کچھ پتے منگوا کر انہیں الگ سے پاک کرلیا جائے۔اس کے بعد تھوڑے سے پانی میں یہ بیری کے پتے جوش دے کر اس پانی کو غسل کے پانی میں شامل کر دیا جائے۔اگر یہ پتے نہ ملیں تو کوئی بھی خشبودار پتے یا پھول یا پھر (صرف) کوئی صابن بھی استعمال کر سکتے ہیں۔(بحوالہ صحیح بخاری)

روئی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر پاس رکھ لئے جائیں۔

غسل میں مدد کرنے والے افراد:۔

غسل دینے والے کے پاس صرف وہی افراد موجود ہوں جو اس کی مدد کریں باقی دوسرے افراد کی موجودگی مکروہ ہے۔

میت کے کپڑے اگر آسانی سے نہ اتر سکیں تو قینچی کے ساتھ احتیاط سے کاٹ لیں کپڑے اتارتے وقت میت پر چادر ہونی چاہیے۔

میت کے کپڑے اتارنے سے پہلے میت کے اوپر کوئی رنگ دار اور گہرے پرنٹ کا کپڑا ڈال لیا جائے۔تا کہ گیلا ہونے پر پردہ رہے۔سفید کپڑے میں سے نیچے کا بدن نظر آتا ہے۔

میت کو اس کپڑے کے نیچے سے غسل دیا جائے گا۔

میت کو نہلانے والا تختہ سر کی جانب سے ذرا اونچا رکھا جاتا ہے تا کہ استعمال شدہ پانی بہتا چلا جائے۔

طریقہ غسل:۔

میت خاتون کی ہو تو غسل سے پہلے سر کے بال کھول دیئے جائیں۔

(1) کپڑے اتارنے کے بعد نہلانے والے سب سے پہلے میت کا سر اٹھا کر آہستگی سے اسے بیٹھا ہونے کے قریب کردیں۔پھر اطراف سے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ پھیرا جائے تا کہ جو کچھ نکلنے کے قریب ہو وہ نکل جائے۔اور ساتھ ساتھ کپڑے کے اوپر سے خوب پانی بہایا جائے تا کہ جو کچھ نکلے پانی اسے بہا کرلے جائے۔

(2) غسل دینے والا اب اپنے ہاتھ پر کپڑے کی تھیلی یا ربڑ کے دستانے چڑھا کر میت کو طہارت کرائے اور نجاست وغیرہ کو اچھی طرح صاف کر دیا جائے طہارت کروانے کے بعد یہ تھیلی یا یہ دستانہ اتار دیا جائے۔

(3) اب دوسری تھیلی یا دستانہ چڑھایا جائے اور میت کی طرف سے غسل کی نیت کر کے ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' پڑھ لے۔

(4) اب دائیں طرف سے شروع کرتے ہوئے نماز کے وضو کی طرح وضو کروایا جائے۔

(5) کلی کے بجائے روئی کو گیلا کر کے میت کے دانتوں اور منہ کو صاف کیا جائے اور ناک کے نتھنوں کو بھی روئی سے صاف کیا جائے۔(بحوالہ صحیح بخاری)

(6) اب دونوں کانوں اور ناک میں صاف روئی لگادی جائے تا کہ غسل کے دوران پانی اندر داخل نہ ہو۔بعد میں اس روئی کو نکال دیا جائے۔

(7) صابن یا شمپو سے سر کے بال اور داڑھی کو آہستہ آہستہ دھویا جائے۔

(8) تمام غسل کپڑے کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر دیا جائے۔مستحب یہ ہے کہ ہاتھ پر کپڑے کی تھیلی یا دستانہ ہو۔خاص طور پر حدودستر پر نہ کسی کی نظر پڑنی چاہیے اور نہ ہی ہاتھ سے مس ہونا چاہیے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''اے علی اپنی ران ننگی نہ کرو، نہ ہی کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران دیکھو''۔(ابوداؤد)

(9) پہلے میت کے جسم کے دائیں طرف والے سامنے والے حصّہ کو دھو یا جائے گردن کی دائیں طرف سے لے کر دائیں پاؤں تک اور پھر بائیں پہلو کے بل ہلکی سی کروٹ موڑ کر دائیں طرف کا نچلا حصّہ دھو یا جائے۔ پھر یہی عمل بائیں طرف سامنے سے اور پھر کروٹ دلا کر پچھلا بایاں حصہ دھولیا جائے۔

(10) غسل طاق مرتبہ دیا جائے۔آخری بار غسل دینے کے لئے پانی میں کافور ڈالنا مسنون (سنت) ہے کافور نہ ملے تو کوئی بھی خوشبو پانی میں ملا سکتے ہیں۔(بخاری و مسلم)

(11) خاتون کی میت ہو تو غسل کے بعد بالوں کی چوٹیاں (لٹیں) بنا کر آگے دونوں طرف یا پیچھے ڈال دی جائیں۔

حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ ''رسول پاک خاتم النبیین ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کو غسل دے رہے تھے'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تین بار، پانچ بار، سات بار اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ بار غسل دو''۔حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا ''طاق عدد میں''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''ہاں اور آخیری بار کچھ کافور بھی ملا دینا اور پھر جب تم غسل دے کر فارغ ہوجاؤ تو مجھے اطلاع کرنا''۔جب ہم فارغ ہوگئیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ کو اطلاع کی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہہ بند پھینک کر فرمایا۔''یہ اندر (اس کے بدن پر) لپیٹ دو'' وہ بیان کرتی ہیں کہ ''ہم نے ان کے بالوں کو تین حصے اور پیچھے ڈال دیئے''۔(صحیح بخاری)

وہ حالات جن میں میت کو غسل دینے کے بجائے پانی بہایا جائے یا تیمم کروایا جائے:۔

(1) اگر میت کا زیادہ جسم جل گیا ہو۔ پانی بہا دینا واجب ہے۔ممکن نہیں تو تیمم کروایا جائے۔

(2) پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے زیادہ گل گیا ہو یا سڑ گیا ہو تو پانی بہا دینا واجب ہے ورنہ تیمم کروایا جائے۔

(3) کسی کیمیکل کی وجہ سے جسم گل گیا۔ پانی بہانا ممکن نہ ہو تو تیمم کروایا جائے۔

(4) کسی ایسی جلدی بیماری سے وفات ہوئی کہ غسل کروانے سے جسم مزید پھٹنے کا اندیشہ ہو۔اگر پانی بہانا بھی ممکن نہ ہو تو تیمم کروایا جائے۔

(5) بچہ پیدا ہو کر مر گیا اس پر غسل واجب ہے اس کا نام رکھیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں۔

مردہ بچہ پیدا ہوا۔اسے غسل دیں۔نماز جنازہ نہیں ہے کپڑے میں لپیٹ دیں اور دفن کردیں۔

غسل دینے والے کے لئے غسل کرنا بہتر ہے:۔

میت کو غسل اور کفن دینے والے کے لئے بعد میں خود غسل کرنا مستحب اور بہتر ہے۔واجب نہیں ہے۔

کیونکہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی میت کو غسل دے وہ خود غسل کرلے اور جو اس کو اٹھائے وہ وضو کرلے''۔(سنن ابی داوَد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے کہ:

''ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے پھر ہم میں سے کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا''۔(سنن الدارقطنی)

مومن مر کر نجس یا ناپاک نہیں ہوجاتا۔ بلکہ بعض اوقات موت کی سختی کی وجہ سے پسینہ یا پیشاب کا اخراج ہوجاتا ہے۔اس لئے میت کو غسل اس کے بدن کو صاف ستھرا اور پاک کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔

میت کو غسل کرانے کے دوران نجاست کے چھینٹے یا جس بیماری سے اس کی وفات ہوئی ہے اس کے جراثیم وغیرہ غسل دینے والے پر لگے ہوں تو بعد میں خود غسل کر لینے سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے۔اور اگر نجاست بالکل نہ تھی تو بعد میں ہاتھ پاؤں اچھی طرح دھونے کے بعد کپڑے تبدیل کر لینا اور پھر وضو کر لینا کافی ہوتا ہے۔

****

کفن (آخری لباس)

کپڑا:۔

کفن کے لئے صاف ستھرا سفید کپڑا استعمال کرنا افضل ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''سفید لباس پہنا کرو۔ یہ تمھارا بہترین لباس ہے اوراسی سے اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو''۔(ترمذی)

مقدار:۔

کفن کے لئے کپڑے کی مقدار یا پیائش اتنی ہو کہ آسانی سے میت کا تمام جسم ڈھانپا جا سکے۔ نامکمل اور ناکافی کفن (علاوہ کسی مجبوری یا عذر کے) ناپسندیدہ ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو کفن دے تو اگر ممکن ہو تو اچھا کفن دے''۔(صحیح مسلم)

اچھے کفن سے مراد صاف ستھرا ہو، موٹا ہو، سارے بدن کو چھپانے والا ہو ضروری نہیں کہ نیا، ہو پرانا مگر دُھلا ہوا صاف کپڑا کفن کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کفن کے انتخاب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا''نئے کپڑوں کے زیادہ مستحق زندہ ہیں۔ میرے لئے بس یہ پرانے ہی کافی ہیں''۔(صحیح بخاری)

اجزائے کفن:۔

مرد میت کے لئے:

کفن میں مرد کے لئے تین کپڑے استعمال ہوتے ہیں ازار یا تہہ بند، چادر جو قمیض یا کُرتے کی شکل میں اوپر آئے گی۔ لفافہ یا اُوپری چادر۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو تین دُھلی ہوئی سفید سوتی چادروں (یمن کی بنی ہوئی ہلکی دھاری دار چادر) میں کفن دیا گیا۔ اس میں نہ قمیض تھی نہ پگڑی''۔(مردوں کے لئے انہی تین کپڑوں کا حکم ہے)۔(صحیح بخاری)

عورت میت کے لئے:

عورت کے لئے کفن میں پانچ کپڑے استعمال ہوتے ہیں۔ تین کپڑے مردوں کی طرح چوتھا سر کا رومال اور پانچواں سینہ بند ہوتا ہے۔

لہٰذا مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں۔ کسی ایسے حالات میں جب یہ تعداد میسر نہ ہو اس سے کم یہاں تک کے ایک کپڑا بھی کافی ہے۔

کسی ہنگامی حالت کی وجہ سے مثلاً حالت جنگ یا سفر کی حالت میں میتیں زیادہ اور کفن نہ کافی ہوں تو کئی میتوں کو ایک ہی کپڑے میں دفنایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ شہدا اُحد کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اور اگر کسی وجہ سے کپڑا اتنا ناکافی ہے کہ سر یا پاؤں میں سے کسی ایک ہی کو ڈھانپا جا سکتا ہے تو سر کو ڈھانپا جائے اور پاؤں کو گھاس وغیرہ سے چھپا دیا جائے جیسا کہ حضرت معصب بن عمیرؓ کے ساتھ کیا گیا تھا۔(بحوالہ صحیح بخاری)

کفن میں لپیٹنے سے پہلے میت کا گیلا جسم کسی صاف کپڑے سے خشک کر لیا جائے۔

میت کو کفن میں لپیٹنے سے پہلے عطر وغیرہ لگا دیا جائے۔

کفن کے اجزاء کی تفصیل:۔

(1) **تین پٹیاں:۔**

چوڑائی میں تقریباً 4انچ اور لمبائی حسب ضرورت اتنی ہو کہ میت کو کفن سمیت باندھنے کے بعد گرہ لگائی جا سکے۔

(2) بڑی چادر اگر موٹی ہے تو ایک ہی کافی ہے۔ لیکن اگر کمزور ہے تو (ڈبل چادر) دونوں کو ملا کر اکٹھا کر کے استعمال کی جائے گی۔ یہ چوڑائی میں اتنی ہو کہ لپیٹتے وقت اس کے دونوں پلڑے ایک دوسرے کے اوپر آ جائیں اور لمبائی میں اتنا ہو کہ میت کے سر اور پاؤں ڈھانپنے کے بعد کپڑا اکھٹا کر کے باندھا جا سکے۔

(3) قمیض یا کفنی:-

اس کی لمبائی کندھوں سے گھٹنوں تک ہوگی اور آگے پیچھے یہ کپڑا دگنی لمبائی میں کاٹا جائے گا۔ پھر اس کپڑے کو دہرا کر کے تہہ کی جگہ پر گلے کے لئے درمیان سے یوں کٹ لگایا جائے گا کہ میت کے سر سے یہ اتارا جاسکے۔

(4) تہہ بند:-

اس کی چوڑائی دوسرے لپیٹے جانے والے کپڑوں کے جتنی ہوگی۔ لمبائی میں یہ کپڑا ناف سے گھٹنوں تک ہوگا۔

(5) سینہ بند:-

خاتون میت کے لئے یہ چوتھا زائد کپڑا سینہ بند ہے۔ چوڑائی دوسرے کپڑوں کی طرح ہوگی اور لمبائی بغل سے ناف تک جاتی ہو۔

(6) سر کا رومال:-

یہ چوکور رومال ہوگا پھر اس کو دہرا کر کے تکون کی شکل بنا دی جائے گی۔ یہ پورے ماتھے اور کاندھوں کو ڈھانپتے ہوئے گردن کے پیچھے باندھا جائے گا۔

(7) اس کے علاوہ میت کو غسل کے وقت کے لئے 2 عدد رنگین چادریں جن کے اندر سے غسل دیا جائے گا۔ تاکہ میت کے عضو نظر نہ آئیں۔

احتیاط:-

(1) جسم خشک کرنے کے بعد میت کو چار پائی پر لٹایا جائے۔

(2) ہر لپیٹا جانے والا کپڑا قدرے مضبوط طریقے سے لپیٹا جائے اور خوب پیچھے تک جائے گا۔ تاکہ تدفین کے وقت کھل نہ جائے۔

(3) کفن لپیٹتے وقت ہر کپڑے کا بایاں حصہ اندر اور دایاں اوپر آئے گا۔

(4) غسل دلانے کے بعد اوپر والی گیلی چادر یا پردہ نکالنے اور جسم خشک کرنے کا سارا عمل اوپر خشک چادر تان کر کیا جائے گا تاکہ پردہ رہے۔

(5) پردہ کے لئے دو عدد چادریں رنگین کپڑے کی ہوں تاکہ جسم نظر نہ آئے۔

****

مرنے کے بعد کسی کو پڑھ کر بخشنے کا طریقہ

1- أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

2- بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

3- **درود شریف**

4- **سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ أَكْبَر**

5- **رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ**

6- تین مرتبہ سورہ اخلاص

(پھر اس کے بعد دعا کرنی ہے-)

یا اللہ یہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے---- قرآن پاک پڑھنے کا ثواب سب سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پہنچانا، اس کے بعد قیامت تک ہونے والے تمام مومن مرد اور عورتوں کو پہنچانا- یا اللہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتی ہوں کہ خاص طور پر اس کا ثواب میرے فلاں ----کو پہنچانا، میرے فلاں---فلاں----کو پہنچانا- انکی مغفرت فرمانا اور ان کو جنت میں اعلی مقام عطا فرمانا۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعزیت

تعزیت کیا ہے؟

میت کے لواحقین کو تسلی اور صبر کی تلقین کرنا۔ تاکہ وہ شدت غم میں کمی محسوس کریں۔ اس نقصان پر آخرت میں اجر وثواب کی امید دلانا۔ مرحوم کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا۔ نیز میت اور پسماندگان کے حق میں دعا کرنا یہ سب کچھ تعزیت کہلاتا ہے۔

حدیث:۔

ترجمہ:۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا اور تسلی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں قیامت کے دن اسے عزت وکرامت کا لباس پہنائے گا''۔ (صحیح بخاری)

حدیث:۔

ترجمہ:۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کسی مسلمان بھائی کو تسلی دیتا ہے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اس مصیبت زدہ کو ملتا ہے''۔ (ابن ماجہ)

<u>تعزیت کے وقت کیا کہا جائے:۔</u>

ہمارے ہاں عام طور پر رواج ہے کہ اگر کسی کے ہاں مرنے پر تعزیت کے لئے جائیں۔ تو جاتے ہی اس متعلقہ بندے سے مل کر کہا جاتا ہے۔

''بڑا افسوس ہوا''۔ موت ایک حقیقت ہے اور ہر نفس اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں چلا جاتا ہے جو برزخ کی زندگی کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ ''ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔ (سورۃ ال عمران آیت 185)

ہم اس زندگی میں اپنی مرضی سے نہیں آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا سے ہمیں پیدا فرمایا۔ ایک مقرر وقت تک زندہ رکھا اور پھر موت دی اس لئے جس طرح پیدائش رضائے الٰہی ہے اسی طرح موت بھی رضائے الٰہی ہے۔

اس لئے تعزیت کے الفاظ ''بڑا افسوس ہوا'' میں افسوس رضائے الٰہی پر ہوا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔

تعزیت کے لئے جب ہم میت کے گھر والوں میں سے کسی کو بھی دیکھیں تو یہ الفاظ استعمال کریں۔

''صبر کریں اللہ کی مرضی'' اور گھر والا بھی یعنی میت کے لواحقین بھی اس کے جواب میں کہیں ''اللہ کی مرضی''۔

اس طرح آنے والے اور جن کی تعزیت کی جائے دونوں کے منہ پر یہ الفاظ ہوں ''اللہ کی مرضی''۔

اس کے ساتھ چند چھوٹی چھوٹی احادیث اور قرآنی آیات کا حوالہ بھی جو متاثرہ خاندان سے بات کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں مثلاً:

قرآنی آیات سورۃ رحمٰن آیت نمبر 26:

ترجمہ:۔ ''جتنے یہاں ہیں سب فانی ہیں''۔ عام الفاظ میں یہ کہیں گے کہ ''ہر ایک کو ایک نہ ایک دن یہ وقت دیکھنا ہی ہے۔ موت تو ہر ایک کو آنی ہے بس آگے پیچھے کا فرق ہے۔ اللہ ہم سب کو معاف فرمائے اور مرحوم کو جنت میں جگہ عطا فرمائے''۔ اہل میت کا دل اس قسم کی باتوں سے قرار پائے گا۔ اس طرح بات کرنے سے تقدیر کے لکھے پر ایمان اور مضبوط ہوتا ہے اور انسان اس کٹھن اور صبر آزما وقت میں غم کو سکون کے ساتھ برداشت کرنے کے قابل ہونے لگتا ہے۔

قرآن پاک سورۃ حدید آیت نمبر 23-22 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:۔ ''جو مصائب بھی روئے زمین پر آتے ہیں۔ اور جو آفات تم پر آتی ہیں اس سے پہلے کہ ہم انہیں وجود میں لائیں یہ سب ایک کتاب میں (لکھی ہوئی محفوظ اور طے شدہ) ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے آسان ہے۔ تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو''۔

تعزیت کے الفاظ میں صبر کی تلقین کو ضرور مدنظر رکھا جائے اور صبر کے متعلق آپ خاتم النبیین ﷺ کے چند ارشادات کو بھی تعزیت کے وقت گفتگو کا حصہ بنایا جائے مثلاً حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی

گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لئے) آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ اللہ بھی ان سے راضی ہوتا ہے۔ اور جو اس آزمائش میں اللہ سے ناراض ہوں۔ اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے'' ۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی ایک صاحبزادی نے پیغام بھیجا کہ ان کی بچی یا بچہ حالت نزع میں ہے۔ اس لئے آپ خاتم النبیین ﷺ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے واپسی کے پیغام میں سلام بھیج کر فرمایا:

ترجمہ:۔　''اللہ تعالیٰ جو بھی دیتا ہے یا لیتا ہے وہ اسی کا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ لہٰذا صبر کرو اور اجر کے طلب گار رہو'' ۔ (صحیح بخاری)

اور یہ جملہ بھی بہت اچھا ہے۔ ''اللہ آپ لوگوں کو صبر دے اور مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے'' ۔

مرحوم کی خوبیوں کا تذکرہ بھی لواحقین کو صبر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مرحوم کے اہل خانہ سے اظہار ہمدردی کے ساتھ ساتھ خدمت اور تعاون کا خیال بھی رکھا جائے۔ بچوں کے ساتھ دلجوئی کی جائے فوری طور پر پڑوسیوں کا حق ہے کہ کھانا وغیرہ بھجوایا جائے یہ مسنون ہے۔

حضرت جعفر طیارؓ جب شہید ہوئے تھے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:۔　''جعفر کے گھر والوں کو کھانا بھجوا دو اس لئے کہ آج وہ غم کی وجہ سے کھانا نہ پکا سکیں گے'' ۔ (ابوداؤد)

ام المومنین حضرت عائشہؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب ان کے عزیزوں میں کسی کی وفات ہوتی تو عورتیں جمع کرتیں اور پھر وہاں چلی جاتیں۔ گھر والے اور خاص خاص قریبی لوگ یا دور سے آنے والے رہ جاتے تو حضرت عائشہؓ تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں۔ (حریرہ) آٹے اور دودھ سے بنایا جاتا ہے اس میں شہد بھی ڈالتے ہیں۔ پھر ثرید بنا کر (شوربے میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر پکانا) تلبینہ اس پر ڈال دیا جاتا۔ پھر حضرت عائشہؓ فرماتیں ''میں نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے سنا ہے تلبینہ سے بیمار کے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ جس سے اس کا غم کسی قدر ہلکا ہو جاتا ہے'' ۔ (صحیح بخاری)

سوگ کی طرح تعزیت تین دن تک محدود نہیں اگر کسی مجبوری سے شروع دنوں میں تعزیت نہ کر سکے تو جب ملاقات ہو تعزیت کی جا سکتی ہے۔

دور سے فون پر، خط کے ذریعے۔ ای میل وغیرہ کے ذریعے سے بھی تعزیت کی جا سکتی ہے۔

تعزیت کے لئے جب بھی آئیں اہل خانہ اور تعزیت کے لئے آنے والے مرحوم کی بخشش کے لئے دعا کریں۔

مرحوم پر صبر کی تلقین کا طریقہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ایک بھیجے ہوئے تعزیتی خط کے مطابق:

حضرت معاذؓ کا ایک لڑکا وفات پا گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کو تعزیتی خط لکھا۔ (غالباً وہ اس زمانے میں یمن میں تھے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞

''اما بعد اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم دے اور تمہیں صبر دے اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق دے۔ ہماری اپنی جانیں اور مال اور بال بچے یہ سب اللہ کی خوشگوار نعمتیں ہیں۔ اور یہ ہمارے پاس اللہ کی رکھی ہوئی امانتیں ہیں۔ جب تک یہ تمھارے پاس رہیں، مسرت اور خوشی تمہیں ملتی رہی اور ان کے چلے جانے کے بعد اللہ اجر عظیم سے تمہیں نوازے گا۔ تمھارے لئے اللہ کی رحمت اور انعام اور ہدایت ہوگی بشرطیکہ اجر آخرت کی نیت سے صبر کرو۔ پس تم صبر کرو اور دیکھو! تمھاری بے قراری اور بے صبری تمہیں اجر سے محروم نہ کر دے۔ ورنہ پچھتاؤ گے اور اس بات کا یقین کرو کہ بے صبری سے کوئی مرنے والا لوٹ کر نہیں آ سکتا اور نہ غم دور ہو سکتا ہے۔ اور جو حادثہ واقع ہوا ہے اسے تو ہونا ہی تھا'' وسلام (المعجم الکبیر للطبرانی)

****

کی محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو ہم تیرے ہیں

ایک تمثیلی گفتگو:- صبح واک کرنے کے بعد میں اور میرا دوست تھوڑی دیر کے لئے قریب ہی رکھے ہوئے ایک بینچ پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا" یار کل جب سے جمعہ کے واعظ میں مولوی کی ایک بات سنی ہے دل کبھی مولوی کی کم عقلی پر ماتم کرتا ہے کبھی مولویوں کی سادگی پر ہنسی آتی ہے۔ پھر لوگ کہتے ہیں مولویوں کا مذاق نہ اڑاؤ"۔ میرے دوست نے کہا" کیا سن لیا تم نے مولوی سے"؟ میں نے کہا" کل مولوی کہہ رہا تھا کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال کی تختیاں اس کی گردن میں ڈالی ہوئی ہوں گی"۔ یہ جملہ سنتے ہی قریب میں واکنگ ٹریک (walking track) پر دوڑتا ہوا ایک شخص ایک دم رک گیا اور مجھے دیکھتے ہوئے کہا" اس میں مولوی نے کیا غلط بات کہی ہے"؟ میں نے فوراً کہا" بتائیں اگر آدمی کی عمر 70 سال کی ہوئی تو اس کی یہ تختی کہاں تک جائے گی؟ اور جیسے کہ پہلے زمانے میں لوگوں کی عمریں دوسو سال یا اس سے بھی زیادہ ہوا کرتیں تھیں تو ان کے گلے میں لٹکی ہوئی یہ تختی کہاں پہنچے گی"؟ میرا یہ جملہ مکمل ہوتے ہی میں اور میرا دوست دونوں ہنسنے لگے۔

اس شخص نے حیرت سے ہمیں دیکھا اور ہمارے قریب ہی بیٹھتے ہوئے کہا" تم مولوی پر ہنس رہے ہو یا قرآن پاک کی بتائی ہوئی اس بات پر جو مولوی نے تمہیں بتائی ہے؟ جہاں تک تختی کی بات ہے تو یہ بات تو قرآن پاک میں ہے تو کیا تم قرآن پاک کی آیت پر ہنس رہے ہو"؟

اب غور سے سنو۔ قرآن پاک سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 13 میں ہے: وَكُلَّ اِنسَانٍ اَلزَمنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِي عُنُقِهٖ وَنُخرِجُ لَهٗ يَومَ القِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلقٰهُ مَنشُورًا

ترجمہ: "اور ہم نے ہر آدمی کے نامہ اعمال (یعنی اس کے انجام کی بھلائی یا برائی) کو اس کے گردن میں لٹکا رکھا ہے۔ اور ہم اس لکھی ہوئی چیز کو اس کے لیے قیامت کے دن نکالیں گے۔ جسے وہ کھلی ہوئی (کتاب کی طرح) پائے گا"۔

پھر اس شخص نے کہا" تم یہ سمجھ رہے ہو کہ لمبی تختی گلے میں ہوگی۔ یہ بات تمہارے دماغ میں اس لیے آئی ہے کہ تم اللہ تعالی کی ٹیکنالوجی کو اپنی ٹیکنالوجی سے کمزور سمجھتے ہو۔ تم لوگ تو ذرا ذرا سی بات کو گوگل (google) کر لیتے ہو تو اللہ کی اس تختی کو گوگل کرنے کا خیال تمہارے دماغ میں کیوں نہیں آیا؟ تم جانتے ہو تختی کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟ تختی کو کہتے ہیں" ٹیبلٹ "(tablet)۔ حضرت موسی علیہ السلام کو جو تختیاں دی گئی تھیں انہیں بھی ٹیبلٹ کہا جاتا ہے۔ اس طرح گلے میں لٹکی ہوئی تختی کو I-Pad یا samsung tab کہیں تو پھر جگہ بن جائے گی نا گلے میں"؟ اس شخص نے ہمیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا --- پھر کہا" لیکن یہ بات بھی اب پرانی ہوگئی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 13 کا دوسرا حصہ اگر ہم غور سے پڑھیں تو اللہ تعالی فرما رہا ہے: وَنُخرِجُ لَهٗ يَومَ القِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلقٰهُ مَنشُورًا

ترجمہ: "ہم قیامت کے روز اس کے لیے ایک رجسٹر نکالیں گے جس کو وہ بالکل کھلا ہوا پائے گا"۔

"اس سے مراد ہے کہ جو تختی اس کے گلے میں ہوگی وہ Tab سے بھی چھوٹی ہوگی اور اس سے اللہ تعالی کی قدرت پرنٹ نکال کر ہارڈ کاپی بندے کے سامنے رکھ دے گی۔ جیسے آج کل وہ ٹیڑھے میڑھے کالے کوڈ کے نشان جنہیں QR کہتے ہیں اور عام لوگوں کا آفیشل آئی ڈی کارڈ ہوتا ہے۔ جو لوگ آفس یا وزٹ پر جاتے ہوئے گلے میں پہنتے ہیں۔ اسے سکین کر کے تمام ڈیٹا لیا جا سکتا ہے۔ ہمارے شناختی کارڈ پر بھی ہمارا QR کوڈ ہوتا ہے۔ شناختی کارڈ سکین کریں تو ہمارا بینک اکاؤنٹ، تمام بینک بیلنس، خاندان کی تفصیل، میڈیکل کی تفصیلی ہسٹری اور نہ جانے کیا کیا نکل کر سامنے آجاتا ہے"۔

ہمارا 200GB کا موبائل فون جس میں ہماری ساری دونمبریاں، بینک اکاؤنٹ رپورٹس، ای میل فیملز، فیملی ڈیٹیلز، تصاویر بلکہ نہ جانے کیسی کیسی تصاویر نکل آتی ہیں۔۔ اگر یہ موبائل ہی قبر میں فرشتوں نے کھول لیا جس میں زیادہ سے زیادہ پانچ سال کا ڈیٹا ہوگا تو۔۔۔۔ اس لئے تو سورہ اسراء کی آیت نمبر 14 میں اللہ تعالی فرما رہا ہے: اِقرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفسِكَ اليَومَ عَلَيكَ حَسِيبًا ترجمہ: "پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود کافی ہے"۔

سنو بچو! جہاں تمام دنیا کا علم ختم ہوگا اور تمام دنیا کی آسائشیں ختم ہوں گی -- جہاں تمام دنیا کی عقل مکمل ہوگی۔۔۔ روز جزا اس سے کہیں زیادہ ایڈوانس ہوگا۔ اللہ تعالی نے جو انسان کی مینول گائیڈ بک انسان میں روز اول ہی لگا دی تھی- انسان تو اس کو اب تک مکمل طور پر نہیں پڑھ سکا"۔

ہم نے حیرت سے کہا" بزرگوار! وہ کون سی گائیڈ بک ہے انسان کی"؟" بچو! وہ تمہارا ڈی این اے (DNA) ہے--- اور کیا ہے"؟ پھر تھوڑی دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے- اس کے بعد ہم سے پوچھا" تم جانتے ہو کہ 0101001 کیا ہے"؟ ہم نے فوراً کہا کہ "یہ کمپیوٹر کی زبان ہے جس سے پروگرامنگ ہوتی ہے اسے بائنری کوڈ (Binary code) کہتے ہیں"۔" ہاں! یہ تو تمھیں معلوم ہوگا ہی--- تم لوگ خوش ہو گئے کہ بائنری کوڈ ایک ایسا کوڈ بنا لیا جس سے کمپیوٹر بن گئے۔ یہ بھی سمجھتے ہو کہ

سائنسدانوں کو یہ عقل بھی اللہ ہی نے دی ہے۔اور یہ کہ دنیا میں کمپیوٹر ایک انقلاب لے آیا ہے۔

لیکن آخرت کے نظام کو اب بھی مولوی کی سطح پر رکھے ہوئے ہو---**جبکہ یہ انقلاب تو رب تعالی نے آج سے چودہ سوسال پہلے اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی زبان پاک سے انسان کو اس کائنات کا بائنری کوڈ دے کر برپا کروادیا تھا۔**

ہم نے پھر حیرت سے کہا"وہ بائنری کوڈ کون سا ہے"؟ "سنو بچو!وہ بائنری کوڈ ہے۔"ل ا ال ہ اال ل ہ"

"یہ کیا ہے بابا"؟ ہم نے حیرت سے پوچھا۔ "یہ لاالہ الا اللہ ہے---اوراس کا مختصر کوڈ ہے"۔ ال ل ہ یعنی **" اللہ "**۔

اس کوڈ کو unlock کرنے کی چابی ہے "م"اسی لئے تو کلمہ میں　　لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ------اللہ اور محمد ایک ساتھ لکھے گئے ہیں۔

اور یہ جو ہمارے بزرگ حضرات کلمے کا ورد کراتے ہیں (ذکر کرواتے ہیں)اور سب کو اس ردھم میں شامل کرتے ہیں جس کا فیبر کس کلمہ نے بنایا ہے اور وہ ہے "ل"۔

یہ "ل" قلم میں۔۔۔لوح میں۔۔۔سدراۃ المنتہی میں۔۔۔جبرائیل،میکائیل،عزرائیل،اسرافیل میں بھی ہے۔اور "م" کی کیا بات ہے!!!

"م"فرش پر مقصود،عرش پر محمود،آسمان میں احمد اور پوری کائنات میں محمد خاتم النبیین ﷺ۔۔۔

قیامت کے دن"م"ہی کو حکم ہوگا کہ جس نے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا ہے اسے جہنم سے نکال لو۔اسی لیے تو اللہ تعالی نے علامہ اقبال کی زبان سے کہلوایا:

کی محمد (ﷺ) سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح وقلم تیرے ہیں

یہ کہہ کر بابا نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے--پھر ہاتھ ہلاتے ہوئے جوگنگ ٹریک پر چل پڑے-

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حیاء

حیاء کیا ہے؟　　حیا وہ خُلق ہے جو انسان کو ناپسندیدہ چیز ترک کرنے کی ترغیب دے۔

1۔ بعض علماء نے حیاء کی یہ تعریف کی ہے:

i۔کسی مکروہ فعل کے ارتکاب کے خوف سے نفس میں جو انقباض () پیدا ہوتا ہے وہ حیاء ہے۔

ii۔بُرے فعل سے طبیعت میں جو شرمندگی پیدا ہوتی ہے وہ حیاء ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"ایمان کے ستر سے کچھ زیادہ یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شعبے ہیں۔افضل شعبہ (کلمہ طیبہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے۔ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے "۔ (بخاری ومسلم)

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:　　اَلحَیَاءُ خَیر کُلُہٗ۔" حَیا پوری کی پوری خیر ہے"۔(مشکوۃ المصابیح)

حدیث: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ "حیاء ساری کی ساری بھلائی ہے"۔(مسلم)

حدیث: آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے" (بخاری ومسلم)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر آدمی اور خصوصاً عورتوں کے حق میں حیاء کی عادت وہ انمول زیور ہے جو عورت کی عفت، پاکدامنی کا دارومدار اور نسوانیت کے حسن و جمال کی جان ہے۔جس مرد یا عورت میں حیاء کا جوہر ہوگا۔وہ تمام عیب لگانے والے اور بُرے کاموں سے فطری طور پر رک جائے گا۔اور تمام رذائل سے پاک وصاف رہ کر اچھے اچھے کاموں اور اچھے فضائل ومحاسن کے زیورات سے آراستہ ہوجائے گا۔اِس لیئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

حدیث: اِذَا لَمہُ تَستَحیِ فَاصنَع مَاشِئتَ　　ترجمہ:"اگر تو حیاء نہ کرے تو پھر جو جی چاہے کر"-(بخاری ومسلم)

عذابِ قبر سے مراد

عالمِ برزخ میں (مرنے کے بعد قبر کی زندگی میں) دنیا کی آبادی سے برابر جو لوگ منتقل ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہ اس عالم (دنیا) سے اُس عالم (قبر) میں جسم کی منتقلی ہے۔ عربی زبان میں اس لیے اس عالم میں جانے کا نام انتقال ہے۔ یعنی اس عالم سے اُس عالم میں آدمی منتقل ہو گیا۔ مرنے کے بعد زندگی کی تشریح کی جائے تو کہا جائے گا جسمِ مثالی نے (روح نے) مٹی کی ذرات سے بنے ہوئے جسم سے رشتہ منقطع کر لیا ہے۔ اور دوسرے عالم میں وہاں کی فضا کے مطابق ذرات یکجا کر کے ایک نیا جسم تخلیق کر لیا ہے۔ ہمارا ظاہری جسم، جسمِ مثالی (روح) کے لئے ایک لباس ہے۔

جسمِ مثالی (روح)، زندگی میں ہمہ وقت متحرک اور سرگرم رہتا ہے۔ اس کی اپنی صفات میں سے ایک مخصوص صفت یہ ہے کہ جب تک یہ اپنے لباس سے کلی طور پر قطع تعلق نہیں کرتا یہ اُس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی سویا ہوا ہے۔۔ نیند بہت گہری ہے۔۔ کراچی میں سویا ہوا آدمی امریکہ کے بازاروں میں گشت کر رہا ہے۔۔ اس سوئے ہوئے آدمی کو سوئی چبھو دی جاتی ہے۔۔ جسمِ مثالی (روح)، امریکہ سے چل کر فوراً اپنے لباس کی پاسبانی کے لیے آموجود ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جسمِ مثالی (روح) کے لئے ٹائم اسپیس کوئی چیز نہیں ہے لیکن جب یہ اپنے لیے مادی جسم بناتا ہے تو اس کو ٹائم اسپیس میں بند رکھنے کے لئے پوری حفاظت کرتا ہے۔

روحانی نگاہ دیکھتی ہے کہ ہر آدمی کے کندھوں پر دو فرشتے موجود ہیں اور کچھ لکھ رہے ہیں۔

لیکن لکھنے کا طرز یہ نہیں ہے جو ہماری اس دنیا میں رائج ہے۔ نہ ان کے ہاتھوں میں قلم ہے اور نہ سامنے کسی قسم کا کاغذ ہے۔ فرشتوں کا ذہن کوئی بات نوٹ کرتا ہے اور وہ قلم کی طرح ایک جھلی پر نقش ہو جاتی ہے۔

نقش و نگار کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی کے ذہن میں ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری ہے۔ دوسرے آدمی کے ذہن میں ایذا رسانی اور حسد کے جذبات متحرک ہیں۔ تیسرا آدمی کسی کو قتل کرنے کے در پر ہے۔ یہ آدمی قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلا۔ ایک فرشتے نے فوراً اس کے ذہن میں ترغیب کے ذریعے یہ بات ڈالی کہ قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے اور جان کا بدلہ جان ہے۔ لیکن اس آدمی نے اس ترغیب کو قبول نہیں کیا اور اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھتا رہا۔

ترغیبی پروگرام پر عمل نہیں ہوا تو دوسرے فرشتے نے اس جھلی نما فلم پر اپنا ذہن مرکوز کر دیا اور اس فلم پر یہ تصور منعکس ہو گئی کہ وہ بندہ قتل کی نیت سے گھر سے باہر آیا اور اس کے اوپر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوا کہ جان کا بدلہ جان ہے۔ یہ بندہ اور آگے بڑھا اور متعین مقام پر پہنچ کر اپنے ہی جیسے دوسرے انسان کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔ دوسرے فرشتے نے فوراً ہی اس کی فلم بنا دی۔

جرم کرنے کے بعد اس بندے کے ضمیر میں ہلچل برپا ہو گئی۔ دماغ میں مسلسل اور تواتر یہ بات آتی رہی ہیں کہ میں نے یہ ٹھیک نہیں کیا۔ جس طرح میں نے ایک جان کا خون کیا ہے اسی طرح میری سزا بھی یہی ہے کہ مجھے قتل کر دیا جائے۔ ضمیر کی اس ملامت کی بھی فلم بن گئی۔

اس کے برعکس ایک آدمی نماز کے ارادے سے مسجد میں گیا۔ مسجد میں پہنچ کر خلوص نیت سے نماز ادا کی۔ خلوص نیت اللہ تعالیٰ کو پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ کی اس پسندیدگی کے نتیجے میں وہ انعامات و اکرامات کا مستحق قرار پایا۔ گو کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کا عمل مقبول ہوا ہے کہ نہیں۔ اس کی نیت اچھی تھی۔ اس کا ضمیر مطمئن ہو گیا اور اس کے اوپر سکون کی حالت قائم ہو گئی۔

سکون کا اصل مقام جنت ہے۔ ضمیر نے مطمئن ہو کر اس بات کا مشاہدہ کیا کہ میرا مقام جنت ہے۔ جیسے ہی جنت سامنے آئی۔ جنت کے اندر تمام قسم کے پھل پھول، شہد اور دودھ کی نہریں اور حوضِ کوثر وغیرہ سامنے آ گئے۔ جب ضمیر ایک نکتے پر مرکوز ہو کر ان انعامات و کرامات سے فیض یاب ہو چکا تو فرشتے نے اس جھلی نما فلم پر اپنا ذہن مرکوز کیا اور یہ ساری کاروائی ویڈیو فلم بن گئی۔

ایک دوسرا آدمی گھر سے نماز کے لئے چلا۔ ذہن میں کثافت ہے۔ اللہ کی مخلوق کے لیے وہ بغض و عناد ہے۔ سود خور ہے۔ حق تلفی، سفا کی، جبر و تشدد مشغلہ ہے۔ مسجد میں داخل ہوا۔ نماز ادا کی لیکن ضمیر مطمئن نہیں ہوا۔ ضمیر کا مطمئن نہ ہونا وہ کیفیت ہے جس کو دوزخ کی کیفیت کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا۔

جب یہ آدمی نماز سے فارغ ہوا۔ دل و دماغ کو خالی اور بے سکونی محسوس کی۔ فرشتے نے اس جھلی نما فلم پر اپنا ذہن مرکوز کیا اور یہ ساری روداد بھی ایک ویڈیو فلم بن گئی۔

اب اس وقت ہمارے سامنے دو کردار ہیں۔

پہلے گروہ میں:

1- ایک کردار وہ ہے جس نے تربیتی پروگرام سے روگردانی کی اور محض اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ہی بھائی کو قتل کر دیا۔

2- ایک وہ شخص ہے جس نے بظاہر وہ عمل کیا جو نیکو کاروں کا عمل ہے۔لیکن اس کی نیت میں خلوص نہیں تھا۔ وہ خود کو اور اللہ تعالی کے نظام کو دھوکا دے رہا تھا۔

دوسرے گروہ میں:

1- وہ شخص ہے جس کی نیت میں خلوص تھا، ذہن میں پاکیزگی اور اللہ تعالی کے قانون کا احترام تھا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان اس دنیا میں جو عمل کرتا ہے اور اس عمل کے پس پردہ جو سوچ کام کر رہی ہے وہ فلم کی صورت میں ریکارڈ ہو جاتی ہے۔ جسے قرآن مجید نے " کتاب المرقوم " کہا ہے۔

مرنے کے قبر میں انسان یہ فلم (کتاب المرقوم) دیکھتا رہتا ہے۔ برے انسان کے سامنے اس کے برے ارادے، برے اعمال اور برے اعمال پر ضمیر کی ملامت جب فلم کی صورت میں ڈسپلے ہوتی ہے تو وہ اسے دیکھ کر شدید اذیت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ یہ اذیت پچھتاوا بن کر اس پر مسلط رہتی ہے۔

نیک انسان مرنے کے بعد جب اپنے نیک ارادوں، نیک اعمال اور اعمال کے نتیجے میں ضمیر پر طاری ہونے والی سکون کی کیفیت کو دیکھتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالی کی رحمت اور قربت کو شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔ اس بات کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے

مثلاً ہر آدمی جب اس دنیا میں کوئی فلم یا ڈرامہ دیکھتا ہے تو مناظر کی نوعیت سے وہ فلم دیکھ کر کبھی قہقہے لگاتا ہے، کبھی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور کبھی آنسوؤں سے رونا شروع کر دیتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ جو فلم میں دیکھ رہا ہو وہ کسی کی لکھی ہوئی کہانی ہے۔ یہ سچی بات نہیں ہے-

اسی طرح۔۔۔ برزخ میں (مرنے کے بعد قبر کی زندگی) میں جب آدمی یہ دیکھتا ہے کہ میں چوری کر رہا ہوں اور میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا ہے تو اس منظر کو دیکھ کر وہ بدحواس ہو کر رونے اور چیخنے لگتا ہے۔ چونکہ فلم پوری زندگی کی ہے اس لیے جب دوسرے اعمال کی فلم دیکھتا ہے تو ہاتھ کٹنے کی اذیت بھول جاتا ہے اور پھر جب چوری کی فلم کے مناظر سامنے آتے ہیں تو آدمی رونے لگتا ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی آدمی کو خواب میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ روتا اور چیختا ہے۔لیکن اس کے برابر سونے والے کو اس کی اس کیفیت کا احساس نہیں ہوتا۔ اس لیے کہنے کو تو قبرستان کو شہر خاموشاں کہتے ہیں اس لیے کہ اردگرد کی آبادی کو ان قبروں سے کسی قسم کے عذاب کی چیخیں یا آگ جلنے کی کیفیت کا احساس نہیں ہوتا لیکن اندر قبروں میں انسان اپنے اپنے اعمال کی کیفیات کو خواب میں ہونے والے عذاب کی صورت میں بھگتتے رہتے ہیں اور یہ صورت "یوم قیامت" تک قائم رہے گی۔ یوم انصاف کے بعد جنت دوزخ کے مراحل ہیں۔

اللہ تعالی رحیم اور کریم ہے۔

بیشک اللہ لوگوں پر ذرّہ برابر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ (خود ہی) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں-(سورہ یونس، آیت نمبر 44)

ہر انسان وہی کچھ پائے گا جو کچھ وہ اس دنیا میں کمائے گا۔(سورہ نجم، آیت نمبر 39)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مُصَنِّفہ کی تمام کُتُب

خاتم النبیین ﷺ مِحبُوبِ ربُّ العٰلمین	خاتم النبیین ﷺ مُحسنِ اِنسانیت (۲,۱)	مقصدِ حیات	عبدیّت کا سفر ابدیّت کے حصُول تک
تعلُّق مع اللہ	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علُوم	راہِ نجات	فلاح
اہلِ بیت اور خاندانِ بنُو اُمَیّہ	ثواب و عتاب	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۱)	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۲)
مُختصرِتذکرئہ انبیاءکرامؑ، صحابہ کرامؓ و آئمہ کرامؒ	اولیاءکرامؒ	کتاب الصلوٰۃ وَ اوقاتُ الصّلوٰۃ	عشرہ مُبشرہؓ اور آئمہ اربعہؒ
حیاتِ طیّبہ	آگہی	اِسلام عالمگیر دِین	عقائد واِیمان
دِینِ اِسلام (بچّوں کےلئے)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۱)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۲)